ہز مجسٹی کا طولانی و کامیاب عہد حکومت جن روز افزون ترقیون اور عام نیکنامیونکے ساتھ ہوا اُسپر تاریخ انگلستان قیامت تک ناز کریگی۔ دُنیا کے قدیم سے قدیم زمانے سے لیکر آجتک کوئی ایسا فرمانروا کبھی نہین گزرا جسنے وسیع زمین بلند پہاڑون اور عمیق سمندرون کے ہر حصے میں ایسی دیرپا اور کامران سلطنت کی ہو جسنے ہزارون میل کے فاصلے سے ہر ملک پر اپنی عظمت و جبروت کے وہ سکے بٹھا دیے ہون کہ ہر مقامی سلطنت کو بھی نصیب نہوے ہون۔ جسنے انصاف کا عالیشان پھریرا بلند کر کے تمام عالم کو اُسکے پُرامن سائے مین لے لیا ہو۔ جسنے اپنی خلقی نیک نفسی اور حلیم الطبعی کی بدولت دوست دشمن دونونکے دلونپر یکسان فتح پائی ہو۔ اور جسکا انصاف۔ جسکی رعایا پروری اور آئین ملک داری شاہان عالم کیلئے قابل تقلید ملنے گئے ہون۔ یہ ہماری نیک سیرت۔ ہر دلعزیز۔ اور مجمع اوصاف حمیدہ کوئن ایمپرس ہی کا حصہ تھا جو اُنیسوین صدی کی اقبالمند ہیروئن گذرین ہین۔

حضور عالیہ کے عہد معدلت مہد مین انگلستان نے کسقدر ترقی کی یہ گزشتہ صدی کے ابتدائی و انتہائی دونون زمانونکے موازنہ سے نہایت ہی صاف طور پر واضح ہو جائیگا۔ انگریزی مورخونکے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ ہز مجسٹی کے عہد سلطنت سے پہلے یورپ کی کونسل مین انگلستان کا کوئی وقار نہ تھا اور یہی وجہ ہو کہ فرمانروایان انگلینڈ شاہنشاہ کا خطاب نہ اختیار کر سکے۔ مگر اعلیحضرت کی بیحد اقبالمندی نے تاج انگلستان کو جسقدر غیر معمولی فروغ دیا وہ انگلستان کے دوامی افتخار کیلئے ضرورت سے زیادہ کافی ہو۔ آپ گریٹ برٹن و آئرلینڈ کی وہ پہلی ملکہ اور ہندوستان کی پہلی قیصرہ تھین جو نہ صرف یورپ بلکہ تمام عالم مین "کوئن ایمپرس" تسلیم کیگئین اور اپنی بینظیر تدبیر و بیدار مغزی سے برٹش گورنمنٹ کو ایسی طاقتور مستحکم اور بیدار سلطنت بنا گئین جسکا ثانی آج روئے زمین پر نہین ملتا۔

انگلستان کی لازوال ترقی سے قطع نظر کر کے اگر ہندوستان کی موجودہ حالت پر نگاہ دوڑائی جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہز مجسٹی کی مبارک حکومت کی داغ بیل پڑتے ہی اس بدنصیب زمین کی قسمت کھل گئی۔ مدت دراز کی بدنظمیان دور ہو گئین اور انصاف کی سچی برکت نے امن و آزادی۔ تہذیب و شائستگی۔ اخلاق و تمدن۔ علوم و فنون صنعت و حرفت۔ تجارت اور عام انسانی ترقیون کو وہ فروغ دیا جو اگلے ہندوستان کی تاریکی مین کہین نظر نہین آتا۔ آج ہر ہندوستانی آزاد خیال ہو رہا ہو اور میدان ترقی مین سرپٹ دوڑنیوالونکی تعداد اُنگلیونپر شمار نہین ہو سکتی۔ آج

سیاہ پوش و ماتم زدہ ہو رہا ہی- ہر طبقے اور ہر مرتبے کے انسانی دل و دماغ اسی جانگزا صدمہ سے متاثر ہوئے ہین اور موجودہ زمانے کی ماتمی تصویر تاریخی صفحون کے لیے ایک ایسی غم انگیز یادگار ہے جو آئندہ نسلونکو بھی اپنی افسوسناک یاد دلا دلا کے ہمیشہ خون کے آنسو رُلاتی رہے گی۔

بیسوین صدی کا آغاز جس غیر معمولی خوشی اور دلی مسرت کے ساتھ ہونا چاہیے تھا اور جسکے لیے مہذب دُنیا برسون پہلے سے تیار ہو رہی تھی وہ اُسکی فطری نحوست نے ایسے مہتم بالشان صدمے اور عالمگیر ماتم سے بدلدیا کہ ہزارون حسرتونکا دل ہی دل مین خون ہو گیا اور وہی خون اشک ماتم بن بنکے آنکھونسے ٹپکنے لگا- جو ہاتھ اسکے خیر مقدم کے لیے آہستہ آہستہ بڑھ رہے تھے وہ دفعۃً زور شور کے ساتھ سینہ زنی مین مصروف ہو گئے اور اب اُنھین عرصۂ دراز تک اپنی ماتمی ضروریات سے اتنی فرصت نہین ملسکتی کہ نئی صدی کیلئے کوئی نیا اہتمام کرین۔

ہماری تقویم کے لیے ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء سے زیادہ کوئی تاریخ نامبارک نہین ثابت ہوسکتی جسکی شام کو ٹھیک ساڑھے چھ بجے وہ آفتاب ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا جسکی روشن و خوشگوار شعاعین دُنیا کے ہر حصے کو نہایت ہی آب و تاب سے منور کر رہی تھین- اور جسکی شگفتہ روشنی مین ہر مظلوم و بیکس کو امن و انصاف کی کشادہ شاہراہین صاف صاف نظر آتی تھین- اسی روز وہ عظیم الشان ملکہ وہ اقبالمند- رحمدل اور انصاف مجسم قیصرہ جنکے دامن دولت سے چالیس کروڑ انسانونکی قسمت وابستہ تھی اور جنکی بینظیر معدلت گستری- رعایا پروری- اور صلح کل پالیسی تمام دنیا کے لیے عموماً اور دُور اُفتادہ ہندوستان کیلئے خصوصاً ایک آسمانی برکت تھی نہضت فرمائے قصر فردوس ہوئین- اسی دن ہماری "مادر مہربان" کا آغوش عاطفت ہمسے قیامت تک کیلیے جدا ہو گیا اور کم و بیش تیس کرور ہندوستانی یتیم ہو گئے۔

ایسے بزرگ اور مبارک سائے کا تمام سرونسے دفعۃً اُٹھ جانا کوئی معمولی صدمہ اور سرسری رنج و غم نہین جو آسانی سے برداشت کرلیا جائے- اس عہد معدلت مہد مین امن و آزادی سے زندگی بسر کرنیوالے اس غم مین قیامت تک روئین گے مگر اُن بیحد الطاف خسروانہ کا حق کبھی ادا نہ ہو گا جو حضور عالیہ کی ذاتی نیکدلی و کریم النفسی کی بدولت اول سے آخر تک عام رعایا برطانیہ پر یکسان مبذول رہے- خاصۃً اہل ہند کیلئے یہ ایک نہایت ہی صبر آزما وقت ہی کہ اُنکی حد سے زیادہ مہربان اور ہمدرد قیصرہ اب دنیا مین نہین ہین جنکی شاہانہ محبت غریب ہندوستانیونکے دل ہاتھ مین لیے ہوے تھی۔

ہائینس ایڈورڈ ڈیوک آف کینٹ) کے شبستان عشرت مین آفتاب مراد طالع ہوا یعنی ۲۴ مئی ۱۸۱۹ء
کو حضور ملکہ معظمہ رونق افزاے بزم ہستی ہوئین - آپکی والدہ ماجدہ (ہز رائل ہائینس وکٹوریا
ماریہ لوئیسا) فرانسس ڈیوک آف سکسکو برگ کی صاحبزادی تھین اور ۱۱ جولائی ۱۸۱۸ء کو بحالت
بیوگی ڈیوک آف کنیٹ سے کے ساتھ بیاہی گئی تھین -

حضور قیصرہ کا سب سے پہلا نام " الگزنڈرینا " تھا جو آپکے والد ماجد کی خاص تجویز سے
شاہزادی روس کے نام پر رکھا گیا تھا - لیکن دیگر اعزا " جارجینا " کہتے تھے - انھین دونون
ناموںسے مذہبی اصول پر آپکی ولادت کی رجسٹری کرائی گئی - تھوڑے ہی عرصے کے بعد آپکی
والدہ مکرمہ کا نام نامی بھی شریک کردیا گیا اور " الگزنڈرینا وکٹوریا " پکاری جانے لگین - مگر
حصول سلطنت کے وقت جب آپ نے اسکاٹ لینڈ چرچ کی حفاظت کیلیے حلف نامہ تحریر
فرمایا تو اُسکے آخر مین صرف " وکٹوریا " درج تھا - اسطرح بجاے اپنے اصلی نامونکے محض
اپنی والدہ کے مبارک نام سے آخر تک عالمگیر شہرت پائی -

تاریخ ولادت سے صرف ۹ ماہ بعد مہربان والد کا سایہ آپکے معصوم سر سے ہمیشہ کیلئے
اُٹھ گیا - اسی پر اکتفا نہین ہوئی بلکہ والد کی وفات کے چھٹے روز نابینا اور معذور دادا (شاہ
جارج سوم) کا بھی انتقال ہوگیا اور اب تخت سلطنت آپکے چچا ولیم چہارم کے نام منتقل ہوا -
یہ زمانہ پہلو سے بھی زیادہ تاریک تھا - نیا بادشاہ عیش پرستی کا دلدادہ ہو رہا تھا اور ملک کی حالت
بدستور بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی تھی - غرضکہ ایک طرف ایسی تاریکی چھائی ہوئی تھی دوسری جانب
دست قدرت ایک ایسے آفتاب کے اجزا تیار کر رہا تھا جسکی مبارک روشنی سے نہ صرف
انگلستان بلکہ دُنیا کا ہر حصہ منوّر ہونیوالا تھا -

ڈیوک موصوف کی وفات سے جو دلی صدمہ آپکی والدہ کو پہونچا وہ بہت ہی عمیق تھا -
اسلئے کہ ڈیڑھ ہی سال کے بعد وہ دوبارہ بیوہ ہوگئین اور اب تمام انگلستان مین اُنکا
کوئی دلسوز و ہمدرد نہ تھا - مگر اُنکی ہوشمندی و زمانہ شناسی نے بتادیا تھا کہ ایک دن اُن کی
اقبالمند لڑکی تخت انگلستان کو زینت دیگی اسلیے بجاے اسکے کہ وہ جرمنی واپس جائین
نہایت ہی استقلال کے ساتھ انگلینڈ مین قیام پذیر رہین اور اپنی ہونہار اولاد کی خود پرداخت
تعلیم و تربیت مین ہمہ تن مصروف ہوگئین -

رفتہ رفتہ ۱۸ سال کا طولانی زمانہ گذر گیا اور اس مدت مین ہر مجسٹی کی خداداد ذہانت نے

انسانی آرام و آسائش کے وافر سامان ہر طرف مہیا ہین اور ہر شخص امن و امان کی زندگی بسر کر رہا ہو۔ ہندوستان سے علیا حضرت کو ایک خاص دلچسپی اور ایسی گہری ہمدردی تھی کہ ہر شاہی اسپیچ کا لفظ لفظ اُسکی سچی شہادت دے رہا ہو۔ ہر مصیبت کے موقع پر شکستہ دل رعایا کی فیاضانہ دستگیری اور دلیرانہ حفاظت کیلیے جن سرگرم کوششونسے کام لیا گیا اُنکا اخلاقی اثر اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہو کہ آج ہندوستان کا ہر فرد بشر برٹش تاج پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہو۔ ابتدا سے آجتک ہندوستان کی کسی گورنمنٹ کو یہ ہردلعزیزی اور عام گردیدگی حاصل نہین ہوئی جو غفران مآب اور اُنکے خاندان کے ساتھ اہل ہند کو قیامت تک باقی رہیگی۔

دُنیا کا خاتمہ خواہ قریب ہو یا بعید مگر ہمارے دلونپر اس سے زیادہ اور کوئی قیامت نہین گزر سکتی کہ آج ہماری اُن "مادر مہربان" کا سایۂ عاطفت ہمارے کم نصیب سرون سے ہمیشہ کیلئے اُٹھ گیا جنکی سچی دلجوئیان ہمین بہت کچھ مطمئن و بیفکر بنائے رہتی تھین۔ جنکی مادرانہ شفقتون پر ہمین ضرورت سے زیادہ ناز تھا۔ اور جنکے لیے ہمارا احسانمندانہ جوش حد سے گزر چکا تھا۔ جنکی رحمدلی اور فیاضی کے گیت ہر مرد۔ عورت اور بچہ کی زبان تک پر نہایت ہی خوش الحانی سے جاری تھے۔ جنکی مبارک شبیہ ہر ہندوستانی مکان کی دیوارون پر محبت بھری نگاہونسے دیکھی جاتی تھی۔ اور جنکی سنگین ورروئین مورتین ہندوستان کے چھوٹے بڑے شہروںمین عقیدتمندانہ جوش کے ساتھ نصب کی گئین تھین جو اس بات کی ہمیشہ یاد دلاتی رہین گی کہ "حضور ملکۂ معظمہ کوئن وکٹوریہ قیصر ہند انصاف و حکومت کی دیوی مانی گئین ہین"۔

اس درد انگیز حالت مین کہ ایسے ہردلعزیز حکمران کی اندوہناک وفات کے صدمے سے عام دل مغموم ہو رہے ہین مناسب معلوم ہوتا ہو کہ حضور عالیہ کے تاریخی حالات اختصار کے ساتھ قلمبند کیے جائین جو کتاب اخلاق کا بینظیر دیباچہ ہین اور جنکی اخلاقی دلچسپی سوز جگر کے لئے ٹھنڈے مرہم کا کام دیگی۔

اُنیسوین صدی کا ابتدائی زمانہ انگلستان اور اہل انگلستان کیلئے ایک عبرتناک منظر تھا جب نابینا اور ضعیف بادشاہ جارج سوم تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا اور اُسکے کمزور ہاتھون مین وسیع سلطنت کے سنبھالنے کی طاقت باقی نہ رہی تھی۔ ہر طرف بدنظمی پھیلی ہوئی تھی۔ ارا کین دولت ٹکس پر ٹکس اضافہ کرتے چلے جاتے تھے اور محصول کی زیادتی سے غلہ کی گرانی عام رعایا کیلئے ناقابل برداشت ہوگئی تھی۔ اسی تاریک زمانے مین شاہ موصوف کے فرزند چہارم (ہز رائل

محسوس ہوتی ہے نہایت ہوشیاری سے اُنکی روزافزون ترقی کی ساعی رہون۔ اور اپنی تمام قوت مخالفت و نفاق کو مصالحت و آشتی سے ٹھنڈا کرنیمین صرف کرددن۔ ان باتون پر عمل کرتے ہوے مین پارلیمنٹ کے مشورہ ون اور اپنی رعایا کی محبت کی ہر وقت امیدوار رہونگی جو قیام سلطنت اور استحکام قوانین کی کافی ضمانت ہو۔"

اس پُرمغز تقریر نے مدبران سلطنت پر حیرت انگیز حالت طاری کردی اور سبکو بالاتفاق یقین واثق ہوگیا کہ نوجوان ملکہ اپنے اہم فرائض سے بخوبی ماہر ہین اور اُمور مملکت مین پوری قابلیت رکھتی ہین۔ تمام حضار مجلس نے صدق دل سے اطاعت کا اقرار کیا اور حضور کے دست مبارک کو بوسے دیدیکر رخصت ہوے۔ اسی وقت سے علیاحضرت کی بیحد مصروفیت اور دماغ سوزی نے ملک کی حالت سنبھالنا شروع کی۔ گزشتہ بدنظمیان یکقلم دور ہوگئین اور ترقی کا وہ ابتدائی دور شروع ہوا جسکے انجام پر آج دنیا کو حیرت ہو اور یہ فلسفیانہ مثل بڑے زور کے ساتھ مشہور ہو کہ برٹش گورنمنٹ کی دُنیاء حکومت مین کسیوقت آفتاب غروب نہین ہوتا۔

رفتہ رفتہ آپکے حسن اخلاق اور رعایا پروری کی مقناطیسی کشش نے عام گرویدگی حاصل کرلی حتیٰ کہ بڑے بڑے سرکش بھی سچی وفاداری کا دم بھرنے لگے اور ایک موقع پر آئرلینڈ کے اوکانل اعظم نے کہا کہ "اگر ضرورت لاحق ہو تو مین اسی ہردلعزیز ملکہ کیلئے پانچ لاکھ فوج سے جان دینے کو تیار ہون۔" وزیراعظم لارڈ ملبورن جنھین اپنے تدبر پر بہت کچھ ناز تھا اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ "مین دس بادشاہون کو اپنے قابو مین رکھ سکتا ہون لیکن ایک ملکہ میرے اختیار سے باہر ہین۔" واقعی آپ اسی حدتک بیدار مغز تھین۔ جبتک خود قرار واقعی اطمینان نہ کرلیتین محض وزارت کے بھروسے پر سلطنت کے متعلق کسی امر پر کاربند نہوتین۔ آپکی رحمدلی اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی کہ ایک غریب کسان کی بیمار لڑکی نے یہ کہا کہ "اگر مین ملکہ معظمہ کو دیکھ لون تو اچھی ہوجاؤن" جسوقت یہ ذکر سمع مبارک تک پہونچا حضور بنفس نفیس تشریف لیگئین اور تسلی آمیز کلمات سے مریضہ کی تشفی خاطر فرمائی۔ بیمار نے بھی اپنے حسن عقیدت کا پھل پایا اور تھوڑے ہی دنون بعد وہ لڑکی تندرست ہوگئی۔ اسی خداترسی کے متعلق یہ واقعہ بھی نہایت ہی مشہور ہو کہ ایک روز ڈیوک آف ولنگٹن شمشیر سلطنت کسی مجرم سپاہی کا محضر قتل بغرض دستخط لائے اور حضور مین پیش کیا حضور عالیہ کو رحم آگیا اور دستخط مین پس وپیش فرمانے لگین۔ ڈیوک نے کہا کہ "یہ سپاہی تین مرتبہ قانون کی خلاف ورزی کرچکا ہو" ملکہ معظمہ نے ارشاد فرمایا کہ "کیا اُسمین کوئی ایسی خوبی نہین جسکے عوض مین اُسپر رحم کیا جائے؟" ڈیوک موصوف فوراً

شاہانہ قابلیت کے تمام مدارج طے کر لیے - آخر ۱۹ ر جون ۱۸۳۷ء کی رات کے آخری حصے مین ولیم چہارم کا چراغ زندگی بھی بجھ گیا اور اب جارج سوم کے وسیع خاندان مین علیاحضرت کے سوا دوسرا وارث تخت و تاج نہ تھا - صبح ہونے سے پہلے ڈاکٹر ہاؤلے آرچ بشپ کنٹربری اور مارکوئیس آف کینگھم لارڈ چیمبرلین حضور عالیہ کو مژدۂ سلطنت سُنانے روانہ ہوے - قصر کنگسٹن مین پہونچکے معلوم ہوا کہ ہر مجسٹی خواب راحت مین ہین - دونون جلیل القدر اراکین دولت کچھ دیر منتظر رہے اسکے بعد بیدار کرایا اور یہ مژدہ سُنادیا کہ "آج سے ہر مجسٹی ملکۂ گریٹ برٹن و آئرلینڈ ہوئین" - سلطنت کی سخت ذمہ داریون کا خیال کر کے حضور عالیہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور پاک پروردگار سے دعا مانگی کہ "میرے ادائے فرائض مین ثابت قدمی اور نیک نیتی عطا کرے"

سب سے پہلے آپ نے اپنی بیوہ چچی کو تعزیت نامہ لکھا اسکے بعد اُسی روز (۲۰ جون) کو پریوی کونسل منعقد فرمائی جسمین ۲۲ اعلیٰ عمائدین سلطنت مع آپکے دو ضعیف العمر چچا کے موجود تھے - تمام مدبران سلطنت کو آپکی کم سِنی و ناتجربہ کاری سے سخت تشویش تھی کہ ایک نوجوان ملکہ سے اتنی بڑی سلطنت کا بار کیونکر اُٹھے گا مگر حضور ممدوحہ کی پہلی ہی اسپیچ نے سبکا اطمینان کر دیا اور یقین دلا دیا کہ اُنسے زیادہ بیدار مغز فرمانروا تخت انگلستان کو کبھی نصیب نہوا ہوگا - ضروری صلاح و مشورہ کے بعد کونسل برخاست ہوئی اور دوسرے روز شاہی اشتہار جاری کیا گیا - اسکے ساتھ ہی ساتھ حلف سلطنت وغیرہ کی رسمین بھی ادا ہوئین اور ان تمام موقعون پر ہر مجسٹی بالکل سادہ لباس زیب تن کیے ہوے تھین جو آپکی سادہ مزاجی کی نہایت ہی روشن دلیل تھی اور جسکا ثبوت آپکی آخر عمر تک ملتا رہا -

۱۷ ر جولائی کو دارالامارۃ لندن مین پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس ہوا اور اسی روز ہر مجسٹی پہلے پہل دارالسلطنۃ مین تشریف لا کر تخت سلطنت پر رونق افروز ہوئین - پارلیمنٹ کا ایڈریس پڑھا گیا اور بعض بعض بل پاس ہوئے - اسکے بعد علیاحضرت نے اپنی اسپیچ ارشاد فرمائی جسکا خلاصہ درج ذیل ہے -

"مین اپنی ذمہ داریون کے اہم خیالات کے ساتھ تخت سلطنت پر قدم رکھتی ہون لیکن مجھے اپنی خالص نیک نیتی پر اعتماد اور قادر مطلق کی حفاظت پر کامل بھروسہ ہے میرا فرض ہوگا کہ اپنے ملکی و مذہبی صیغون کو کامل تقویت دون اور جس حد تک ضرورت

فوراً قریب چلی اترآئین اور نہایت محبت سے استفسار فرمایا کہ "آپکے چوٹ تو نہین آئی" پہچاننے مجمعی کی اور آپکے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ اسکے بعد تمام اراکین دولت تخت بوس ہوے اور "گاڈ سیو دی کوئن" (خدا ملکہ کو سلامت رکھے) کے نعرونسے عالیشان عمارت گونج اُٹھی۔ شبکو تمام تماشاگاہین عام کردیگئین۔ روشنی اور آتشبازی کی کثرت سے لندن کی زمین پر تارون بھرے آسمان کا دھوکا ہوتا تھا۔

علیاحضرت کی تابناک زندگی مین آپ کی کتخدائی کے حالات نہایت ہی دلچسپ و نتیجہ انگیز ہین۔ یورپ کے شاہی خاندانون مین ہندوستان کے رسوم شادی سے بہت کچھ مطابقت ہے۔ عموماً یہ شادیان پولیٹکل وجوہ پر مبنی ہوتی ہین اور والدین اپنی اولاد کے ازدواج کا انتخاب اپنی رائے سے کرتے ہین۔ صغر سنی ہی سے دولہا دُلھن منتخب کرلیے جاتے ہین اور انھین کو باہم ربط و اخلاص بڑھانیکی اجازت دیجاتی ہے جنکی مناکحت پولیٹکل اُمور کیلئے مفید ہو۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسی مواصلت مین دلی محبت کو بہت ہی کم دخل ہوتا ہے جو خانگی زندگی کا اصل اصول ہے۔ حضور عالیہ ابتدا ہی سے فہمیدہ اور روشن خیال تھین۔ اُنھین یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ جس شوہر کو عورت کی طبیعت خود ہی نہ منتخب کرے اُسکے ساتھ زندگی کے دن لطف و آرام سے نہین کٹ سکتے۔ اسی اصول پر آپ نے اپنا شوہر خود ہی انتخاب فرمالیا اور ایجاب و قبول کے مراسم خود ہی طے فرمائے۔ جس شاہزادیکو یہ عزت دیگئی وہ "ہز رائل ہائینس پرنس البرٹ سکسکوبرگ گوتھا" تھے جنکی سچی محبت کے متعدد ثبوت مل چکے تھے۔ اور جنکی ظاہری وجاہت اور باطنی خوبیون مین بہت ہی قریبی مشابہت تھی۔

پرنس البرٹ جرمنی الاصل تھے اور حضور عالیہ کے ماموں زاد بھائی۔ وہ ۱۸۳۹ء مین انگلستان تشریف لائے اور باوجود اُس شرم و حجاب کے جو فرقۂ اناث کیلئے مخصوص ہے اور جسمین ہماری حیا پرور ملکہ اپنی بنی نوع سے بدرجہا زیادہ محتاط تھین آپکو شہزادۂ موصوف سے اپنی شادی کا زبانی پیام ادا کرنا پڑا۔ یہ ایک قانونی مجبوری تھی جسکی پابندی فرمانروایان انگلستان کے لیے مقدم تھی۔ دوسرے روز پریوی کونسل بُلائی گئی اور اُسکے سامنے بھی آپکو اپنا مافی الضمیر عیان کرنا پڑا۔ اس موقع پر ایک ڈیوک کی بیوی نے کہا کہ "آج آپ نے بڑی جرأت سے کام لیا کہ ایسے مجمع مین اس نازک معاملے کی نسبت تقریر فرمائی" آپ نے ارشاد کیا کہ "کل اس سے بھی زیادہ جرأت کا کام کرچکی ہون یعنے یہی پرنس البرٹ سے بھی کہہ چکی ہون" شادی طے ہوگئی مگر ابھی ایک اور مرحلہ باقی تھا اور وہ یہ کہ پارلیمنٹ کے روبرو بھی آپکو اپنا منشا ظاہر کرنے کی

مرکوز عالی تک پہونچگئے اور دست بستہ عرض کیا کہ "یونتو وہ بیحد شریر النفس ہے لیکن اپنی زوجہ کے ساتھ نہایت ہی حسن سلوک سے پیش آتا ہے"۔ یہ فقرہ گوش گزار ہوتے ہی اُس خون گرفتہ سپاہی کی جانبخشی کا حکم صادر ہوگیا۔ دو ایک مرتبہ ایسے ہی ترحم خیز واقعات پیش آنے سے مدبران سلطنت کو رُعب حکومت کے خلاف اثر پڑنے کا گمان ہوا اور یہ بیرحمانہ کام رائل کمیشن کے سپرد کردیا گیا۔

تخت نشینی کی باقاعدہ رسمین تو پہلے ہی ادا ہوچکین تھین لیکن تاج پوشی کی مہتم بالشان رسم ابتک باقی تھی۔ آخر اس مبارک تقریب کیلئے ۲۸ جون ۱۸۳۸ء قرار پائی۔ نیا تاج حضور عالیہ کے فرق مبارک کے موافق تیار ہوا جو دو ہزار ایکسو چھیاسٹھ خوش آب الماس اور دیگر قیمتی جواہرات سے مرصع تھا اور جنکی مجموعی قیمت ایک لاکھ تیرہ ہزار پونڈ تھی۔ اسکے ساتھ ہی یاقوت رمانی کا ایک چھلا اور ایک طلائی آرب (کرہ) بھی۔ لندن کی چہل پہل کیلئے تاریخ مذکورہ ایک لاثانی اور یادگار تاریخ ہے۔

علی الصباح ہی سے تمام سڑکین تماشائیونکے ہجوم سے بھری ہوئی تھین۔ تمام مکانات اولو العزمی سے آراستہ کیے گئے تھے اور اظہار مسرت کے متعلق بہت بڑی عالی حوصلگی سے کام لیا گیا تھا۔ دس بجے نہایت ہی شوکت وشان اور غیر معمولی کروفر کے ساتھ شاہی سواری نکلی۔ تمام سلطنتونکے سفیر اپنے اپنے جلوس مین ہمرکاب تھے۔ بحری اور بری افواج کا تزک و احتشام بہت ہی دلچسپ تھا۔ بینڈ نہایت ہی خوش الحانی سے مبارکباد کے نغمے بجا رہا تھا خلقت کے ہجوم اور شاہی جلوس کی کثرت سے تل رکھنے کی جگہہ نہ تھی۔ شاہی گاڑی مین حضور عالیہ۔ آپکی والدہ محترمہ اور دو تون سن رسیدہ چچا بھی متمکن تھے۔ اس عالیشان جلوس خصوصًا علیہ حضرت کی سواری کیطرف لاکھون نگاہین دلچسپی سے لڑی ہوئی تھین۔ افسران باڈی گارڈ عمدہ انتظام کررہے تھے۔

ویسٹ منسٹر کا عالیشان گرجا اس تقریب ہمایون کے لئے انتخاب کیا گیا تھا۔ آرچ بشپ آف کنٹربری اور تمام عمائدین سلطنت نے استقبال کیا حضور عالیہ سواری سے اُترین اور تخت پر جلوہ فرما ہوئین۔ آرچ بشپ نے تمام رسوم ادا کئے۔ حضور عالیہ کو نیا تاج پہنایا گیا۔ آرب بہت وزنی تھا حضور عالیہ کا دست نازک متحمل نہ ہوسکا۔ یاقوت کا چھلا انگشت مبارک مین تنگ ہوا۔ آپنے اُسکے پہننے مین عذر فرمایا۔ آرچ بشپ نے سنجیدگی سے کہا "حضور کو پہننا چاہیے"۔ گو سخت تکلیف محسوس ہوئی مگر شاہی نشان زیب انگشت کیا گیا۔ اسکے بعد آرچ بشپ نے مبارکباد دی اور تمام حاضرین کو مخاطب کرکے عمدہ تقریر کی۔ سب سے پہلے آپکے ضعیف چچا تخت سلطنت کو بوسہ دینے کیلئے آگے بڑھے مگر پیرانہ سالی کیوجہ سے ٹھوکر کھا کر گر پڑے۔ لوگون نے دوڑ کر اُٹھایا حضور عالیہ

۶ اگست ۱۸۴۴ء۔ (۵) ہر رائل ہائینس پرنسیز ہلینا۔ تاریخ ولادت ۲۵ مئی ۱۸۴۶ء (۶) ہر رائل ہائینس پرنسیز لوئیسا۔ تاریخ ولادت ۱۸ مارچ ۱۸۴۸ء۔ (۷) ہز رائل ہائینس پرنس آرتھر ڈیوک آف کناٹ۔ تاریخ ولادت یکم مئی ۱۸۵۰ء۔ (۸) ہز رائل ہائینس پرنس لیوپولڈ۔ تاریخ ولادت ۷ اپریل ۱۸۵۳ء۔ (۹) ہر رائل ہائینس پرنسیز بٹرائس۔ تاریخ ولادت ۱۴ اپریل ۱۸۵۷ء۔

شاہی باغ کے ہونہار پودونکی غور و پرداخت معزز والدین نے اُس قدیم اخلاقی اصول پر کی جسکی نظیر اس نئی روشنی مین مشکل سے ملیگی۔ باایںہمہ جاہ و حشمت حضور عالیہ نے اپنے ہر پیارے بچے کو اپنا ہی دودھ پلایا۔ کسی دایہ کو یہ عزت حاصل نہین ہوئی۔ نیز پرنس کنسرٹ نے اُنکی تعلیم و تربیت مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہین کیا۔ گو متعدد معلم اور ادیب ملازم تھے مگر معزز والدین اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت مین اپنی خاص نگرانی ہر کام پر مقدم خیال کرتے تھے۔ محل آسبورن مین نو چھوٹے چھوٹے باغ بنوائے گئے تھے۔ جب شاہزادون اور شاہزادیون کو تعلیم سے فرصت ملتی تو اِن باغون مین باغبانی کرتے اور مالیونکو حکم تھا کہ اُنکے روزانہ کام کی رپورٹ کیا کرین۔ پرنس البرٹ اُنکو معمولی مزدورونکی شرح سے روزانہ اُجرت دیا کرتے تھے۔ اسی محل مین شاہزادون نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا تھا جسکی اینٹین بھی اپنے ہی ہاتھ سے تیار کی تھین یہین پر ایک مطبخ تھا جسمین شاہزادیان انواع اقسام کے کھانے پکانا سیکھتی تھین اور کرسمس وغیرہ کے ایام مین اپنے معزز والدین کی دعوت کرتین جسمین تمام چیزین اُنھین کے ہاتھ کی پکائی ہوئی تھین۔ محل کے بالائی حصے مین ایک مختصر عجائب خانہ تھا جسمین بہت سے نادر اشیاء انھین شاہزادون اور شاہزادیونکی صنعت و دستکاری کا نتیجہ تھین۔

۱۸۵۷ء کا مشہور غدر ہندوستان کی تقدیر مین ایک بدنما داغ ہی جو مہذب ممالک مین نہایت ہی حقیر نگاہونسے دیکھا جاتا ہی۔ مگر ہندوستانیونکو اسی کی بدولت ایسی نعمت غیر مترقبہ بھی ملی جسکی شکر گزاری کے فرض سے وہ کبھی ادا نہین ہو سکتے۔ اسی پر آشوب زمانے سے ہر مجسٹی نے ہند کی حکومت اپنے سایۂ عاطفت مین لے لی اور ایک جھگڑالو ملک کو (جسمین مختلف و متضاد قومونکی خانہ جنگیونسے طرح طرح کے فساد برپا رہتے تھے) ہمیشہ کیلئے ایک پُرامن و آزادانہ زندگی عطا کردی مشہور و معروف غدر کے زمانہ مین ہندی اور یوروپین اقوام مین مخالفت کی وہ خوفناک آگ بھڑک اُٹھی تھی کہ اگر علیاحضرت اُسکے انطفاع کی کوشش نہ فرماتین تو سارا ہندوستان خاک سیاہ ہو گیا ہوتا۔ لارڈ کیننگ مشہور گورنر جنرل آف انڈیا نے پرائیویٹ طور پر علیاحضرت کو اس ہونا کی واقعے کی ان الفاظ مین اطلاع دی تھی: "انتقام کا جوش دیوانگی کی حد سے گزر گیا ہی اور انسانیت

اصولاً ضرورت تھی۔

۲۴۔ نومبر سنہ ۱۸۳۹ء کو پارلیمنٹ کا انعقاد ہوا تمام وزرا و اُمرا حاضر تھے۔ یکایک دروازہ کھلا اور ملکہ معظمہ تشریف لائین۔ آپ صبح کی پوشاک زیب تن کیے ہوے تھین۔ ہاتھ کی چوڑی مین پرنس البرٹ کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ جب آپ نے اپنی تقریر شروع فرمائی تو آپکی نظر اُس تصویر پر جمی ہوئی تھی جسکی اصل نے اپنے حسن اخلاق اور اوصاف حمیدہ کی بدولت ملکۂ انگلستان کا دل تسخیر کر لیا تھا۔ اگر احیاناً اُس تصویر سے نگاہ ہٹ جاتی تو فوراً زبان مین لکنت پیدا ہو جاتی۔ بہر کیف آپ نے پارلیمنٹ کو یقین دلا دیا کہ یہ شادی میری آئندہ زندگی اور نیز ملک و قوم کے حق مین بیحد مفید ثابت ہو گی۔ پارلیمنٹ نے آپکی تجویز سے اتفاق کیا اور باقاعدہ شادی کا اعلان ہو گیا۔

۱۰۔ فروری سنہ ۱۸۴۰ء کو نہایت ہی تزک و احتشام سے رسم مناکحت ادا ہوئی اور آپکی خاندانی زندگی کا پہلا دور شروع ہوا۔ پرنس البرٹ جو اب پرنس کنسرٹ کے خطاب سے مشہور ہوے تھے ہر وقت۔ ہر لمحہ اپنی وفاداری کا ثبوت دینے لگے اور امور سلطنت مین اپنے بینظیر مشورون سے مناسب امداد دینا اپنا فرض سمجھنے لگے۔ رفتہ رفتہ پرنس کنسرٹ نے اپنی خداداد قابلیت اور فطری نیک نفسی کے ذریعے سے اہل انگلستان کے عام دلونکو تسخیر کر لیا اور اس حد تک ہر دلعزیزی پیدا کی کہ بڑی بڑی انجمنونکی پریسیڈنٹی کی درخواستین پیش ہونے لگین۔ ہر موقع پر پرنس ممدوح نے ایسی فاضلانہ تقریرین کین کہ آپکی غیر محدود قابلیت کی عظیم الشان شہرت ہو گئی۔

شادی کے تھوڑے ہی عرصے بعد ایک روز ملکہ معظمہ اور پرنس کنسرٹ گاڑی پر سوار جا رہے تھے کہ اُنپر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ ایک ۱۸ سالہ نوجوان شخص نے پستول کے متواتر دو فیر کیے لیکن اقبال شاہی کے سامنے دونون نشانے اُچٹ گئے۔ مجرم فوراً گرفتار کر لیا گیا اور اپنی پاداش کو پہونچا لیکن یہ بات بیحد تعجب کی نظر سے دیکھی گئی کہ ایسی ہر دلعزیز ملکہ اور اُنکے فرشتہ خصال شوہر کا انگلستان مین ایک دشمن بھی موجود تھا۔

اکیس سال کی مدت عروسی مین علیا حضرت کے بطن سے علی الاتصال نو اولادین ہوئین۔ (۱) ہز رائل ہائینس پرنسیز رائل۔ والدۂ ماجدۂ موجودہ شہنشاہ جرمنی تاریخ ولادت ۲۱۔ نومبر سنہ ۱۸۴۰ء۔ (۲) ہز رائل ہائینس البرٹ ایڈورڈ پرنس آف ویلز۔ موجودہ فرمانروائے انگلستان و قیصر ہند خلد اللہ ملکہ تاریخ ولادت ۹۔ نومبر سنہ ۱۸۴۱ء۔ (۳) ہر رائل ہائینس پرنسیز الائس تاریخ ولادت ۲۵۔ اپریل سنہ ۱۸۴۳ء۔ (۴) ہز رائل ہائینس پرنس الفریڈ ڈیوک آف اڈنبرا تاریخ ولادت

دلکو وہ صدمۂ رنگین جسکی کوئی انتہا نہ تھی۔ گو پرنس البرٹ کی قابلانہ ہمدردی و دلجوئی نے اس غمناک حالت مین زیادہ ترقی ہونے دی تاہم مادرانہ محبت کا خوگر و راحت یافتہ دل بہت دنون تک بیقرار رہا۔ اس سال کی نحوست علیاحضرت کی زندگی کیلئے ایک لاثانی یادگار ہی جسکے آخر مین وہ رنج و راحت کا شریک وہ دُکھ درد کا ساتھی بھی چل بسا جو ملکی اور خانگی مخصمون اور تمام شکلون مین اپنی بینظیر قابلیت سے اپنی حکمران بیوی کیلئے ہروقت سینہ سپر رہتا تھا۔ یہ پرنس البرٹ کی جوانمرگی کا سانحہ تھا جسکے جانگداز و روح فرسا صدمے نے آخر وقت تک ساتھ نہ چھوڑا اور اول اول تو ایسا گہرا اثر ڈالا تھا کہ خاص و عام کو علیاحضرت کی زندگی ہی سے یاس ہو گئی تھی حضور عالیہ کو اس سے زیادہ کوئی غم نہ کبھی ہوا نہ ہو سکتا تھا اسلیے کہ جو محبت آپکو اپنے پیارے شوہر سے ابتدائً پیدا ہوئی تھی اب وہ درجۂ کمال تک پہونچ چکی تھی۔ آپ اس غم مین برسون سوگ نشین رہین اور جو چادر بیوگی کی علامت تھی وہ کسیکی بڑی سی بڑی خوشی کے موقع پر بھی سرمبارک سے جدا نہین ہوئی۔ پرنس البرٹ کی بیوقت وفات ہر طرح ایک صبرشکن سانحہ تھا تاہم حضور عالیہ نے جس ضبط و استقلال سے کام لیا وہ اخلاقی دُنیا کیلئے ایک بینظیر نمونہ ہی۔ اس غم انگیز موقع پر آپ نے اپنے پیارے بچّونکو (جنمین بعض بعض فی الجملہ سمجھدار ہو چکے تھے) روبرو بُلاکے فرمایا کہ "اگرچہ تمہارے والد کی دائمی مفارقت نے مجھے صدمۂ عظیم دیا ہی تاہم تم سب مطمئن رہو کہ مین تمہاری غور و پرداخت حتی الامکان نہایت ہی توجہ سے کرونگی"۔ پرنس البرٹ کی ناگہانی موت تمام دُنیا مین افسوسناک و غمگین نظرونسے دیکھی گئی۔ انگلستان مین بہت بڑا ماتم ہوا اور پرنس البرٹ کی یادگار مین "رائل البرٹ ہال" تعمیر کیا گیا جو لندن کی ایک بینظیر عمارت ہی۔

اسوقت سے علیاحضرت کی فطری دلچسپیونکا خاتمہ ہو گیا اور اگرچہ وہ فرائض جہانداری مین آخر وقت تک یکسان مصروف رہین مگر خانگی واقعات مین رنج و خوشی برابر کا حصہ لیتی رہی یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ہندوستان کے قدیم پایۂ تخت دہلی مین **جشن قیصری** منعقد ہوا جسمین تمام والیان ریاست اور بعض سفیران ممالک غیر موجود تھے اور جسکی بینظیر تیاریان اور پُرشوکت دھوم دھام ابھی تک اہل ہند کی نگاہون مین پھر رہی ہوگی۔ یہ عالیشان دربار زیر صدارت لارڈ لٹن گورنر جنرل کشور ہند مقرر ہوا تھا۔ جسمین لارڈ موصوف نے ایک فصیح تقریر کے بعد اس امر کا اعلان کیا کہ ہر مجسٹی کوئن وکٹوریا نے "**قیصر ہند**" کا خطاب قبول فرمایا۔

اسکے دوسرے ہی سال ۱۵ نومبر ۱۸۷۸ء کو پرنسز الائس جنھون نے والد کی وفات پر

کوئی امتیاز باقی نہین - مجھے اپنے ہموطنون سے اُمید تھی کہ وہ ضبط کرکے عمدہ نظیر پیش کرینگے مگر اب یہ خیال اُسوقت تک موہوم معلوم ہوتا ہی جب تک شرم مین ڈوبکر اُنکے سر نیچے نہو جائین" ہر مجسٹی کا جواب حسب ذیل تھا۔

"لارڈ کیننگ آسانی سے یقین کرینگے کہ پبلک نے عام ہندوستانیون اور خصوصاً باغی سپاہ کے ساتھ بلا کسی امتیاز کے جس حد سے گزری ہوئی بیرحمی کا اظہار کیا ہی مین بھی اس رنجیدگی اور شرم مین اُنکی پوری ہمخیال ہون۔ غالباً یہ جوش فرو نہو گا کیونکہ عورتون اور بچونکے ساتھ ناگفتہ بہ سلوک کیا گیا ہی اور باغیونکے بیرحمانہ مظالم کی ہیبت عوام مین طاری ہی۔ یہ خبرین سُنکے ہر شخص کا خون جوش مارتا ہی اور کلیجہ پھٹنے لگتا ہی۔ ان ظالمون کی اور کیا سزا ہو سکتی ہی مجھے یہ لکھتے ہوے افسوس ہوتا ہی کہ مجرمونکے ساتھ پورا پورا انصاف برتا جائے لیکن جو لوگ بغاوت مین شریک نہین ہوے اور جن ہندوستانیون نے ہماری مدد کی۔ ہمارے مظلومونکو پناہ دی اور آخر تک وفادار ثابت ہوے اُنکے ساتھ مہربانی سے پیش آنا چاہیے۔ یہ امر اُنکے ذہن نشین کر دینا لازم ہی کہ اُنسے کسیکو نفرت کا خیال بھی نہین اور اُنکی ملکہ کی دلی خواہش ہی کہ وہ امن کی زندگی بسر کرین اور سرسبز و خوشحال رہین"

المختصر غدر فرو ہوا اور وہ مشہور شاہی اشتہار جاری کیا گیا جسمین بہت کچھ تغیر و تبدل کے بعد علیاحضرت نے ہندوستانیونکو امن و آزادی ہی نہین عطا کی بلکہ حاکم و محکوم قوم کے حقوق بھی مساوی کر دیے۔ شہنشاہ اکبر جن خیالات کو اپنی قبر مین لیگیا تھا اُنھین ہر مجسٹی کی منصفانہ گورنمنٹ نے زندہ ہی نہین کر دیا بلکہ اُنمین ایک ایسی دیرپا روح پھونکدی جو ابدالآباد تک محسوس ہوتی رہیگی۔

علیاحضرت کے ملکی اور خانگی ترقیونکے ابتدائی حالات بر سبیل اختصار بیان ہو چکے ہین۔ واقعی یہ لاثانی اقبالمندی اور خوش نصیبی حضور عالیہ ہی کا حصہ تھی کہ ایک طرف اُنکی وسیع سلطنت روزافزون سرسبزی و خوشحالی کے ساتھ ترقی کر رہی تھی دوسری جانب اولاد کی مناسب کثرت سے اُنکی گود بھری ہوئی تھی۔ پرنس البرٹ ایسے منتخب روزگار شوہر کی ہم نشینی سے دلی طمانیت اور باطنی مسرتون کا لطف آرہا تھا۔ اور ڈچز آف کینٹ ایسی شفیق و دلسوز والدہ کی سرپرستی دُنیا کے دھندون سے مطمئن و بیفکر بنائے ہوئی تھی۔ یہ زمانہ نہایت ہی مبارک زمانہ تھا جسنے ہماری ہر دلعزیز ملکہ کو اپنی تمام نعمتون سے مالامال کر دیا تھا اور جسکے اختتام کی دردناک تصویر ہمارے قلم سے نہین کھیچ سکتی۔ مارچ سنہ ۱۸۶۱ء مین آپکی والدہ محترمہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور حضور اقدس کے نازپرور دہ

بادشاہ معظم اڈورڈ ہفتم شاہنشاہ کشور ہند

شاہ البرٹ اڈورڈ جو عنقریب ساٹھ برس تک پرنس آف ویلس رہے ۲۳ تاریخ بروز چہار شنبہ گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کے بادشاہ اور شہنشاہ ہند ہوے اور ایکسو ایک ضرب سلامی توپ کی اُتار گیئی اور نشان بلند کیے گئے حضور عالم کی پیاری والدہ اسقدر جلد اور یک بیک دُنیا سے جنت کو سدھارین اور اسقدر خلاف اُمید سلطنت کی ذمہ داریان شہنشاہ کے سر پڑین کہ وہ اپنی طبیعت پر قابو نہ رکھ سکے اور پریوی کونسل (مشیران شاہی) کے روبرو بروقت اسپیچ شاہ اڈورڈ کی آنکھونسے آنسو جاری تھے۔ اڈورڈ ہفتم کا لقب شاہ نے اپنی والدہ کی مرضی کے مطابق اختیار کیا۔ اسپیچ نہایت مختصر مگر برجستہ اور پر مطلب تھی جس سے پارلیمنٹ اور ممبران کو نہایت اطمینان ہوا حضور ممدوح نے فرمایا کہ "میرا پختہ ارادہ ہے کہ لفظاً اور معناً مین قانونی حکمران رہونگا اور جبتک میرے دم مین دم ہے اپنی رعایا کی بہبود اور فلاح کی کوشش کرونگا۔ مجھے امید ہے کہ پارلیمنٹ اور رعایا میری سخت ذمہ داریونکے کام مین میری اعانت کریگی جسکے لیے مین اپنی بقیہ زندگی کی کل قوت صرف کرونگا" اسموقع پر بادشاہ کی آنکھونسے مادری الفت کی اظہار مین آنسو بہتے تھے یہ ایک خاص ثبوت اس امر کا ہے کہ ہمارا شہنشاہ اپنی رعایا کیلئے ایک مہربان باپ ہوگا کیونکہ تاریخ مین ایسی کم مثالین ملینگی جنسے ایسی رقیق القلبی کا اظہار پایا جائے۔ ہندوستانکے لوگونکو تو پہلے سے شہنشاہ کے دیدار حاصل کرنے اور اُنکے طرز عمل شاہانہ کے دیکھنے کا موقع اور شرف مل چکا ہے اور ممدوح نے ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو اپنے برتاؤ سے دلدادہ بنا لیا تھا۔

حضور اقدس بکنگھم محل مین ۹۔ نومبر ۱۸۴۱ء کو پیدا ہوے جواب سالانہ یوم سالگرہ بجاے ۲۴ مئی کے ہوا کریگا۔ اولاً پرائوٹ تعلیم پائی اُسکے بعد اڈنبرا گئے پھر اولاً اکسفرڈ اور بعدہ کیمبرج مین تعلیم حاصل کی ابھی بیس سال کا سن نہین ہوا تھا کہ ملک کینڈا اور ممالک متحدہ امریکا کا سفر کیا اُسکے قبل حضور ممدوح فوج مین پرائوٹ کرنیل مقرر ہو چکے تھے اور جزیرۂ آئرلینڈ کے لشکر مین تعلیم پانیکے بعد ۱۸۶۲ء مین جرنیل مقرر ہوے اور تیسو سال کے بعد فیلڈ مارشل کیے گئے علاوہ انکے اور بھی فوجی عہدے حضور ممدوح کے انگلستان اور نو آبادیوں اور غیر ملکونمین ہین ۱۸۶۳ء مین حضور ممدوح کارنوال کے ڈیوک کئے گئے اور ہاؤس آف لارڈس مین نشست کی۔ اُسی سال یورپ در مصر بیت المقدس و در ملک شام کا دور دراز سفر کیا ۱۸۶۲ء سے لیکر ۱۸۶۹ء تک ڈنمارک۔ سویڈن۔ روس۔ نہر سوئز۔ یونان۔ بحر اسود و قسطنطنیہ وغیرہ کو دیکھا۔ ۱۰ مارچ ۱۸۶۳ء مین موجودہ ملکہ اور قیصرہ کے ساتھ شادی ہوئی ملکہ الکزینڈرا شاہ ڈنمارک کرسچین نہم کی دختر نیک اختر ہین حضور ممدوحہ نہایت نیک مزاج اور ہر قسم کے مذاق اور معلومات رکھتی ہین علم موسیقی مین ممدوحہ ڈاکٹر ہین دوسرے سال سے بعد شادی کے شاہ نے معمولی ملکی کامونکو مثلاً افتتاح ریل و پل و تعمیرات۔ نمائشگاہ وغیرہ

غم نصیب والدہ کی سعادتمندانہ دلجوئی وتیمارداری کی تھی ۳۸ سال کی عمر مین دو لڑکے اور ۵ لڑکیان چھوڑ کے ہمیشہ کیلئے داغ مفارقت دیگئین۔ اسی پر اکتفا نہین ہوئی بلکہ ۲۸ مارچ ۱۸۸۴ء کو پرنس لیوپولڈ نے بھی انتقال فرمایا اورسب سے آخر مین ڈیوک آف اڈنبرا کی وفات نے بالکل ہی ستم ڈھا دیا۔ اسکے ساتھ ہی پوتے پوتیان نواسے نواسیونکے انتقال کے بھی متعدد سانحے درپیش ہے جنمین بعض بعض نوجوان تھے اور بہت سی اُمیدین اُنکی ذات سے وابستہ تھین۔

۱۸۸۷ء تک آپکی مدت جہانبانی کو پچاس سال گزر چکے تھے اسلئے "گولڈن جوبلی" کے نام سے تمام ممالک محروسہ مین ایک عام اور عظیم الشان جشن منایا گیا ۱۸۹۷ء مین دوسرا جشن "ڈائمنڈ جوبلی" کے نام سے اُسی جوش مسرت کے ساتھ ہر ملک اور شہر مین منعقد ہوا لیکن آپ ہر موقع پر اُسی افسردہ خاطری کے ساتھ اپنی بیوگی کی چادر زیب فرق کیے رہین۔

ہر مجسٹی کی گورنمنٹ بالطبع آشتی پسند واقع ہوئی تھی تاہم ملکی ضروریات اور دُنیا مین امن قائم رکھنے کیلئے بعض معرکہ آرا لڑائیان بھی ہوئین جنمین جنگ کریمیا۔ جنگ چین۔ جنگ افغانستان جنگ برہما۔ محاربۂ سوڈان۔ سرحدی جنگ اور سب سے آخری جنگ جنوبی افریقہ اس عہد کی فتحمندانہ یادگارین ہین اور جنکے مفصل حالات جداگانہ تاریخون مین مل سکتے ہین۔

۶۳ سال ۷ ماہ کی بےنظیر حکمرانی مین ملکی ترقیونکے علاوہ ہر مجسٹی نے اپنے مذہبی فرائض بھی نہایت ہی خوش اعتقادی وسرگرمی سے انجام دیے اور "اول حامی دین" کا لقب پایا۔ اگرچہ آپ ابتدا ہی سے بجید پابند صوم وصلوٰۃ تھین لیکن آپکی بیوگی کا زمانہ بالکل خدارسیدہ لوگون کیطرح گزرا اور ایک تائب و محتاط عیسائی کیطرح زندگی بسر ہوئی۔ اس عہد مین برٹش مقبوضات ایک کرور گیارہ لاکھ ۳۲ ہزار مربع میل تک وسیع ہوے اور سالانہ محاصل ایک ارب پاؤنڈ جسمین علیاحضرت کا صرف خاص ایک کرور پاؤنڈ تھا۔ ۱۶ جنوری ۱۹۰۱ء تک آپ بالکل تندرست تھین۔ سہ پہر کو آثار علالت نمودار ہوے اور صرف ایک ہفتہ علیل رہ کے ۲۲ جنوری کی شام کو ۶ بجکے ۷ منٹ پر بعمر ۸۱ سال ۸ ماہ بعارضۂ فالج انتقال فرمایا اور جو عبارت ہر مجسٹی کے تابوت پر لاطینی زبان مین کندہ ہوئی اُسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"یہان نہایت حلیم۔ طاقتور۔ اور نیک ملکہ وکٹوریا اول حامیِ دین فرمانروائے گریٹ برٹن وقیصر ہند کی لاش رکھی ہوئی ہے"

دلفگار ومضطر ایڈیٹر خدنگ نظر

ایوِر گولڈ اسمتھ

گولڈ اسمتھ انگلستان کے اُن نامور و مایۂ ناز شاعرون مین گزرا ہی جو انگریزی علم ادب کے رکن اعظم مانے گئے ہین اور جنکی عام مقبولیت پرستش کی حد تک پہونچ چکی ہے۔ بہت سے مورّخون کا بیان ہی کہ اگر شیکسپیر۔ ملٹن۔ اور پوپ اُس سے پہلے نہ پیدا ہوے ہوتے تو گولڈ اسمتھ کے بعد ان شاعرون کی جادو بیانیان ضرور پھیکی پڑجاتین۔ اگرچہ گولڈ اسمتھ کی لائف دیکھنے سے پہلے ہمارا یہی خیال تھا کہ اُس کا مرتبہ شیکسپیر وغیرہ کے بعد ہی مگر اُسکے واقعات زندگی دیکھکے اور اُسکے ذاتی اوصاف کا اندازہ کر کے ہم بھی انگلش مورخونکے ہمخیال ہین اور اُنکی رائے مین اسقدر اضافہ کرنا چاہتے ہین کہ جو خوبیان ان ہرسہ نامور شعرا مین علحدہ علحدہ پائی جاتی ہین وہ گولڈ اسمتھ کی ایک ذات واحد مین من حیثیت المجموع ملتی ہین۔

ہندوستان مین گولڈ اسمتھ کے جاننے والے اور اُسکا کلام نہایت ہی مزے لیلے کے پڑھنے والے اِس تعلیم یافتہ زمانے مین ہر مقام پر ملین گے۔ لیکن اُسکے حالات

انجام دینا شروع کیا جس سے ہر طبقے کی رعایا سے سابقہ ہوا اور ہر دلعزیز ہو گئے۔ سنہ ۱۸۷۱ ٹائفائڈ بخار کا سخت عارضہ جسمین کئی ما
تک مبتلا رہے اور تمام رعایا متفکر و پریشان تھی سنہ ۱۸۷۱ء کے آخر مین ہوا حضور قیصرہ جو ایک معمولی والدہ نہ تھین
بلکہ اپنی بچونکی نہایت پیاری مان تھین۔ اُس زمانے مین سخت متردد تھین اور جب شاہ نے شفا پائی تو ۲۷ فروری سنہ ۱۸۷۲
کو سینٹ پال کے بڑے گرجا مین خدا کا شکر نہایت دھوم سے ادا کیا گیا جن لوگون نے اُسوقت کی کیفیت دیکھی ہے وہ
اس بات کا اندازہ کر سکتے ہین کہ اُس زمانے سے شاہ نے اپنی رعایا کے ہر فرد بشر کے دلمین کیسا گھر بنا لیا ہے۔

ہندوستانکا سفر سنہ ۱۸۷۵ء مین درپیش ہوا اور شاہ کی ہمرکابی کیلئے سر بارٹل فریر منتخب ہوے ایک لاکھ پاؤنڈ
پارلیمنٹ نے سفر خرچ منظور کیا اور شاہ کی حفظ صحت کا بہت کچھ انتظام کیا گیا۔ شاہ ہندوستانکے ہر حصہ اور لنکا مین تشریف
لیگئے اور نہایت خندہ پیشانی اور کشادہ دلی کے ساتھ جلسون اور دعوتون مین شریک ہوے۔ جہان تشریف فرما ہوے دیسی
ریاستون نے نہایت خیر خواہی اور مہمان نوازی کا اظہار کیا۔ اُسوقت حضور ممدوح کو شیر کے شکار کا بہت بڑا شوق تھا۔
چنانچہ نیپال مین بھی جا کر مشہور سر جنگ بہادر کے ساتھ شکار کیا۔ بروقت واپسی اپنے ہمراہ بہت سی نادر اشیا اور عجائبات
انگلستان لیگئے اور قریب پانسو کے جانور جو زوالاجیکل سوسائٹی گارڈنس کو بخشدیے۔

سنہ ۱۸۷۸ء مین نمایشگاہ پیرس کے کمشنرون کے پریسیڈنٹ مقرر ہوے اور سنہ ۱۸۸۹ء مین مع ملکہ اور اپنے
دو فرزندونکے نمایشگاہ مین تشریف رکھتے تھے۔ شاہ کو اس قسم کے کامونسے ایک خاص دلچسپی ہے اور اُنھین وہ
نہایت سرگرمی سے انجام فرماتے تھے۔ شاہ کے چھ اولاد ہوئی جنمین سب سے چھوٹے نے سنہ ۱۸۷۱ء مین بعد پیدائش
قضا کی۔ بڑے شہزادہ پرنس البرٹ وکٹر نے جو ڈیوک آف کلارنس تھے ہندوستان اور برما کا سفر کیا لیکن مشیت الٰہی
سے سنہ ۱۸۹۲ء مین ۲۸ برس کے سن مین قضا کی۔ شہزادہ جارج ڈیوک آف یارک جو اب پرنس آف ویلس ہو گئے
۳۶ برس کے سن کے ہین۔ لڑکپن مین دونون بھائیون مین بڑی اُلفت تھی لیکن بڑے ہونے پر پرنس البرٹ وکٹر
نے بری فوج اور ڈیوک آف یارک نے بحری فوج کو اختیار کیا۔ وہ سنہ ۱۸۹۳ء مین کپتان مقرر ہوے اور بعدہ پرنسس
مے آف ٹیک سے شادی ہوئی جو پرنس البرٹ کے ساتھ منسوب ہونیوالی تھین۔ شاہ کی بڑی شہزادی پرنسس لویزا
کی شادی بائیس برس کے سن مین ڈیوک آف فائف سے ہوئی۔ دوسری شہزادی پرنسس وکٹوریا ہین اور تیسری
پرنسس ماڈ کی شادی ڈنمارک کے ولی عہد سے ۲۷ برس کے سن مین سنہ ۱۸۹۶ء مین ہوئی۔

شاہ کی تخت نشینی بہت مبارک ساعت مین ہوئی ہے اور تمام قوم اور سلطنت کو حضور ممدوح پر
بھروسہ ہے اور خیر خواہ ہین۔ اخبار ٹائمس نے بہت کچھ تعریف حضور کے اوصاف حمیدہ کی کی ہے۔ مثلاً
ہمدردی سلیقہ مندی کام کرنے کا مادہ اور قانون کی پابندی۔ خود حضور ممدوح کی اسپیچ اور اشتہار سے
عمدہ باتون کا اظہار ہوتا ہے۔

از ریاض الاخبار

ایک روز اُسکے چچا کے یہان جو فی الجملہ کسیقدر آسودہ حال تھا کسی تقریب پر ناچ ہو رہا تھا - ایلیور جو ابھی بہت ہی کمسن تھا ناچنے والون مین ملکے خود بھی تھرکنے لگا - بیلا بجانے والے نے اُسکے چھوٹے سے قد اور بدہیئت چہرے کے لحاظ سے "اُیسپ ایئپ[5]" کی پھبتی کہی - یہ فقرہ ایلیور کے دل مین چبھ گیا اور اُسنے فوراً ایک شعر موزون کرکے پڑھا جسکا مطلب حسب ذیل ہو -

"ڈھنڈورچی پکار پکار کے کہہ رہے ہین - دیکھو ایسپ ناچ رہا ہو اور اسکا بندر باجہ بجا رہا ہو"

اس برجستہ جواب سے نہ صرف بیلا بجانیوالا ہی خفیف ہوا بلکہ جو شخص ناچ رہا تھا وہ بھی کٹ گیا - اور ہمارے ہونہار شاعر نے اس نوعمری ہی مین ظریف الطبعی و بذلہ سنجی کا بھی ثبوت دیدیا جسکی ایک شاعر کو بہت کچھ ضرورت ہی -

کچھ عرصے کے بعد گولڈ اسمتھ کے باپ کی آمدنی کسیقدر بڑھگئی اور اب یہ امید بندھنے لگی کہ وہ کالج مین اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکے گا - لیکن اسی اثنا مین اُسکی بہن کی شادی ایک دولتمند شخص کے ساتھ ہوئی اور اُس زمانے کے رسم و رواج کے موافق چارسو پونڈ کا جہیز دینا پڑا - اب بیچارے ایلیور کی تمام تعلیمی اُمیدین خاک مین ملگئین اور اُسکے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ کالج مین بطور سیزر[6] بھرتی ہو - آخر ۱۱ جون سنہ ۱۷۴۴ء کو وہ ٹرینٹی کالج ڈبلن مین بطور سیزر داخل ہوا - بے آستین کا بھدا سیاہ کرتہ اور سرخ ٹوپی (جو کالج کے خدمتگارون کی وردی تھی) پہنے ہوے غریب ایلیور کلاسون مین جھاڑو دیا کرتا تھا اور کھانے کے طباق اُٹھایا کرتا تھا - عوام الناس اُسے حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے جو اُسکی غیرتمند روح تحلیل کردینے کو کافی تھا - لیکن علوم و فنون کا دلدادہ ایلیور اس حالت مین بھی بیدل نہین ہوا جسقدر وہ خون جگر کھاتا تھا اُسکا شوق تعلیم اور قوت پکڑتا جاتا تھا -

کالج مین داخل ہونے کے ڈیڑھ ہی سال بعد گولڈ اسمتھ کے باپ کا انتقال ہوگیا اور

---

[5] ایک مشہور یونانی شخص گو جو چھٹی صدی قبل مسیح مین پیدا ہوا تھا - وہ ایک معمولی غلام تھا جسے ایڈمن نے آزاد کردیا تھا چونکہ اُسنے ڈیلفی والون پر کچھ مضحکہ اُڑایا تھا اسلیے ان لوگون نے اُسے مار ڈالا - انسائیکلو پیڈیا ۱۲

[6] جو طالب علم فیس ادا کرنے کی استطاعت نہین رکھتا - اُس سے فیس کے معاوضہ مین کالج کی خدمت لیجاتی ہو اور وہ سیزر کہلاتا ہو ۱۲

زندگی سے باخبر - اُسکے اخلاقی کارنامون سے واقف - انگریزی دان طبقے مین بھی چند ہی
اشخاص ہونگے - ہمارے اُردو خوان ناظرین آجتک گولڈ اسمتھ کا نام ہی سنتے ہونگے یا زیادہ
سے زیادہ اُسکے بعض بعض بہت ہی مشہور حالات سن چکے ہونگے - لیکن اُسکی مفصل یا مختصر سوانح
عمری غالباً ابھی تک اُردو کی دنیا مین نہین آئی - اسی لیے کوشش کی گئی ہے اور جہانتک ممکن ہوا
ہے اُسکے حالات مختلف کتابون سے چُن چُن کے ایک مضمون کی حیثیت مین شائع کیے جاتے ہین - ممکن
ہے کہ یہ گولڈ اسمتھ کی مکمل لائف نہو اور بہت سے ایسے واقعات رہ گئے ہون جو ہماری نظر
سے نہین گزرے لیکن جسقدر واقعات ذیل مین درج کیے جاتے ہین وہ ایک قسم کی اخلاقی
دلچسپی سے خالی نہونگے -

یہ زبردست شاعر ۲۹ نومبر ۱۷۲۸ء کو مضافات فرنس صوبہ لینسٹر (واقع آئرلینڈ)
مین بمقام پالس پیدا ہوا - اُسکا باپ چارلس گولڈ اسمتھ موضع کلاکنی ویسٹ کا ایک
غریب پادری تھا جو چند کھیت کی کاشت اور اپنے گرجا کے علاوہ ایک دوسرے چرچ کا بھی
کام کرنیکے ذریعے سے چالیس پاؤنڈ سالانہ اپنی بیوی اور سات بچّونکے لیے کماتا تھا - جنمین
چار لڑکے اور تین لڑکیان تھین - الیور اپنے بھائی بہنونمین سب سے چھوٹا تھا - اور ذہانت
وطباعی مین سب سے بڑا جب اُسکی عمر چھہ برس کی ہوئی تو اس شدت سے چیچک نکلی کہ
مرتے مرتے بچا اور چہرہ داغونکی وجہ سے اسقدر بھدّا اور بدقطع ہوگیا کہ اُسکے ہم عمر لڑکے
مضحکہ کیا کرتے تھے - آٹھ برس کی عمر مین اُسے لکھنے پڑھنے کا پورا شوق اور شعرگوئی کا بھی
ذوق پیدا ہوگیا تھا -

اُسکی ابتدائی تعلیم گانون اسکول کے مدرس ٹامس بیرن کی سپردگی مین
ہوئی جو ایک آئرش رجمنٹ کے پنشن یافتہ کوارٹر ماسٹر تھے اور جنکی خصائل حمیدہ کی یادگار
خود گولڈ اسمتھ کی ایک مقبول و مشہور نظم "ڈزرٹڈ ولیج" کے سوا اب تمام دُنیا مین کہین
نہین جب تک وہ اس اسکول مین پڑھتا رہا گو اُسکے لیے نازونعم کے وہ سامان جو نوعمر
بچونکو تعلیم کا شوق دلاتے ہین اُسکے غریب والدین بالکل مہیا نہ کرسکے تاہم وہ ایک عمدہ
اور پُرشوق طالب العلم ثابت ہوا - اُسکی ذہانت وذکاوت کا اندازہ کرکے اُسکی مان نے چاہا
کہ اُسے کسی کالج مین اعلیٰ تعلیم دلائے لیکن تنگدستی کی وجہ سے سردست یہ آرزو پوری نہوسکی -
اسی زمانہ نابالغی و بے تمیزی مین اُسکی ذہانت کے متعلق یہ نقل بہت ہی مشہور ہے کہ

شاعر کی طبیعت پادریونکے کام سے بالکل مناسبت نہین رکھتی تھی تاہم اُسنے محکمہ چرچ مین درخواست دی۔ لیکن وہ اس عذر پر واپس کیگئی کہ ابھی اسکا سن اس قابل نہین کہ اُس محکمے مین لیا جائے۔ تقریباً دو سال تک گولڈ سمتھ امیدواری کرتا رہا اور اس عرصے مین اپنے بھائی ہنری کی بھی مدد کرتا رہا جو گانون اسکول مین مدرس تھا۔ دو برس بعد الیور نے جگہہ کیلیے پھر درخواست کی لیکن اسمرتبہ اُسکی درخواست اس بنا پر نامنظور کیگئی کہ وہ مقدس پادری کے سامنے سُرخ پاجامہ پہن کے حاضر ہوا تھا۔

اس ناکامی کے بعد الیور ایک سال تک ٹیوشن کے ذریعے سے بسراوقات کرتا رہا۔ بعد ازان اُسکے چچا نے پچاس پاونڈ دیکے اُسے قانون پڑھنے کے لیے پھر ڈبلن روانہ کیا۔ ڈبلن پہونچتے ہی اُسکے قدیم دوست آشنا ملگئے اور وہ اُنسے تاش کھیل کھیل کے سب روپیہ ہار گیا۔ اب وہ پھر نادار اور محجوب ہوکے وطن واپس آیا اور اپنے چچا سے معافی مانگی۔

سنہ ۱۷۵۲ء مین اُسکے چچا نے پھر تھوڑا سا روپیہ دیکے تحصیل علم حکمت کیلئے اُسے اڈنبرا بھیجا۔ حکمت کیطرف اُسکی طبیعت پہلے ہی سے مائل تھی اور ٹرینٹی کالج مین کسیقدر علم تشریح پڑھ بھی چکا تھا۔ اڈنبرا یونیورسٹی مین داخل ہوکے الیور نے پورے شوق سے کام لیا اور ایک سال سے زیادہ عرصے تک علم حکمت کے مختلف شعبونکی تعلیم لیتا رہا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ اہل شہر سے بھی ربط وضبط بڑھاتا رہا اور اُنکی صحبتون مین آزادی کے ساتھ شریک ہوتا رہا۔ اس ملنساری اور اخلاق نے اُسے ایک تازہ مصیبت مین مبتلا کر دیا اور وہ یہ کہ الیور نے اپنے ایک ہم کلاس دوست کے قرضے کی ضمانت کرلی۔ قرضے کی تعداد اُسکی استطاعت سے بہت زیادہ تھی اسلئے قید سے بچنے کیواسطے وہ اسکاٹ لینڈ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

ابھی الیور سنڈرلینڈ ہی تک پہونچنے پایا تھا کہ اُس قرضے کا وارنٹ بھی آپہونچا جسکی وہ ضمانت کرچکا تھا اور وہ فوراً گرفتار ہوگیا۔ خوش قسمتی سے یہان اُسکے دو ہم مکتب دوست مسٹر لافلن میکلین اور ڈاکٹر سلیے موجود تھے جنھون نے فیاضی سے ضمانت کا روپیہ داخل کر کے اپنے دوست الیور کو رہا کرالیا۔

اس مصیبت سے نجات پانے کے بعد گولڈ اسمتھ ڈچ کے ایک جہاز پر سوار ہوکے لیڈن واقع ہالنڈ پہونچا۔ مگر یہان اُسکا جی نہ لگا۔ اب اُسنے ایک ایسی اخلاقی ہم کی

اب وہ قلیل آمدنی بھی عنقا ہوگئی جسکی بدولت اُسے اپنا پیٹ پالنے کی فکر نہ تھی۔ آخر فاقہ کشی کی مصیبت سے بچنے کے لیے اُسنے گیت تصنیف کرنا شروع کیے۔ اور فی گیت پانچ شلنگ کے نرخ سے کوچہ گرد مغنی مول لینے لگے۔ اپنے تصنیف کیے ہوے گیت مغنیون کو گاتے ہوے سُننے کیلئے الیور راتون کو بھیس بدل بدل کے جاتا تھا اور اسکا اندازہ کیا کرتا تھا کہ اسکی تصنیف مین مقبولیت کا مادہ کس حد تک آچکا ہی۔ ان گیتون کی اُجرت مین جو روپیہ ملتا تھا اُسے وہ تنہا صرف کرنے کا عادی نہ تھا بلکہ کسی نہ کسی غریب کو بھی اُسمین شریک کرلیا کرتا تھا۔

ایک رات کو جب نہایت ہی سردی پڑرہی تھی الیور نے اپنا کمل ایک غریب آدمی کو دیدیا جو اپنے سات بچون سمیت جاڑون مر رہا تھا اور آپ پلنگ کی توشک مین گھُس کے رات کاٹی۔ صبحکو اُسکا ایک نہایت ہی مہربان دوست جو اکثر اُسکے لیے کھانا لایا کرتا تھا حسب معمول آیا اور الیور کو آواز دی۔ مگر اُسکے ہاتھ پانون سردی کی وجہ سے اسقدر ٹھٹھر گئے تھے کہ نہ اُٹھ کے دروازہ ہی کھول سکا نہ اپنے دوست کو کوئی جواب دے سکا۔ آخر کار اُسکے دوست نے دروازہ توڑ ڈالا اور اندر آکے اُسے توشک کے نیچے سے نکالا۔

جب تک الیور کالج مین رہا اُسکے بشرے سے اُس ذہانت وطباعی کے کوئی آثار نمایان نہین ہوے جسنے بعد کو اُسے ایسی غیر معمولی شہرت دی۔ تقریباً پانچ سال تک ٹرینٹی کالج مین غلامونکی طرح زندگی بسر کرکے فروری ۱۷۴۹ء مین گولڈ اسمتھ نے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور ایک قلیل اسکالرشپ (وظیفۂ طالب علمی) پانے کی خوشی مین اُسنے ایک مختصر جلسہ کیا۔ عین اُسوقت جب وہ اپنے ہم مکتب دوستونکے ساتھ ہنسی مذاق مین مصروف تھا ایک وحشی مزاج مدرس اُسکے کمرے مین گھُس آیا اور اُسے مارتے مارتے شل کردیا۔ یہ حرکت الیور کو اسقدر ناگوار معلوم ہوئی کہ وہ اُسی روز ایسی حالت مین کالج سے بھاگ کھڑا ہوا جب تمام مال دنیا مین اُسکے پاس صرف ایک شلنگ تھا۔ تین دن تک وہ چار پنس روپیہ مین بسر کرتا رہا اسکے بعد بھوک کی آگ بجھانیکے لیے اُسنے اپنے جسم کے تمام کپڑے بھی فروخت کر ڈالے۔

القصہ بہت سی مصیبتین جھیل کے نہایت ہی بچھتے حالون اپنے وطن پہونچا اور اب اُسکے عزیزون نے مجبور کیا کہ وہ اپنا آبائی پیشہ اختیار کرے۔ اگرچہ ہمارے رنگین مزاج

ہمارے اولوالعزم شاعر اور اُسکے نوجوان شاگرد کا جنوبی **فرانس** تک ساتھ رہا یہان پہونچکے اختلاف طبع کے سبب گولڈ اسمتھ نے علیحدگی اختیار کی اور اب وہ اس غیر ملک مین بے یار ومددگار رہگیا۔ لیکن باایہمہ تکلیف ومصیبت اُسکا شوق سیاحت بالکل کم نہوا۔ پھر وہی الیور تھا وہی پیادہ پائی۔ وہی بانسلی تھی وہی خوش آیند گیت جو اُسے دو وقت پیٹ بھر روٹی اور رات کو پڑ رہنے کیلیے آسانی سے جگہ دلادیتے تھے بالغرض یورپ کے اس سرے سے اُس سرے تک گھوم پھر کے اور سیر وسیاحت کا پورا حوصلہ نکالکے اٹھائیس برس کی عمر مین الیور ایبن ہیئت کذائی انگلستان واپس آیا کہ اُسکی جیب مین ایک پائی بھی نہ تھی۔

اب اُسنے **ایکس لین** مین فقیروںکے ساتھ رہنا اختیار کیا اور کوشش کی کہ پلاسٹر بنانے یا دوائین پیسنے کی نوکری ملجائے۔ آخر ایک دوافروش نے اُسے ملازم رکھ لیا۔ کچھ عرصے تک گولڈ اسمتھ اسی دوافروش کے یہان نوکر رہا اور یہین اُسکے قدیم محسن اور دلی دوست ڈاکٹر اسلے سے پھر ملاقات ہوئی جنکی اعانت واستمداد سے اُسنے اپنا ذاتی مطلب کھولا۔ لیکن چونکہ وہ لندن مین بالکل اجنبی تھا اور ظاہری حیثیت بھی بالکل درست نہ تھی اسلیے اُسکے پاس بہت ہی کم مریض آتے تھے اور جو اُس سے رجوع کرتے تھے وہ عموماً غریب ومفلس ہی ہوتے تھے جنھین کچھ دینے کی استطاعت نہوتی۔

ایک روز ہمارا نوجوان ڈاکٹر ایک بیمار مزدور کو دیکھنے گیا اور جب تک اُسکی نبض دیکھتا رہا اپنی ٹوپی سے وہ بڑا سا پیوند چھپائے رہا جو اُسکے مستعمل خریدکردہ کوٹ مین عین سینے پر لگا ہوا تھا۔ اس شکستہ حال ڈاکٹر کی مفلسی کسی قدر قابل رحم سمجھ کے مزدور نے اپنے مالک کا ذکر کیا جو مشہور ناول "کلیرسا ہارلو" کا مصنف تھا۔ مزدور کی زبان سے یہ سُنکے کہ اُسکا مالک اہل قلم کا بہت بڑا قدردان ہی گولڈ اسمتھ نے مکان پر پہونچتے ہی اُسکے کارخانے مین ملازمت کی درخواست بھیجدی اور بالآخر فلیٹ اسٹریٹ کے سالسبری کورٹ مین مصحح مطبع مقرر ہوا۔ لیکن لفظی صحت کا بھدا کام گولڈ اسمتھ ایسے نازکخیال شاعر کی طبیعت سے کسیطرح مناسبت نہین رکھتا تھا اسلیے وہ بہت جلد اس ملازمت سے کنارہ کش ہوگیا۔

تھوڑے عرصے کے بعد اُسے ایک میگزین مین ریویو لکھنے کی نوکری ملی لیکن چونکہ

تیاری کی جو ہمارے ملکی نوجوانون کی ہمت سے بالکل بعید تھی۔ فروری ۱۷۵۵ء مین وہ تمام براعظم یورپ کا پاپیادہ سفر کرنے کیلئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس موقع پر صرف ایک قمیص اُسکے گلے مین تھی اور ایک گنّی اس قمیص کی جیب مین۔ اُسکے ہاتھ مین ایک بانسلی بھی تھی جسے بجا بجا کے کبھی اپنی طبیعت خوش کیا کرتا تھا کبھی دوسرونکی۔ گولڈاسمتھ نے اپنے اس دلچسپ سفر کے حالات ایک نادر اور دلکش نظم "ٹریولر" (سیاح) مین درج کیے ہین۔ وہ نہایت ہی فخر کے ساتھ بیان کرتا ہو "جب مین شام کے وقت کسی کسان کے جھونپڑے کے قریب پہونچتا تھا تو اپنی بانسلی مین اپنا تصنیف کیا ہوا نہایت ہی خوش آیند گیت بجاتا تھا جو میرے لیے نہ صرف شام کی غذا اور رات کو پڑ رہنے کی جگہہ دلا دیتا تھا بلکہ دوسرے روز کیلیے بھی کچھ خوراک ساتھ کرا دیتا تھا۔"

بہرنوع اسی ہیئت گدائی سے وہ رائٹرڈم۔ برسلز۔ فلانڈرس۔ اور اسٹرسبرگ کی سیر کرتا ہوا لووین پہونچا۔ آخر الذکر مقام پر اُسنے کچھ روز قیام کیا اور حکمت یا ڈاکٹری مین "بیچلر" (فارغ التحصیل) کی ڈگری حاصل کی۔ مگر اب اُسکی طبیعت مین سیاحی کا ذوق اور مختلف ممالک مختلف اقوام اور اُنکے رسم و رواج دیکھنے کا شوق اسقدر ترقی کر گیا تھا کہ فاقہ کشی اور پیادہ پائی کی تکلیف بھی اُسے اس ارادے سے باز نہین رکھ سکتی تھی۔ آخر اُسکے دلی ولولون نے اُسے لووین سے بھی اُبھار دیا اور وہ ایک معزز انگریز کی ہمراہی مین جنیوا روانہ ہوا۔

جنیوا پہونچنے کے چند ہی روز بعد الیورسے ایک نوجوان سے شناسائی ہوئی جسنے اپنے چچا کی وفات پر بہت بڑی دولت پائی تھی۔ اس نوجوان سے اُسکے لیے سفارش کیگئی اور گولڈاسمتھ اُسکا سفری اتالیق مقرر ہوا۔ لیکن اس نوجوان کی طبیعت مین حد سے زیادہ طمع تھی اور الیور ایک بالکل مستغنی المزاج شخص تھا اسلیے یہ گمان غالب تھا کہ اُستاد شاگرد مین زیادہ عرصے تک اتفاق نہین رہ سکتا۔ بہرکیف گولڈاسمتھ اس نوجوان کے ساتھ سفر کرتا ہوا سوئٹزرلینڈ پہونچا اور یہین اُسنے اپنی مشہور و معروف نظم "ٹریولر" کا مسودہ تیار کر کے اپنے بڑے بھائی ہنری کے پاس بھیجا جو اسوقت آئرلینڈ مین ایک گرجا کا پادری تھا اور جسنے شہرت و دولت دونون سے دست بردار ہو کے اپنی خوبصورت بیوی کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔

تاریکی

(لارڈ بیرن کے خیالات)

خواب دیکھا ایک مین نے جو تھا محض ایک خواب
بجھ گیا ہی یعنے خورشیدِ درخشان کا چراغ
اہی تیرہ و تاریک میدانِ خلا
لیکن اب وہ روشنی اُنمین نہین بی نور ہین
گھومتی ہی مثل اندھونکے بہت ٹھنڈی زمین
صبح ہوتی ہی مگر وہ روز روشن اب کہان
خوف سے بھولے ہوے ہین لوگ اپنی خواہشین
مانگتے ہین خودغرض ہر بار دلسے یہ دُعا
لیکن اب یہ سب دُعائین بے اثر تھین واقعی
آگ روشن کرکے آخر سب بسر کرنے لگے
جلگئے دیہیم و تخت و خیمہ و خرگاہ شاہ
جمع ہوتا تھا ہر اک جلتے ہوے گھر کے قریب
سارے عالم کے دلونمین خوفناک امید تھی
شاد تھے وہ جو قریب آتش افشان کوہ تھے
جنگلون مین بھی لگادی آگ سب نے سربسر
زور سے پھٹتے تھے جب گرتے تھے جل جلکے درخت
رفتہ رفتہ دھیمی اُنکی روشنی ہونے لگی
چھاگئی بجھتے ہوے شعلونسے سب پر مُردنی
گر پڑا تھا کوئی آنکھین بند کرکے خاک پر
مُسکراتا تھا کوئی زیرِ زنخدان رکھکے ہاتھ
ڈھونڈتے تھے لکڑیان اپنی چتا کیواسطے
دیکھتے تھے گاہ مضطر ہوکے سوئے آسمان
گہ زمین کو دیکھتے تھے اور ہوکر بیقرار

بلکہ ایسا عالمِ عبرت نہین جسکا جواب
روشنی کا سارے عالم مین نہین ملتا سُراغ
اور اُسمین کچھ ستارے پھر رہے ہین جابجا
اور اپنی راہ سے بھٹکے ہوے ہین دور ہین
کیونکہ طبقے ہین ہوا کے اب نہین ماہ مین
عاشقونپر بے اثر ہین عشق کی نیرنگیان
ایسے پُرآشوب عالم مین کہان کی خواہشین
رحم کھا بندون پر اپنے روشنی کر ایخدا
وہ پیاری روشنی دُنیا کی قسمت مین نہ تھی
قصر شاہی۔ جھونپڑے اور سبکے گھر جلنے لگے
سب اثاث البیت دُنیا ہوگیا جلکر تباہ
تا کہ سبکا آخری دیدار ہوجائے نصیب
سبکا دل وحشت زدہ سبکی نظر حسرت بھری
کیون نہ خوش ہون قدرتی مشعل تھی اُنکے سامنے
الامان کس زور سے جلتے تھے صحرا کے شجر
دل ہلا دیتی تھی سبکے اُنکی آوازِ کرخت
پھر زمانے بھر مین تاریکی وہی ہونے لگی
اور وہی عالم دکھاتی تھی یہ دُھندلی روشنی
رو رہا تھا چپکے چپکے کوئی تفتیدہ جگر
بعض اُنمین ہر طرف گھبرائے پھرتے ساتھ ساتھ
ڈالتے تھے آگ پر اپنی فنا کے واسطے
جو بنا تھا اسگھڑی تابوت دُنیا بیگمان
پیستے تھے دانت اپنے چیختے تھے باربار

اُسے اپنے تمام قیمتی ریویو قریب قریب ایک جاہل بک سیلر کو دینا پڑتے تھے اسلیے مجبوراً
اُسنے اس ملازمت سے بھی قطع تعلق کر لیا۔ اب الیور فقیرون والی گلی سے فلیٹ اسٹریٹ کے
ایک بالاخانے مین اٹھ آیا اور اخبارات مین مضامین لکھنے لگا۔ لیکن آمدنی کی قلت سے ناداری
اسدرجہ بڑھگئی کہ روزمرہ کے اخراجات کی بھی تنگی ہونے لگی۔ اسی حالت مین اُسنے اپنی مشہور
کتاب **پولائٹ لرننگ اِن یورپ** (یورپ کی مہذب تعلیم) تصنیف کی اور اپنے
ایک دولتمند عزیز کو خط لکھا کہ وہ اس کتاب کی طبع مین اُسکی مدد کرے۔ اس خط کا کوئی جواب
نہین دیا گیا۔ لیکن جب گولڈ اسمتھ کی شہرت ہوئی اور اُسکی تصانیف پر تمام یورپ پر جان دینے لگا اُسوقت
مکتوب الیہ کو اپنی اس غیر اخلاقی حرکت پر بیحد افسوس ہوا۔

سنہ ۱۷۵۹ع مین گولڈ اسمتھ نے ایک اپنا ذاتی ماہوار رسالہ شائع کیا جسکا نام (دمی بی)
تھا۔ مگر اُسکے مزاج کی وارستگی اور ناداری دونون نے ملکے اس قابل قدر رسالے کی
زندگی کا بہت جلد خاتمہ کر دیا۔ اسکے بعد اُسنے ایسٹ انڈیا کمپنی سے ہندوستان مین ملازمت
ملنے کی استدعا کی اور وہ اُمیدوار کیا گیا۔ اب اُسے فلیٹ اسٹریٹ کے اُس بالاخانے سے
جسمین صرف ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ محلے کے لڑکے بھرے رہتے تھے۔ اور تمام کمرہ گرد و
غبار سے اٹا ہوا تھا نکلنے اور اپنی حالت درست ہونیکی اُمید بندھی۔ لیکن بدقسمتی سے یہ
آرزو بھی بر نہ آئی اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا وعدہ پورا نہین کیا۔

ابھی تک الیور کی ناکامیون کا دور ختم نہین ہوا تھا اور تقدیر اُسے ٹھوکرین کھلوانے
سے باز نہین آئی تھی کہ اُسنے محکمہ ڈاکٹری مین ملازمت ملنے کیلیے ایک آخری اور ناکام
کوشش کی۔ ملازمت کی درخواست تو اُسنے بذریعہ ڈاک بھیجدی تھی لیکن ممتحنون کے اجلاس
مین حاضر ہوکے زبانی امتحان دینے کیلیے سخت مشکل یہ تھی کہ اُسکے کپڑے بالکل زردہ ہورہے
تھے اور وہ باہر نکلنے سے مجبور تھا۔ آخر اپنے اثاث البیت سے چند چیزین ایک دست
فروش کے حوالے کین اور اُنھین چیزونکی ضمانت پر ایک نیا جوڑا خرید کیا۔ اس جوڑے کو
پہنکے اور ہزارون آرزوؤن لاکھون تمناؤن کو ساتھ لیکے الیور اگزیمنر کے دفتر مین حاضر
ہوا جسنے اُسکی صورت دیکھتے ہی اُسکی درخواست نامنظور کر دی۔ اگر اِن کوششون مین
ایک مرتبہ بھی اُسے کامیابی ہو جاتی تو یہ یقینی بات تھی کہ گولڈ اسمتھ کی ذہانت سے دُنیا کو
کبھی آگاہی نہوتی۔ (باقی آیندہ) ایڈیٹر خدنگ نظر

سانس تھی کمزور لیکن پھونک کر سُلگائی آگ — آگ کیسی اب برائے نام تھی مُرجھائی آگ
جب ہوئی کچھ روشنی قوت ملی ادراک کو — دیکھکر اک دوسرے کے رخِ ہیبت ناک کو
چھا گیا یکبارگی یہ خوف ایسا ڈر گئے — دفعتاً اک چیخ ماری اور دونون مرگئے
[illegible]کے دونون مرگئے یہ بھی نہ دیکھا حسرتا — لفظ "شیطان" قحط نے ماتھے پہ کسکے لکھدیا
ہوگئی دُنیا تبہ۔ برباد ہر آباد شہر — اہلِ طاقت راکھ کا اک ڈھیر تھے نازل تھا قہر
کوئی موسم تھا نہ سبزہ تھا نہ تھے برگ و شجر — ہوگیا فی النار ہر ذی روح قصہ مختصر
ہوگئے ساکت سمندر۔ تھم گئے بحرِ روان — اُنکی تہ مین بھی نہ تھی جنبش کسیکو بیگمان
ہوگئے بے ناخدا برباد پانی مین جہاز — گر پڑے مستول بوسیدہ ہوا اب برگ و ساز
اور کوئی موج اب جنبش اُنھین دیتی نہ تھی — گو کہ پانی مین کھڑے تھے وہ کہین رہتی نہ تھی
مرچکی تھین موجین جزر و مد مین بھی اب دم نہ تھا — ہوچکا تھا اُنکا دلبر (چاند) پہلے ہی فنا
اب ہوا مین سنسناہٹ تھی نہ جنبش ابر مین — چھپ رہے تھے آج دونون اپنی اپنی قبر مین
اور تاریکی کو اب حاجت نہ تھی اُنکی ذرا — کچھ نہ تھا کون و مکان مین اک "اندھیری" کے سوا

عشق و موت

(لارڈ ٹینی سن کے خیالات)

اک سُہانی رات کو چھٹکی ہوئی تھی چاندنی — ماہِ کامل دے رہا تھا اپنی پوری روشنی
خُلد کے صحنِ معطر مین خرامان عشق تھا — دیکھتا تھا ہر طرف پڑتی تھین نظرین جابجا
ہر رسیلی آنکھ کی گردش مین اک انداز تھا — اپنے اپنے کام مین شوخی کرشمہ ناز تھا
سامنے ہی صحن مین تھا اک درختِ پُربہار — جسکے نیچے پھر رہی تھی موت۔ تنہا۔ بیقرار
اور یہ کہتی تھی ہر دم عشق سے کرکے خطاب — "جا یہانسے۔ یان ترا کیا کام او خانہ خراب
یہ جگہ ہے دو گھڑی میرے ٹہلنے کے لیے — لطف اُٹھانے کے لیے ہے جی بہلنے کیلئے"
عشق نے پھیلائے پر اُڑنیکو اور رو کر کہا — "اب تو ہی تیرا زمانہ۔ جو کہے تو۔ ہے بجا
تیری ہستی اسطرح ہی جسطرح سے اک شجر — ڈالتا ہو دھوپ کیوقت اپنا سایہ خاک پر
بس یونہین اس غیر فانی روشنی مین عمر بھی — اک شجر ہے۔ اور تو ہی اُسکا سایہ واقعی
لیکن اِس سائے کو کب ممکن ہی عالم مین بقا — جب شجر گرتا ہی۔ ہوجاتا ہو سایہ بھی فنا
تو فنا ہوجائیگی مجھکو بقا ہے بیگمان — تا ابد ہر چیز پر یون ہی رہونگا حکمران"

پھڑپھڑاتے تھے زمین پر طائران خوشنوا
گونجتی تھی جنکے چلانے کی کانون مین صدا

تولتے تھے اپنے اپنے پر کہ طاری خوف تھا
لیکن اب پرواز کی طاقت نتھی اُنمین ذرا

ہو گئے تھے رام سب وحشی درندے دشت کے
پاس انسانونکے آئے تھرتھراتے کانپتے

پھن اُٹھائے رینگتے تھے ہر طرف مار سیاہ
مار کر پھنکار لوگونکے چمٹ جاتے تھے آہ

کاٹتے تھے لیکن اُنمین زہر اب بالکل نتھا
بلکہ اُنکو مار کے خود لوگ کھاتے برملا

رفتہ رفتہ قحط نے بیحد کیا لوگون کو تنگ
اور غذا کے واسطے ہونے لگی آپسمین جنگ

کشت و خون کا ہو گیا ہنگامہ برپا ہر طرف
ہو گئی دُنیا سے راہ و رسم اُلفت برطرف

کیا غضب تھا آدمی کو آدمی کھانے لگے
آسمان کی سرد مہری کے مزے آنے لگے

بھوک نے کچھ اور بھڑکا دی تھی نار حرص و آز
مٹ گیا تھا اپنے بیگانون کا بالکل امتیاز

ساری دُنیا کو خیال موت دامنگیر تھا
ایک ہی حالت مین گویا ہر جوان و پیر تھا

طعمۂ ہمجنس ہوجاتا تھا جب کوئی غریب
قبر اُسکے استخوانونکو نہوتی تھی نصیب

بھوک سے تنگ آکے باہم لڑتے تھے وحش و طیور
ایک کو اک کھا رہا تھا تھی محبت دلسے دور

بھونکتے تھے کُتّے اپنے مالکون کو دیکھکر
اور اُنکو کاٹنے کو دوڑتے تھے بیخطر

لیکن اُنمین ایک کُتّا تھا نہایت باوفا
جو قریب اک لاش کے خاموش تھا بیٹھا ہوا

دیکھتا انسان و حیوان کو ستم کرتے ہوے
اور لڑ لڑ کے بہم گرتے ہوے مرتے ہوے

لیکن اُسنے کی نہ کچھ اپنی غذا کی جستجو
بلکہ اُسکے دلکو تھی مہر و وفا کی جستجو

دیکھکر یہ سرد مہری اُسکی چیخین تیز تھین
اُسکی آوازین ترحم خیز و درد آمیز تھین

چاٹتا جاتا تھا ہاتھ اُس لاش کے وہ بار بار
جسکے پہلو مین وہ بیٹھا تھا مثال سوگوار

جب نہ پایا لاش سے اپنی محبت کا جواب
مر گیا مایوس ہوکے خود بھی باصد اضطراب

رفتہ رفتہ اشتہا نے کر دیا اسکو ہلاک
اُڑ گئی یکبارگی ایسی بھری دُنیا مین خاک

اک بڑے سے شہر مین دو شخص زندہ تھے ابھی
اور اُن دونون مین باہم تھی نہایت دشمنی

اک عبادتگاہ مین پہونچے یہ دونون سرنگون
نذر آتش ہو چکے تھے جسکے شہتیر و ستون

جسمین اشیائے مقدس کا کبھی انبار تھا
لیکن اب سب نا مقدس طور پر فی النار تھا

دوڑ کر بجھتے ہوے انگارے دونون نے اُٹھائے
ضعف و سردی سے ذرا بھی دم نتھا ہاتھون مین ہاے

کانپتے ہاتھونسے انگارون کو رگڑا برملا
جنمین ہڈی اور چمڑے کے سوا کچھ بھی نہ تھا

اور احکام جو قوانین وغیرہ مدون کرین (۲) تمام لوگ جنمین زراعت پیشہ اور اہل حرفہ شامل ہین۔ (۳) فوجی لوگ جن سے ملک کی حفاظت اور دشمن کی روک ہو۔ اس تقسیم کے بعد اُسنے زمین عورتون۔ اور غلامون کو انکا تابع قرار دے دیا۔

مسیحیت بھی حضرت مسیح کے بعد ایک صدی تک بالکل سوشیالزم ہی کی شکل مین ہی اسلیے کہ تمام نکی جائداد مشترک رہتی۔ وہ اپنی کل جائداد اور اپنا سب مال ایک قومی یا مذہبی فنڈ مین جمع کردیتے اور اس سے یکسان نفع اُٹھاتے۔ پھر ساسانی شہنشاہی فارس مین ہم مزدوک کو بھی اسی اصول کا بہت بڑا حامی پاتے ہین۔ جسنے مال و دولت عورت اور لونڈی غلام سب پر آدمیونکا یکسان حق پیدا کردیا۔ اور اس اصول کے مروج کرنے مین یہانتک کامیاب ہوا کہ تھوڑے زمانے کے لیے ساسانی قلمرو اُسکی مٹھی مین تھی۔ اور بادشاہ سے لیکے فقیر تک کے گھر مین یہی اصول برتا جارہا تھا۔

اسلام کے ابتدائی دور مین جوش جہاد اور تعلیمات نبوت کی برکت سے یہ خیال نہین پیدا ہونے پایا۔ مگر جیسے ہی خلافت فتوحات سے فراغت کرکے متمدن بننے کیطرف متوجہ ہوئی خوارج کا فرقہ پیدا ہوا جو سچ پوچھیے تو پورے پورے اور پکے سوشیلسٹ تھے۔ اُن لوگون نے حکومت کو ناجائز قرار دیا۔ آیۂ قرآنی "ان الحکم الا اللہ" کو اپنا ماٹو بنایا۔ اور دعوی کردیا کہ بادشاہ کی ہرگز اطاعت نہ کرنی چاہیے۔

خوارج کے باغیانہ جھنڈے سرنگون نہین ہونے پائے تھے کہ قرامطہ پیدا ہوے جو ایک نئی وضع کے سوشیلسٹ تھے۔ ان لوگونمین بھی قریب قریب یہی اصول مروج تھا۔ پھر بنی فاطمہ مصر کی خلافت بھی اسی اصول کے زور سے قائم ہوئی۔ اور وہ سوشیلزم ہی تھا جو آیا علیت کے لباس اور عُبیدیین کی روحانی سوسائٹی کی صورت مین نمودار ہوا۔ پھر اُنکے بعد حسن ابن صباح کے پیرو اور باطنیہ لوگ اس اصول مین فاطمیین مصر کے وارث ہوے۔ اور تقریباً دو سو برس تک کوشش کرتے رہے کہ اپنے سوشیلزم کے اصول کے مقابلے مین حکومت و خلافت کا زور نہ چلنے دین سب کے آخر مین میرزا علی محمد باب ایران مین پیدا ہوا۔ جو اسلام کے تمام فرقونسے زیادہ سوشیلزم کا حامی تھا۔ اسنے بھی مال و عزت کے لحاظ سے ہر انسان کے یکسان کردینے کی کوشش کی تھی۔ اور یہانتک کامیاب ہوا کہ بابی فرقہ آجتک ایران کے شاہی خاندان کا دشمن بنا ہوا ہے۔ اُسکے طرفدار ارض فارس کے پورے نہلسٹ ہین۔ اور اسی فرقے کے ایک شخص کے ہاتھ سے ناصرالدین

سوشیلسٹ اور نہلسٹ

ہندوستان کے پڑھے لکھے لوگوں مین اب شاید کوئی شخص نہ ہوگا جسنے یہ الفاظ نہ سُنے ہون - اور اُسے نہ معلوم ہو کہ یورپ کے مختلف ممالک مین اس نام کا **ایک فرقہ** ہے اور جو لوگ اس **فرقے** سے علاقہ رکھتے ہین سلطنتوں کے دشمن اور قوانین مجریہ کے مخالف ہوا کرتے ہین خصوص اِن دنون جبکہ **شاہ ایطالیہ** ایک **سوشیلسٹ** شخص کے ہاتھ سے مارے گئے - اور پیرس مین **شاہ کجکلاہ ایران** پر اسی گروہ کے ایک شخص نے حملہ کیا تو اہل مشرق کی نگاہین اس **فرقے** والوں کی طرف یکایک اُٹھ گئین اور سب لوگ اُسے زیادہ حیرت و استعجاب سے دیکھنے لگے

اِس گروہ کے اُصول کو **سوشیالزم** کہتے ہین - جو ایک لاطینی الاصل لفظ ہے اور اُسکے معنی مجتمع ہونے شریک ہونے - یا پیروی کرنے کے ہین - اس لفظ سے یہ لوگ اسوجہ سے نامزد کیے گئے کہ تمام نوع انسانی کے یکسان حقوق رکھنے کے قائل ہین - اور کسی قسم کا باہمی امتیاز و اعزاز انکے خیال مین ناجائز ہے - یہ باہمی شرکت و مساوات دو قسم کی ہے - ایک تو **شرکت فی المال** یعنی تمام انسانوں کا مال و دولت پر یکسان حق رکھنا - اور دوسری **شرکت فی العمل** یعنی ہر شخص کے افعال سے سب لوگوں کو یکسان منفعت پہونچنا -

یورپ مین باور کیا جاتا ہے اور عام خیال پھیلا ہوا ہے کہ یہ اصول نیا نیا یورپ مین ایجاد ہوا ہے لیکن اصل مین یہ اُن لوگوں کی تنگ خیالی یا نادانی ہے - یہ خیال نوع انسانی مین مدت ہاے دراز سے پیدا ہوتا رہا ہے - اگر آپ انسانی تمدن کی تاریخ پر غور کرینگے تو صاف نظر آجائیگا اور جہان تک آپ کی واقفیت وسیع ہوتی جائیگی آپ یقین کرتے جائینگے کہ یہ خیال ہزارہا سال سے نئے نئے لباسون اور طرح طرح کی وضعون مین ظاہر ہوتا رہا ہے -

ہم اسکا پہلا نمونہ **فالباس خلکیدونی** کے اُن اُصول مین پاتے ہین جو قدیم یونانیون کے لیے وضع کیے گئے تھے - جنکی رو سے اُمرا مجبور کیے گئے تھے کہ بیٹیون کا مہر غریبوں کی لڑکیوں سے بھی کم رکھا کرین - لئی کرغوس کے قوانین جو اسپارٹا والون کے لیے تھے اُنمین بھی یہ اصول پوری طرح ملحوظ رکھا گیا تھا - اسلیے کہ ہر بچہ کی تربیت قوم اور سوسائٹی کرتی تھی - اور جن بچون مین جسمانی نقصان ہوتا فنا کر دیے جاتے - انھین خیالات کی بو **افلاطون** کی اخلاقی و تمدنی جمہوریت مین بھی آتی ہے - اسلیے کہ اُسنے آدمیوں کو تین طبقوں پر منقسم کیا تھا (۱) صاحبان علم

انہماک تھا کہ تھوڑے عرصے مین دعوی کیا قدیم فرمانروائے فرانس شارلمین نے خواب مین آکے مجھے اُبھارا اور آمادہ کیا کہ ہموطنون کا اخلاق درست کرون۔ اس شوق اور جوش مین اُسنے چند علما کو اپنے ساتھ لیا۔ اور سنہ ۸۵-۱۷۸۰ء مین اسپین اور ہالنڈ کا سفر کیا۔ اس سفر مین اُسنے ہر درس گاہ مین جا کے علم حاصل کیا اور ہر صحبت سے نصیحتین حاصل کین۔

جب فرانس مین پہلے پہل جمہوریت کا جوش پیدا ہوا۔ اور رعایا نے سلطنت کے خلاف بغاوت کی تو اُسنے بھی وطن مین واپس آکے باغیونکا ساتھ دیا۔ اور اب وہ اپنے مذاق واصول کے لحاظ سے مخالفین سلطنت کا طرفدار تھا۔ لیکن اس بغاوت سے سوا اُن باغیونکے جو بے اصول طریقے پر سرتابی کر رہے تھے کونٹ سان سیمون کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکا۔ اس ناکامی نے کچھ ایسا دل شکستہ کیا کہ وہ سپہگری چھوڑ کے اپنے اخلاقی و علمی مشاغل کیطرف پھر متوجہ ہو گیا۔ اب ایک پروشیا کے رئیس کونٹ ڈی ریڈم سے ملکے اُسنے ایک وسیع قطعۂ زمین مول لیا۔ اُسمین ایک عالیشان مدرسہ تعمیر کرایا جسمین علوم کے ساتھ صنعت وحرفت کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ لیکن اس کوشش مین بھی ناکامی ہوئی۔ اسلیے کہ قوم و ملک نے مدد نہ دی۔ اور اُسے بہت سا مالی نقصان اُٹھا کے اِس ارادے سے دست بردار ہونا پڑا۔

اب اُسکی عمر ۳۸ برس کی تھی۔ اور دوبارہ ہمت باندھ کے وہ پھر اس جانب متوجہ ہوا کہ ملک کے پالٹکس مین مناسب اصلاح کرے۔ اور نیز طبیعیات کے فن مین ملک کو ترقی دلائے چنانچہ خود ہی اپنا وقت صرف کر کے لوگونکو طبیعیات ریاضیات۔ فلکیات۔ اور علم اخلاق کا درس دینے لگا۔ مگر سنہ ۱۸۰۷ء مین اُسے نظر آگیا کہ یہ پڑھانے اور درس دینے کی کوشش بھی بالکل اکارت گئی۔

ان واقعات اور ناکامیون نے غالباً اُسے پریشان خاطر اور پژمردہ کر دیا تھا کہ دلکے تازہ دم کرنے اور اپنے ارادونمین نئی اولوالعزمی پیدا کرنیکے لیے اُسنے شادی کی۔ مگر یہان بھی بدقسمتی نے وہی رنگ دکھایا۔ یعنے شادی تو ہو گئی مگر بی بی سے موافقت نہ ہو سکی۔ چنانچہ بڑے جھگڑون کے بعد طلاق دے کے اِس منکوحہ عورت سے پیچھا چھڑایا۔ اور ایک اور حسین ونازنین عورت میڈم ڈی سٹابل کو اپنے عقد مین لانے کی کوشش شروع کی۔ اسلیے نہین کہ وہ خوبصورت اور پری جمال عورت تھی بلکہ اسلیے کہ اُسکے حرکات وسکنات اور اُسکے خیالات واطوار عجیب وغریب قسم کے تھے۔ مگر میڈم مذکور نے اُسکے نکاح مین آنا پسند نہ کیا۔ اور ہمارا فلسفیانہ خیالات کا کونٹ اِس

شاہ قاچار نے نہایت ہی بیگناہی کے ساتھ شربت شہادت پیا۔

ایشیا کی تاریخ چھوڑ کے یورپ والے اگر خود اپنی تاریخ پڑھین گے تو وہان بھی اُنھین بہت سے پُرانے سوشیلسٹ نظر آجائین گے۔ وہ اسی گروہ کے لوگ تھے جنھون نے شہنشاہی روم کو جمہوری سلطنت بنایا۔ وہ اسی خیال والے تھے جنھون نے انگلستان مین میگنا چارٹا پر بادشاہ وقت سی بہ جبر دستخط لیے۔ اور انھین اصول کی جھلک ہو جو موجودہ جمہوری سلطنتون کی جمہوریت اور انگلستان کی لبرل پارٹی کی پالسی مین نظر آتی ہو۔

مگر ہان وہ لوگ جو فی الحال ارض مغرب مین سوشیلسٹ کہے جاتے ہین اور سخت باغی سلطنت خیال کیے گئے ہین اُنکا ایک خاص فرقہ ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہو کہ وہ لوگ اپنے اصول کی حمایت مین زیادہ متعصب ہین۔ اور اُنکا جوش جمہوریت کے درجے سے گذر کے بغاوت کی حد تک پہونچ گیا ہو۔ اس فرقے کے بانی اور پہلے مقنن دو شخص بتائے جاتے ہین جنھون نے انیسوین صدی کی ابتدا مین نشو و نما پایا تھا۔ ایک تو سان سیمون جو فرانس مین تھا اور دوسرا رابرٹ اوین جسے انگلشمین ہونیکی عزت حاصل ہو۔ مگر نہین چونکہ یہ ہمیشہ کے لیے جرائم کا بیج بو گیا ہو ہم اُسے انگلشمین نہین بلکہ نیٹو آف انگلینڈ کہین گے۔

پہلا یعنی سان سیمون فرانس کا ایک معزز اور صاحب عزت شخص تھا اسلیے کہ وہ کاونٹ آف سان سیمون کہلاتا تھا۔ عزت و حرمت کے ساتھ وہ علم و فضل مین بھی شہرت رکھتا تھا۔ اور ایک پورا فلسفی تسلیم کیا جاتا تھا۔ سنہ ۱۷۶۰ء مین دار السلطنت فرانس (پیرس) مین پیدا ہوا۔ ابتدائی تربیت و تعلیم علماے فرانس کے ذریعے سے ہوئی تحصیل علم کے بعد فوج مین بھرتی ہوا اتفاقاً امریکا والون نے تاج انگلستان سے بغاوت کی۔ اور فرانس کو چونکہ انگریزون سے قدیمی رقابت تھی لہذا وہان کے بادشاہ سولھوین لوئیس نے باغیان امریکا کی مدد اور انگریزون کے پسپا کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی جسکے ساتھ کونٹ سان سیمون جسکی عمر ہنوز ستر برس کی تھی سنہ ۱۷۷۷ء مین امریکا پہونچا۔ ایک مدت تک امریکا کے نامی گرامی سپہ سالار جارج واشنگٹن کی ماتحتی مین فوجی خدمات بجا لاتا رہا۔ اسکے بعد میلکسکو کی کسی لڑائی مین انگریزون نے سان سیمون کو گرفتار کر لیا۔ اور جزیرہ جیمیکا مین لاکے مقید کیا چند روز بعد اس قید سی اُسے آزادی ملی اور پھر پیرس مین آکے فرانسیسی فوج کا ایک افسر ہو گیا۔ لیکن اب اُسے میدان جنگ سے دلچسپی نہ تھی۔ بلکہ اُسکے عوض اخلاقی فلسفہ کیطرف متوجہ ہوا۔ اب لوگونکی اخلاقی اصلاح مین اُسے اسقدر

الیور گولڈ اسمتھ

تتمہ نمبر ۲

جس افسردگی اور شکستہ دلی کے ساتھ گولڈ اسمتھ اگزیمنرس کے دفتر سے واپس ہوا تھا اُسکا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ اُسے ملازمت سے ہمیشہ کے لیے ایک دلی نفرت پیدا ہو جاے۔ اُس نے اپنی آیندہ قسمت کے متعلق راستے ہی سے غور کرنا شروع کیا اور آخر کار اُسے اُسکے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کہ اب اپنی بقیہ زندگی تصنیف و تالیف کے سوا دوسرے کام مین نہ صرف کرے۔ تصنیف و تالیف کی بدولت اُسے اپنا پیٹ پالنے کا لپکا ابتدا ہی سے پڑ چکا تھا اور اپنے تصنیف کردہ گیتون کے ذریعہ سے بہت عرصے تک بسر اوقات کرتا رہا تھا۔ مگر لندن مین اُسے اپنے قلم سے بہت کم کامیابی کی اُمید تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ایک خود پسند شہر مین مجھ ایسے گمنام مصنف کی قدر دانی معلوم۔ اور اسپر ملکی و مذہبی تفریق کا طُرّہ اہل انگلینڈ کی نگاہون مین سب سے زیادہ کھٹکنے والی چیز تھی۔ تاہم زمانے کی مجبوریون نے اُسے ہر طرف سے مایوس کر کے اور ہر کوشش مین تھکا کے یہی صلاح دی کہ وہ اپنے قلم کے سوا اپنی رفع ضروریات کیلیے کسی کا دست نگر نہو اور کسی ملازمت یا مہذب غلامی پر اپنی نیچرل آزادی قربان کر دینے کی کوشش نکرے۔

یہی ایک خیال تھا جو مکان کے دروازے پر پہونچنے تک اُسکے دماغ مین گونج رہا تھا اور اُسکی طبیعت اُسپر پورا زور دے رہی تھی۔ لیکن مکان کے اندر قدم رکھتے ہی سارا نشہ کرکرا اور تمام مجموعۂ خیال ابتر اور پریشان ہو گیا۔ مکان کی مالکہ کرایہ کا تقاضا لیے ہوے بیٹھی تھی جسنے گولڈ اسمتھ کی صورت دیکھتے ہی اپنا مطلب چھیڑ دیا اور بغیر اُسکی ناکامی یا مصیبت کا کوئی لفظ سُنے اصرار کیا کہ وہ اسیوقت اُسکا واجب الوصول کرایہ ادا کر دے۔ پہلے گولڈ اسمتھ نے اُسے ٹالنا چاہا مگر جب یہ تحقیق ہو گیا کہ یہ بدنصیب عورت اسیوقت اپنی عظیم الشان املاک سے بیدخل ہونیوالی ہے تو اسکے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اپنے کپڑے رہن کر دے اور اس عورت کی دلشکنی روا نہ رکھے۔

اگرچہ گولڈ اسمتھ کیلیے یہ ایک نہایت ہی نازک وقت تھا مگر جو خیال وہ قائم کر چکا

ناکامی کے ساتھ بالکل مفلس و نادار ہو گیا۔ اب اسقدر مفلس تھا کہ چالیس گنی سالانہ سے زیادہ آمدنی نہ تھی۔

اب سنہ ۱۸۱۲ء تھا۔ اور اُسکی عمر ۵۲ برس کو پہونچ گئی تھی۔ یکایک بیٹھے بیٹھے اُسکے دلمین خیال آیا کہ اب مجھے اپنی عمر کے لحاظ سے پختگی حاصل ہو گئی ہو۔ اور میری رائے لوگونکے لیے بہت کچھ مفید ہو سکے گی۔ لہذا مختلف رسالے اور تصانیف لکھ لکھ کے پھیلانے لگا جنمین سے اکثر ایسے تھے کہ اُنکی باتین لوگونکے ذہن نشین ہو جاتین۔ اِن تحریرون کا یہ اثر نمایان ہوا کہ نوجوانون کا ایک بڑا گروہ اُسکے گرد جمع ہو گیا جنمین سے ہر ایک اُسکا تبع اور پیرو تھا۔ اور زیادہ تر جمعیت کی یہ بات تھی کہ ان پیروؤن مین چند علما بھی تھے جنھون نے اُسکی رائون سے اتفاق کیا۔ اور اُسکا ساتھ دینے کو تیار ہو گئے۔ اس بڑی جماعت کو اپنے ساتھ اور اپنا پیرو دیکھ کے اُسنے ایک نیا مذہب ایجاد کیا جسکا نام رکھا "نئی مسیحیت" اس مذہب کا اصلی مقصود یہ تھا کہ باعتبار ادب اور طبیعت کے فقیرون اور غریبون کی حالت درست کی جائے۔ جس غرض کے حاصل کرنے کے لیے اُسنے پہلا یہ عملی طریقہ جاری کیا کہ ایک قومی کونسل قائم کی جسمین اصلاح قوم کے ساتھ حکمرانی کی بھی شان تھی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ حوصلے سے کام لے کے یہ بار اپنے ذمہ لیا گیا کہ جو جھگڑے روز سلطنتون اور دولتون مین پیدا ہوا کرتے ہین یہ کونسل اُنکا تصفیہ کیا کرے۔ لیکن افسوس اُسکی یہ غرض بھی پوری نہ ہونے پائی اسلیے کہ مذکورہ کونسل قائم ہو کے ترقی نہین حاصل کر سکی تھی کہ سنہ ۱۸۲۵ء مین اُسکا بانی اور اس نئے مذہب کا امام کونٹ سیمون اس دار فانی سے چل بسا اور جو کچھ ڈھچر قائم کر گیا تھا چند روز مین وہ بھی کالعدم ہو گیا۔

کونٹ سیمون کے حالات تو یہان پر ختم ہو گئے۔ اب اس فرقے کے دوسرے بانی مبانی رابرٹ اوین کے حالات سے ہم انشاءاللہ آئندہ نمبر مین ناظرین خدنگ نظر کو مطلع کرینگے۔

راقم محمد عبدالحلیم شرر

مصنف کا دل تسخیر کرلیا اور انھین ازخود ہمارے معجز بیان شاعر سے تعارف پیدا کرنیکا شوق ہوا۔ وہ بہت بڑے تپاک کے ساتھ گولڈ اسمتھ سے ملے اور اُسے اپنے لٹریری کلب مین شامل کرنیکی خواہش نہایت ہی پُرشوق الفاظ مین ظاہر کی۔ اس عالیشان علمی کلب کے ممبرون مین "سر جوشوا رینالڈز۔ مسٹر اڈمنڈ برک" اور تمام مشاہیر انگلستان شامل تھے اور یہ ایک ایسا شاعرانہ جمگھٹ تھا جو اس دور کا معیار سخن تسلیم کیا گیا تھا۔ آخر ہمارا آئرش شاعر (جو اہل انگلینڈ کی نظرون مین آسانی سے وقعت نہین پیدا کرسکتا تھا) نہایت ہی شوق و ذوق سے اس کلب مین شریک کیا گیا اور یہی شرکت اُسکی بقاء شہرت کا ایک مضبوط ذریعہ ہوئی۔

اس مین شک نہین کہ گولڈ اسمتھ کی وہ عالمگیر شہرت جسکی بدولت وہ آجتک زندہ ہو اور زندۂ جاوید لوگون مین شمار کیا جاتا ہو محض ڈاکٹر جانسن کی نیک نفسی کا نتیجہ ہو۔ ورنہ اُسکی تمام مقامی شہرت ایک ہوا کے جھونکے کی طرح جو ادھر آیا اُدھر گیا بہت جلد ختم ہو جاتی اور آج بہت کم لوگ ایسے ملتے جو اُسکے نام سے بھی واقف ہوتے۔ ڈاکٹر جانسن نے اُسکے ساتھ پورا حق رفاقت ادا کیا اور اُسکی شہرت کو معمول سے زیادہ اُبھارنے مین اُنھون نے کوئی اپنی امکانی کوشش اُٹھا نہین رکھی وہ گولڈ اسمتھ کے سچے دوست تھے اور اُس کے ہر رنج و راحت مین آخر تک یکسان شریک رہے۔

ان واقعات کے بعد ہی گولڈ اسمتھ کی وہ مشہور نظم شائع ہوئی جسکا نام "ٹرولر" (سیاح) ہو اور جسے ہم اپنے مذاق مین مثنوی کہہ سکتے ہین۔ اِس نظم کا مسودہ اُسنے سوئٹزر لینڈ سے اپنے بھائی ہنری گولڈ اسمتھ کے پاس بھیجا تھا اور اشاعت پر بھی اُسی کے نام سے معنون کیا۔ ڈیڈیکیشن کی طولانی عبارت ایک پورا محبت نامہ ہو جسمین اُسنے تعریف نظم اور دیگر قسم کے خیالات کے ساتھ ہی اپنی برادرانہ اُلفت نہایت ہی پُرجوش الفاظ مین ظاہر کی ہو۔ ٹرولر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ گولڈ اسمتھ نے اپنے عنفوان شباب کی سیر و سیاحت رائگان نہین کی۔ اس نظم مین اُسکے قلم نے مشاہدات کی سچی سچی تصویرین کھینچی ہین اور رغبت کے مؤثر سین دکھانے مین نہایت ہی نازک خیالی سے کام لیا ہو۔ اگرچہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے قابل مضمون نگار نے گولڈ اسمتھ کی عام تصانیف کی طرح ٹرولر کو بھی نکتہ چینی سے معاف نہین کیا ہو تاہم وہ بھی معترف ہو کہ کسی تصنیف مین

تھا اُسے اس سے زیادہ اور کوئی چیز تقویت دینے والی نہ تھی کہ وہ اپنا دروازہ بند کیے بیٹھا رہے اور اس مصیبت زدہ اطمینان کے ساتھ اپنے خیالات کو ترقی دے۔ بہرکیف تھوڑے عرصے مین اُسنے ایک پوری کتاب لکھ ڈالی جسکا نام "لائف آف والٹیر" یا والٹیر کی سوانح عمری تھا۔ اسکا حق تصنیف صرف چار پاؤنڈ پر فروخت ہوا اور اسکے بعد ہی اُسنے اپنی مایۂ ناز تصنیف "پولائٹ لرننگ ان یورپ" کو (جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہی) بلامعاوضہ لیے اور بغیر اپنا نام ظاہر کیے ہوئے شائع کرا دیا۔

"پولائٹ لرننگ" ایسی چیز نہ تھی جسکے شائع ہوتے ہی تمام انگلینڈ کا خیال اُسکی طرف نہ رجوع ہو جاتا تھا۔ اسمین موجودہ طرز تعلیم کے متعلق دلچسپ اور اہم سوالات کیے گئے تھے اور آخر یہ مسئلہ اخبارات مین بڑے زور شور کے ساتھ گونجنے لگا۔ قدیم اصول کی زنجیرون مین جکڑا ہوا زمانہ اپنی طبیعت کے موافق ہر نئے خیال کی اشاعت پر جسقدر تردید و مخالفت کر سکتا ہی اُس سے گولڈ اسمتھ کی جدید اصلاح بھی بری نہ رہی معترضون نے نکتہ چینیون کی حد بلکہ اپنی انتہائی کوشش ختم کر دی۔ لیکن دنیا اہل انصاف سے کبھی خالی نہین رہی ہی۔ اسلیے ایسے لوگون کا اُسوقت بھی کال نہ تھا۔ آخر اسی مسئلے اور اُسکی تردید و تائید کے ساتھ گولڈ اسمتھ کی شہرت کا تابناک زمانہ آپہونچا۔

اب وہ ایک قابل قدر مصنف اور اہل الرائے خیال کیا جانے لگا اور اسیوقت اُسے "پبلک لیجر" مین ایک اہل قلم کی حیثیت سے جگہ ملی۔ یہین اُسکی ایک اور کتاب شائع ہوئی جو "سٹیزن آف دی ورلڈ" (امرائے زمانہ) کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کتاب مین سوسائٹی پر نہایت ہی نیک نیتی سے طنز کیے گئے تھے۔ اگرچہ بعض خود پسند و نکوہیدہ خیال بھی ناگوار گذرا لیکن اب اعتراضات کیلیے کسی مین دم باقی نہ تھا۔ تمام معترضین پہلی ہی مرتبہ اس دماغی جنگ مین ایک شکست فاش اُٹھا چکے تھے اور ہمارے عالی خیال شاعر کے برزور قلم کا لوہا مان چکے تھے۔ اِس کتاب کی اشاعت مین پوری کامیابی ہوئی اور اب گولڈ اسمتھ کی شہرت کسی تمہید کی محتاج نہ تھی۔

گولڈ اسمتھ کے حالات زندگی مین سب سے بڑا اور تابناک واقعہ ڈاکٹر سیموئل جانسن ایل۔ ایل۔ ڈی۔ کی ملاقات ہی جو لندن کے زبدۃ العلماء اور مشہور فلسفی مصنف تھے۔ یہ گولڈ اسمتھ ہی کی جادو نگاری کا حصہ تھا جسنے ایسے زبردست عالم اور نازک خیال

قرار در کفِ آزادگان نگیرد مال
نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال

بہرکیف یا اُسکی آمدنی ہی اُسکے مصارف کیلیے کافی نہ تھی یا وہ روپے پیسے کا ایک ایسا دشمن تھا جسے اپنے پاس دیکھنا پسند نہین کرتا تھا۔ انھین وجوہ سے یہ گمان غالب ہو کہ وہ موجودہ مکان کا بیش قرار کرایہ آسانی سے ادا نہ کرسکتا ہوگا۔ اور یہی صحیح بھی ہو۔ ایک تیز مکار مالکہ نے اپنے کرایہ کیلیے اُسے قید کرا دینا چاہا اور بالآخر وارنٹ گرفتاری لے آئی جسیوقت یہ عورت بیلف کو لیے ہوئے اُس کمرے کے زینے پر نمودار ہوئی (جسمین گولڈ اسمتھ ایک میز کے پاس بیٹھا ہوا اپنے خیالات مین مستغرق تھا) وہ دفعتہً گھبرا گیا اور بعجلت تمام ڈاکٹر جانسن کو اطلاع دی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانکا کا بیان ہو کہ ڈاکٹر صاحب نے فوراً ایک اشرفی بھیجدی اور کہلا بھیجا کہ مین ابھی آتا ہون۔ جسوقت ڈاکٹر جانسن پہونچے ہین مالکہ مکان گولڈ اسمتھ کو دھمکیان دے رہی تھی اور اپنی ظریف وشوخ طبیعت کے موافق اُسپر چٹکیوںمین اُڑا رہا تھا۔ بہرکیف ڈاکٹر صاحب نے گولڈ اسمتھ سے پوچھا "تمھارے پاس کوئی نئی تصنیف موجود ہو؟" گولڈ اسمتھ نے جواب دیا "ہان ڈسک مین ایک ناول کا مسودہ رکھا ہوا ہو" ڈاکٹر جانسن نے یہ مسودہ نکال لیا اور فوراً ایک پبلشر کے ہاتھ ساٹھ پاؤنڈ پر فروخت کرکے یہ قضیہ طے کر دیا۔

یہ ناول "وکر آف ویکفیلڈ" تھا جسے گولڈ اسمتھ کی تمام تصانیف کی روح کہنا چاہیے۔ انگلش مورخون کو آجتک افسوس ہو کہ ایسی بیش بہا اور انمول کتاب جسکا ایک ایک لفظ دُر شاہوار سے زیادہ قیمتی ہو کوڑیون کے مول بک گئی۔ غالباً وکر آف ویکفیلڈ (ویکفیلڈ کا پادری) سے زیادہ اُسکی کوئی تصنیف مقبول عام نہین ہوئی۔ اسکے بعض بعض مضامین اُسکی زندگی ہی مین سولہ سولہ مرتبہ چھپ چکے تھے مگر دنیا کا شوق پھر بھی پورا نہوتا تھا۔ اور بعد وفات اُسکے سنگ لحد پر حسب ذیل عبارت کندہ کیگئی تھی۔

"یہان الیور گولڈ اسمتھ مصنف وکر آف ویکفیلڈ آرام کر رہا ہو"

"ڈزرٹیڈ ویلیج" گولڈ اسمتھ کی وہ دلکش اور جانگداز مثنوی ہو جسمین اُسنے اپنے قدیم وطن اور اہل وطن کو نہایت ہی حسرت بھرے الفاظ مین یاد کیا ہو۔ اس مثنوی کا ہر شعر سوز و گداز کے رنگ مین ڈوبا ہوا ہو اور ہر لفظ ایک تیر یا نشتر کا کام کرتا ہو۔ یونتو اُسکی طبیعت ہی تاسف خیز واقع ہوئی تھی لیکن اِس نظم کا ہر سین معمول سے زیادہ حسرتناک

حسرتناک دلچسپی کا رنگ بھرنا گولڈ اسمتھ ہی کی چوٹ کھائی ہوئی طبیعت کا کام تھا۔ سب پر طرّہ یہ کہ ڈاکٹر جانسن نے اس نظم پر اپنے قلم سے حسب ذیل ریمارک کیا تھا۔
"پوپ کے زمانے سے آجتک اس مرتبے کی کوئی نظم نہین شایع ہوئی"
"اسکیچز آف لنڈن" گولڈ اسمتھ کی اُن تصانیف مین ہی جنمین اُسنے سوسائٹی پر طنز اور نکتہ چینیان کی تھین۔ اِس کتاب کو اُسنے ایک نئے رنگ ڈھنگ سے لکھا تھا جسمین ایک فرضی چینی سیاح اور اُسکے معہود ذہنی دوست کے ابین سلسلۂ خط و کتابت جاری کرکے لندن کی طرز معاشرت کا نہایت ہی سنجیدگی سے خاکہ اُڑایا تھا۔ اگرچہ اس قسم کی تمام تصانیف اُسنے گمنام شایع کی تھین تاہم نکتہ رس نگاہون نے اُسکی طرز تحریر اور انشا پردازی کا رنگ پہچان کے اُسکے نام سے منسوب کردین۔
"لائف آف بیو ناش" (ایک رنگیلے آدمی کی سوانح عمری) بھی اُسی کے پُرزور قلم اور ظریف الطبعی کا نتیجہ تھی جو باوجود بیحد دلچسپ اور قابل قدر ہونیکے دوبارہ طبع نہین کیگئی۔ اُسنے چھوٹے چھوٹے اخلاقی مضامین کا ایک سلسلہ بھی تصنیف کیا تھا جو عرصے تک بچون کی تعلیم مین داخل رہا۔ لیکن اب یہ کتابین نایاب ہین۔
لندن مین اپنی شہرت کو زیادہ وقیع بنانیکے لیے گولڈ اسمتھ کو اپنا موجودہ مکان یا کلبۂ احزان چھوڑ دینا پڑا۔ اب وہ فلیٹ اسٹریٹ کے اُس غیر معروف بالاخانے سے ٹمپل چرچ کے قریب ایک عمدہ عمارت مین اُٹھ آیا جو ابتک اُسی کے نام سے مشہور رہی۔ اس عمارت مین ضروری مکانیت کے علاوہ ایک خانہ باغ بھی تھا جو اُسے تمام عمر مین اسیوقت نصیب ہوا۔ اب بظاہر اُسکی حالت اچھی معلوم ہوتی تھی لیکن باطناً وہ بدستور مفلس و محتاج تھا۔ جسکی وجہ غالباً یہی ہوسکتی ہو کہ جو کچھ وہ اپنی ذہانت و طباعی کی بدولت پیدا کرتا تھا۔ وہ اُسکی طبعی فیاضی اور اُولوالعزمانہ اخراجات کیلیے غیر مکتفی تھا۔
گولڈ اسمتھ کے واقعات زندگی مین یہ دلچسپ قصہ بالتخصیص بیان کرنیکے قابل ہو جسپر اُسکے لائف نویسون نے بہت بڑا زور دیا ہو۔ اب یہ بات ہمارے ناظرین سے پوشیدہ نہ رہی ہوگی کہ گولڈ اسمتھ کو اپنی تمام عمر مین جو سب سے بڑی مصیبت جھیلنا پڑی وہ مفلسی تھی۔ اُسکی زندگی کا کوئی دن مشکل سے ایسا گذرا ہو جسکا پورا حصہ اُسکے لیے طمینان و فارغ البالی کے ساتھ بسر ہوا ہو۔ شیخ سعدی کا یہ شعر اُسکی ذات پر بالکل صادق آتا ہو ؎

ہمارے ناظرین خیال کرتے ہونگے کہ گولڈ اسمتھ ایک ایسا شاعر یا مصنف تھا جسکی تصانیف دلچسپی کے سوا اور کوئی سبجکٹ نہین پیش کرسکتین ۔ نفس الامر مین بھی یہی ہو کہ اُسکی ہر تصنیف ایک خاص قسم کی دلچسپی سے خالی نہین ۔ لیکن وہ محض شاعر اور مصنف ہی نہ تھا بلکہ ایک زبردست مورخ اور فلسفی بھی ۔ اُسنے **تاریخ انگلستان** (۴ جلد ونمین) **تاریخ رومۃ الکبریٰ** (۲ جلد ونمین) **تاریخ یونان** (۲ جلد ونمین) تالیف کرکے اپنی مورخانہ قابلیت کا ثبوت دیا ہو اور تاریخ ایسے روکھے پھیکے سبجکٹ کو دلکش و دلچسپ بنانے مین اُسکے قلم کو بہت کچھ کامیابی ہوئی ہو ۔

"**ہسٹری آف دی ارتھ اینڈ انیمیٹیڈ نیچر**" (دنیا اور ذی روح خلقت کی تاریخ) گولڈ اسمتھ کے حکیمانہ خیالات اور فلسفیانہ معلومات کی ایک نہایت ہی عمدہ نظیر ہو ۔ اس کتاب کی اُسنے آٹھ ضخیم جلدین لکھین اور فی جلد اکیسو پاؤنڈ معاوضہ پایا ۔ لیکن وہ ان وسیع اور غیر محدود مسائل حکمت کو اپنی قلیل عمر مین ختم نہ کرسکا اور یہ کتاب ناتمام رہگئی ۔

غالباً ہندوستان مین اس بات سے بہت کم لوگ واقف ہونگے کہ یورپ مین کوئی شاعر اُسوقت تک پورا شاعر نہین مانا جاتا جب تک وہ پلے اور ڈراما تصنیف کرکے اپنی شاعرانہ قابلیت کا ثبوت نہ دے ۔ ہمارے ملک کی اندر سبھائین تصنیف کرنے والے مصنف ذلیل اور حقیر نظرون سے دیکھے گئے ہین لیکن ولایت کے تماشے بنانیوالے آنھہ شاعری کے اسٹیج پر اُسیوقت عزت کی کرسی پاتے ہین جب تھیٹرون مین اُنکے تماشے ایک وسیع اور عام دلچسپی حاصل کرین گویا یہی صنف شاعری اُن کا معیار سخن ہو ۔

اِس فن مین بھی گولڈ اسمتھ ایک کامل العیار طبیعت رکھتا تھا ۔ اُسکے تمام پلے اور ڈراما نہایت ہی پُرشوق نظرونسے دیکھے گئے اور اگرچہ شیکسپیر کے بعد اس فن مین کسی کا چراغ نہین جلا تاہم ایکبار اُسنے بھی اہل انگلستان کو اپنا مداح و گرویدہ بنالیا تھا ۔ ۱۷۶۸ع مین اُسکا پہلا تماشہ "**گوڈ نیچرڈ مین**" اول اول کوونٹ گارڈن تھیٹر مین دکھایا گیا یہ ایک کمیڈی قسم کا ناٹک تھا جسکے تمام حصے نہایت ہی حیرت انگیز ۔ دلکش اور ظرافت خیز تھے ۔ اور یہ امر مسلمہ ہو کہ اسی تماشے کے ذریعے سے گولڈ اسمتھ اپنے معاصرین پر سبقت لیگیا ۔

"**شی اسٹوپس ٹو کانکر**" یہ بھی ایک کمیڈی قسم کا ڈراما تھا جو مندرجہ بالا تھیٹر مین

ہے ممکن ہی نہین کہ ہر شعر پر پڑھنے والے کے دلسے بیساختہ ایک آہ نہ نکل جائے۔ نظم
وکر آف ویکفیلڈ سے پانچ برس بعد شائع ہوئی جنمین آخری دو سال اسکی نظر ثانی مین صرف
ہوگئے۔ غالبًا اسقدر محنت اور دماغ سوزی گولڈاسمتھ نے کسی تصنیف کیلیے گوارا نہین کی۔
اس مثنوی مین اُسے کد تھی کہ کسی مقام پر کوئی سُست اور غیر مانوس لفظ نہ رہجاسے اور ہر شعر حسن
بندش۔ ترتیب الفاظ اور نزاکت فن کے اعتبار سے بے ڈلک اور سانچے مین ڈھلا ہوا نظر
آئے۔ با اینہمہ ڈزرٹیڈ ویلیج مین آورد کا رنگ نہین بلکہ جذبات و اثرات کا ایک بحر مواج
اُمنڈتا ہوا چلا آتا ہو جسمین فصاحت و بلاغت کی تلاطم خیز موجین بالکل قدرتی معلوم ہوتی
ہین۔ اور اُسکی برجستہ نازک خیالیان بالکل آمد کا لطف دکھا رہی ہین۔ حالانکہ ڈزرٹیڈ ولیج
ایک مرصع اور لاجواب مثنوی ہو۔ تاہم گولڈاسمتھ نے اسکا ڈیڈیکیشن اپنے ہمعصر و ہمصحبت
دوست سر جوشوا رینالڈز کے نام جن الفاظ مین کیا ہو اُنسے اُسکی کسر نفسی کا پورا پتہ چلتا ہو۔
اس ڈیڈیکیشن کا ایک فقرہ یہ ہو "تم میری مدح سرائی کے محتاج نہین ہو نہ اُس سے کوئی صحت
حاصل کر سکتے ہو۔ کیونکہ تم اس فن مین جسقدر کامل ہو مین اُسیقدر ناقص"۔ القصہ جس مرتبے کی
یہ نظم تھی اُسی شوق سے دنیا نے بھی اُسکا خیر مقدم کیا۔ جرمن کا مشہور شاعر گوئیٹھ (جو شیکسپیر
ثانی خیال کیا جاتا ہو) گولڈاسمتھ کی تصانیف مین ویکفیلڈ کا سب سے زیادہ مداح تھا لیکن ڈزرٹیڈ
ویلیج کو دیکھتے ہی پھڑک اُٹھا اور فورًا اپنی زبان مین ترجمہ کر ڈالا۔

"ہرمٹ" (جوگی) یہ نظم بھی گولڈاسمتھ کی مشہور اور مقبول عام تصانیف سے ہو۔
اگرچہ ٹریولر اور ڈزرٹیڈ ویلیج کے دیکھتے یہ ایک نہایت مختصر نظم ہو لیکن شہرت و دلچسپی مین کسی
سے کم نہین۔ یہ نظم اول اول سنہ ۱۷۶۶ع مین سینٹ جیمس کرانیکل کے ساتھ شائع ہوئی تھی اور
اب اُردو زبان تک مین ترجمہ ہو چکی ہو۔

ان مشہور نظمون کے علاوہ اُس نے اور بھی بہت سی نظمین لکھی ہین۔ بلکہ قریب قریب
تمام اصناف سخن مین اُسکی مرصع اور دلکش نظمین مل سکتی ہین۔ اُسکے کلام کا بہت بڑا حصہ
ظرافت و شوخی کے رنگ مین ڈوبا ہوا ہو لیکن ایک سنجیدہ پیرایے مین۔ اور اُسمین بھی شاعرانہ
نازکخیالی کو ایک حد تک دخل ہو۔ گولڈاسمتھ نے اپنے بہت سے احباب کو منظوم خط لکھے ہین
بعض بعض امرا کو قصائد بھی۔ خصوصًا جب لارڈ ویر نے اُسے ہرن کا گوشت بھیجا ہو تو
اُسنے اُسکا شکریہ بعینہٖ اُسی نازکخیالی سے ادا کیا ہو جسطرح غالب نے ظفر کے عطیہ انبہ کا

خیالات نہین رکھتا تھا - اُس کا مذہب پرٹسٹنٹ تھا اور وہ حلیم الطبعی جسکے عام عیسائی مدعی ہین گولڈاسمتھ مین پورے طور پر پائی جاتی تھی - اُسکے مزاج کی غربت و سادگی بہت ہی مشہور ہی - افلاس اور فاقہ کشی کی حالت مین خوش مزاج اور زندہ دل رہنا اُسکی بے نفس طبیعت کا حصہ تھا - اور سخت سی سخت مصیبت مین صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے یہ چھوڑنا اُسی کی بہادر دل کا کام - مسئلہ تقدیر کے متعلق اُسکا یہ مقولہ بہت ہی مشہور رہی -
"وشدنی اور [illegible]افات میرے قریب نہین آتے - بلکہ جو مین مرضی ہوتی ہو اُسکی نام قسمت ہو"
حالانکہ اب اُردو کیطرح انگریزی شاعری کا رنگ بھی بدلگیا ہو مگر میر و غالب کیطرح اُسکے کلام کی دلچسپی ہنوز بدستور رہی - بعض لوگون نے گولڈاسمتھ کو نظیر اکبرآبادی سے مثال دی ہو مگر حقیقت یہ ہو گولڈاسمتھ کی جامعیت کسی مین نہین پائی جاتی - اُسکا رنگ سخن اور نثرطرازی دونون اپنے موقعون پر نہایت ہی صاف - دلکش - زوداثر اور نتیجہ خیز ہین سنجیدگی اور ظرافت دونون متضاد رنگ اُسکی طبیعت مین یکسان پائے جاتے ہین اور اُن مین اُسکی نازک خیالی بالکل معجزہ معلوم ہوتی ہو -

اسقدر اوصاف کے بعد ہم اُسکے بعض عیوب بھی بیان کرینگے - انسائیکلو پیڈیا برٹانکا اُسے اول درجے کا فضول خرچ - شراب خوار - اور قمار باز بتاتی ہو - قماربازی اور شرابخواری تو یورپ کی گھٹی مین پڑی ہوئی ہو اسلیے گولڈاسمتھ بھی قابل معافی ہو - لیکن فضولخرچی مغربی تہذیب کے بالکل خلاف ہی - تاہم جس قسم کی فضولخرچی گولڈاسمتھ کرتا رہا ہو وہ ہمارے مذاق مین زیادہ معیوب نہین - اُسکی آمدنی کا بہت بڑا حصہ غریبون اور بیکسون کی دستگیری مین صرف ہوا - البتہ جسقدر دولت نے اُسنے یاران طریقت کے جلسون اور دعوتون مین صرف کی وہ اُسکی احمقانہ فضولخرچی ضرور تھی - لیکن یہ اُسکی زندہ دلی کا تقاضا تھا جسکے لیے وہ فطرتاً مجبور تھا -

آخر آخر اُسے تصنیف و تالیف کا شوق اسقدر بڑھگیا تھا کہ رات رات بھر لکھنے کے سوا دوسرا کام ہی نہ تھا - ہفتے کے ہفتے گزرجاتے تھے اور وہ اپنی میز کے پاس سے اُٹھکے ہوا خواہی تک کو نہ جاتا تھا - اور اگرچہ اب اُسکی سالانہ آمدنی اٹھارہ سو پاؤنڈ تک پہونچ گئی تھی تاہم وہ مقروض تھا - آخر دماغی محنت کی کثرت اور قرضداری کی کوفت نے دفعۃً اُسکی صحت مین فرق ڈالدیا - اُسکی علالت یا مرض الموت کے حالات ہمین بالکل نہین

سنہ ۱۷۷۳ء کی ایک رات کو کھیلا گیا تھا۔ اس تماشے کا سب سے زیادہ دلچسپ اور ظرافت خیز وہ حصہ تھا جسمین رہزنی یا ڈکیتی کا سین دکھایا گیا تھا۔ مسٹر کولمین (جو اُس زمانے مین کونٹ گارڈن تھیئٹر کے منیجر تھے) اِس تماشے کو بالکل معمولی اور حقیر سمجھے ہوئے تھے اور اسی وجہ سے اُنھون نے ایکٹرون کو ریہارسل کرنے مین بالکل زور نہین دیا نہ اُسکی اصلی خوبیان واضح طور پر بیان کر سکے۔ تاہم منیجر کے خلاف اُمید اس تماشے کو پوری کامیابی ہوئی اور تماشائیون کی بیشمار تحسین و آفرین سے تمام تھیئٹر گونج اُٹھا۔

گولڈاسمتھ کی سب سے آخری تصنیف وہ ڈراما تھا جسکا نام "دو گرمبلر" ہی۔ یہ تماشہ بھی اسی سال کونٹ گارڈن تھیئٹر مین دکھایا گیا اور اپنی غیر محدود دلچسپی کے اعتبار سے بیحد تعریف کا مستحق ہوا۔ لیکن نہ وہ دوبارہ کسی اسٹیج پر کھیلا گیا نہ کسی پریس مین طبع ہوا۔ اب گولڈاسمتھ کی لائف کی ساتھ اس تماشے کا صرف نام ہی نام باقی ہی۔

اب گولڈاسمتھ کے حالات زندگی اور اُسکے شاعرانہ کارنامونکی فہرست ختم ہو گئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اُسے خدنگ نظر کے صفحون سے ہمیشہ کیلیے رخصت کرین مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اُسکی ایک خیالی تصویر اور ذاتی اوصاف کا خاکہ بھی ناظرین کے سامنے پیش کر دین۔ اور وہ حسرتناک منظر بھی دکھا دین جب اُسکا خاتمہ بالخیر ہوا۔

ہمارا شاعر ایک پستہ قد۔ کریہ منظر۔ اور فربہ اندام شخص تھا۔ اُسکے تمام اعضا غیر متناسب تھے۔ تمام ڈیل ڈول مین سر زیادہ بڑا آنکھین چھوٹی اور زردی مائل۔ ناک بہت موٹی۔ ہونٹھ زیادہ گُندہ۔ تمام چہرہ چیچک کے داغون سے چھپا ہوا۔ ڈاڑھی موچھ بالکل ندارد۔ پیشانی بہت چوڑی۔ آنکھونکے پپوٹے لٹکے ہوئے۔ دہانہ کسیقدر پھیلا ہوا۔ گردن کوتاہ اور پتلی۔ ہاتھ پاؤن جسقدر دبلے اُسیقدر چھوٹے۔ باایں‌ہمہ یہ عجیب الخلقت شاعر اٹھارہوین صدی کا ہیرو مانا گیا ہی اور دُنیاے سخن کی فتح اِسی کے نام لکھی گئی ہی۔

گولڈاسمتھ شاعری کے علاوہ موسیقی دان بھی تھا اور شاعری کیلیے موسیقی کو ایک ضروری چیز خیال کرتا تھا۔ اُسکا قول تھا کہ "محض شاعری نامہذب قومون کیلیے ایک خاص شغل ہی لیکن مہذب ملکونمین مصوری اور موسیقی بھی اُسکی برابر کی شریک رہی ہین"۔ اُسنے موسیقی کی بارہا تعریف کی ہی اور اگرچہ اُسکا مرتبہ شاعری سے بڑھا نہین دیا تاہم کم بھی نہین کیا۔ اگرچہ وہ آئرلینڈ کا باشندہ تھا مگر اپنی ملکی خاصیت کے موافق اہل انگلینڈ سے معاندانہ

"ہنسانا ہو خواہ رُلانا، اُسے دونون کی،
"زبردست قدرت حاصل تھی۔
"وہ حلیم الطبع بھی تھا اور نفس کُش بھی۔
"وہ نہایت ہی ذکی۔بلند خیال اور تیز طبع تھا،
"ہر سبجکٹ مین اُسکا ذہن یکسان پہونچتا تھا۔"
"اُسکے خیالات نہایت ہی سنجیدہ۔صاف۔اور نازک تھے۔
"جب تک سوسائٹی مین اُلفت ہی،
"دوستی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہی،
"اور علم قدر دانون کا محتاج نہین ہی،
"اُسکی یادگار باقی رہیگی۔
"وہ ملک آئرلینڈ۔شہر فرنس صوبہ لینسٹر مین بمقام پلس،
"۲۹۔نومبر ۱۷۲۸ء کو پیدا ہوا۔
"ڈبلن مین تعلیم پائی؛ اور ۴۔اپریل ۱۷۷۴ء کو،
لندن مین انتقال کیا۔"

مذاہب قدیم ہند

(مرقومۂ پروفیسر رومیش چندر دت سی آئی ای)

ہندؤن کے مذہبی اعمال و رسوم اُنکا قدیم اور سخت نظام ذات اُنکے عجیب و غریب تیوہار اُنکے شاندار مندر و متبرک مقامات اور اُنکے سالانہ تیرتھ جاترا ؤن کے متعلق اور اُنکی عوارات کے اُن خاموشانہ و صابرانہ مذہبی اشغال اور اُنکے مردون کے اُن خود اختیار کردہ روزون اور کفارون کی نسبت وقتاً فوقتاً بہت کچھ لکھا گیا ہی جو یورپ کے قرن وسط کے رسوم و اعمال کی یاد دلاتے ہین مگر ہندو مذہب کے اُن عام پسند و دلچسپ تذکرون مین ہمکو فلسفہ کی وہ تہ نہین ملتی ہی جو ہندوستان سے بڑے برّاعظم کے باشندون کو ایک دوسرے سے متعلق اور متحد کیے ہوئے ہی جسکی وجہ سے وہ لوگ ہزارہا سال تک یونانیون پارسیون مسلمانون اور عیسائیون کے خارجی اثر کا مقابلہ کرسکے۔اصل حقیقت یہ ہی کہ صرف ہندوستان ہی

معلوم ہوے تاہم اتنا واقف ہین کہ ۴- اپریل ۱۷۷۴ء کو ہمارے جادو بیان شاعر-
بیمثل مورخ - زبردست فلسفی اور اُلوالعزم سیّاح نے ۴۵ سال کی عمر مین ہمیشہ کیلیے
آنکھ بند کرلی -

گولڈ اسمتھ مرگیا مگر اپنا زندۂ جاوید نام - اپنا ہر دلعزیز کلام - اور اپنے اخلاقی
نمونون کی بینظیر تصویرین ہماری دلچسپی کیلیے چھوڑ گیا - اُسنے دنیا کو اپنی صنعت محنت -
حلیم الطبعی - اور شریف النفسی کی تلوار سے اُسی وسعت کے ساتھ فتح کیا جسقدر اُسکی ذہانت
وسیع تھی -

جس روز اس یگانۂ آفاق مصنف اور دُنیاے سخن کے ہیرو کی لاش سپرد زمین
کیگئی ہی - برک کورٹ کی عمارت اُن غربا و مساکین سے سیڑھیون تک بھری ہوئی تھی جنکی
گولڈ اسمتھ در پردہ اعانت کیا کرتا تھا - یہی ہزارہا زن و مرد اُسکی لاش پر آنسو بہانے والی
تھے اور (باستثناء ڈاکٹر جانسن) اسی غریب جماعت کو اُسکی موت پر سچا رنج و قلق ہوا -
گولڈ اسمتھ کی لاش ٹمپل چرچ کی اُس سنسان زمین مین دفن ہوئی جو گرجا کا قبرستان
ہی - یہان اُسکی قبر پر ایک چھوٹا سا سنگ لحد بھی ہی جو ابتک اُسکی غریبی کی یاد دلاتا ہی اور جسکی
سادی اور مختصر عبارت ہم پہلے لکھ چکے ہین - لیکن جہان انگلستان نے اول اول اُسے فاقون
مرنے دیا وہان آخر مین یہ اُسکی بہت بڑی عزت کیگئی کہ ویسٹ منسٹر کے اُس عظیم الشان احاطے
مین جو قبرستانِ شعرا کہلاتا ہی اور جہان لندن کے تمام نامی گرامی اہل قلم دفن ہین گولڈ اسمتھ
کی یادگار مین بھی ایک عالیشان ستون نصب کیا گیا ہی - اس ستون پر ڈاکٹر جانسن کا لاطینی
زبان مین تصنیف کیا ہوا کتابہ کندہ ہی جسکا ترجمہ ذیل مین درج کرکے ہم اس مصیبت زدہ
لیکن عالی ہمت شاعر کے حالات کی فہرست تہ کرتے ہین -

ترجمۂ کتابہ

"یہ ستون بیادگاری گولڈ اسمتھ قائم کیا گیا ہے
"جو شاعر - نیچرل فلسفی اور مورخ تھا -
"کوئی طرز تحریر ایسی نہ تھی جسے اُسکے قلم نے بغیر مزیّن'
"یا مرصع کیے ہوئے چھوڑ دیا ہو -

بنائے تھے پانی سمندر کی جانب اس طرح بھاگا جیسے گائین اپنے بچھڑون کے پاس بھاگتی ہین" رگ وید - ۱ - ۲ - ۳ - ۱ - ۲ -

زیادہ ترموثر اور زیادہ عالی خیال مناجات وہ ہی جو ایک گنہگار ورن سے کرتا ہی جو ہر چیز کو دیکھتا ہی اور جو گنہگارون کو زنجیرون سے باندھتا ہی اور انپر رحم کرکے انکو چھوڑ سکتا ہی" اے ورن ہمکو اُن گناہون سے نجات دے جو ہمارے بزرگون نے کیے ہین - ہمارے وہ گناہ معاف کر جو ہمنے خود کیے ہین جیسے ایک بچھڑے کو رسّی سے اور ایک چور کو قید سے چھوڑ دیا جاتا ہی اسی طرح مجھکو بھی گناہون سے نجات دے"

"اے ورن ہم نے اپنی خوشی سے گناہ نہین کیے ہین بلکہ غلطی یا شراب یا قماربازی یا غصے نے ہمکو گمراہ کیا تھا - بڑے چھوٹون کو گمراہ کرتے ہین اور نیند بھی گناہ کا راستہ بتاتی ہی" رگ وید ۷ - ۸۶ - ۵ و ۶ -

اسی طرح آفتاب کے بھی کئی نام تھے - ساوتری یا سورج یا آدتیا - مختلف مہینون کی سورج کا نام آگ تھا - یہ کل دیوتاؤن کا مقتدا خیال کیجاتی تھی اور آگ پر جو سوم لتا چڑھایا جاتا تھا اُسکی بھی پرستش کیجاتی تھی ماروت طوفان باد کا نام تھا جو اندر کو بادلون مین سے پانی نکالنے مین مدد دیتا تھا اور اُس طلوع آفتاب کی پیاری دیوی ہی جو تمام مخلوق کو خواب سے بیدار کرتی ہی اور اُنکی پرورش کرتی ہی اور اُنکو اپنے اپنے کامون مین بھیجتی ہی" اے آسمان کی خوبصورت لڑکی اپنی شعاع زرتار کو بلندی پر رکھ ہمکو دولت و ثروت دے اور ہمکو روز روشن عطا کر ہمارے لیے کھانا اور صبح کی کرنین بھیج اور صبح کی سفید پوش دیوی ہمارے واسطے روشنی لا اور شب کی گہری تاریکی کو دور کر - ہمارے بزرگون نے تیرے جلال کا خیر مقدم کیا ہی اور اے تابناک دیوی ہم بھی تیرا خیر مقدم کرتے ہین کیونکہ تو اپنا رتھ آسمان پر اُسی طرح لیجاتی ہی جسطرح جہاز پانی مین تیرتا ہوا چلتا ہی اے دیوی اپنے چمکتے ہوے رتھ مین آ اور اپنی فرح بخش روشنی کو دور سے لا اور مثل ایک رقیق القلب عورت کے ہماری پرورش کر کیونکہ اب رات چلی گئی ہی جانورن اور مویشیون کو ایک اور روز روشن بخش تاکہ وہ خوشی سے بسر کرین - عام مخلوقات کو اپنے اپنے کامون مین لگا اور طیور کو نغمہ سنجی کرنے دے"

رگ وید ۴۸ - ۱ - ۳ و ۵

زمانۂ سلف مین قدرت کی طاقتون کی مناجات کا یہ سادہ اور پرستش کا یہ عام پسند

مین ہمکو زمانۂ سلف کے عقائد و رسوم و اعمال کا سُراغ ملتا ہو جنکا سلسلہ ابھی تک جاری ہو اور جنکی نسبت کہنا چاہیے کہ وہ ابھی تک زندہ ہین۔ مصر اور بابل کے پُرانے عقائد تقویم پارینہ ہوگئے ہین یونان اور روم (اطالیہ) کا قدیم مذہب اب صرف نظم و دستکاری مین رہگیا۔ قدیم میڈیا اور فارس والون کے عقائد پارسیون کی ایک جماعت مین باقی ہین (جو آجکل ہندوستان مین رہتے ہین) چین مین کنفیوشس کے مذہبی اصولون کو بودھ مذہب نے تبدیل کردیا ہندوؤن ہی مین صرف زمانۂ گزشتہ و زمانۂ حال کے مابین ایک سلسلہ قائم ہو اور گو مذہبی عبادات کے طریق و دستورات مین ایک تغیر عظیم ہوگیا ہو مگر ہندو مذہب کے اصول و اندرونی خیالات آج بھی وہی ہین جو کسی زمانے مین اُپنشدون اور ویدون مین تھے۔ وہ ہزارہا برس سے مثل ایسے ایک چشمے کے روان ہین جو قرب وجوار کی زمین کو قوت دیکر اُسکو لہلہاتے سبزہ زار سے ڈھنک دیتا ہو جس سے اُس مین ایک قسم کی جان پڑجاتی ہو۔ نظر برآن ایک طالب العلم کو لازم ہو کہ وہ زمانۂ حال کے ہندو مذہب پر نظر غائر ڈالے تاکہ اُسکو اُن اندرونی خیالات کی جھلک معلوم ہو جس سے وہ (ہندو مذہب) آریہ تہذیب کے زمانے کے ابتدائی رسوم و اعمال سے وابستہ ہو ہندوستان مین عبادت اور پرستش کا ابتدائی طریقہ قدرت کی پرستش کا تھا۔ قدرتی طاقتون (شکتیون) کو قربانیان چڑھائی جاتی تھین اور اُنھین کی عبادت کیجاتی تھی۔ آریون کے زمانے کی سب سے قدیم مذہبی کتاب رگ وید ہو اُسمین ایک ہزار اٹھائیس زمزمے ہین جو چار ہزار سال اُدھر ہندو پُجاری اپنی عبادتون کے موقع پر گاتے تھے۔ آکاس یعنی خدا کئی نامون سے پُکارا جاتا تھا دیو (یعنی روشن آسمان) اندر (مینھ برسانیوالا) ورن (آسمان یا آکاس)، اندر جنگ کا دیوتا تھا اُسنے آریہ ہندوؤن کو اُن لڑائیون مین مدد دی تھی جو اُنکو سیاہ فام اصلی باشندون سے لڑنا پڑی تھین۔ اُسنے بنی آدم کو آب رحمت پہونچانے کے لیے رعد و برق کے ذریعہ سے بادلون (ورن یا راہ) کو پھاڑا تھا۔

"ہم اُن بہادرانہ کارنامون کا راگ گاتے ہین جو اندر نے سرانجام کیے تھے۔ اُسنے راہ (ایک راکشس کا نام) کو مارا اور زمین پر باران رحمت نازل کیا اور پہاڑی چشمون کے بہنے کے واسطے راستہ بنایا۔"

"اندر نے راہ کو جو پہاڑون پر تھا قتل کیا تو شتری نے اُسکے واسطے رعد و برق

سے بڑی ہی آسمان سے بڑی ہی اور تمام دنیا سے بڑی ہی"

وہ جس سے تمام کام - تمام خواہشین - تمام خوشبوئین اور ذائقے پیدا ہوتے ہین وہ جس مین یہ سب شامل ہین وہ جو کبھی نہین بولتا ہی اور کبھی نہین متحیر ہوتا ہی وہ میری سر کے دل مین ہی جسکا نام برہم ہی جب مین یہان سے کوچ کرونگا تو مجھکو "وہ" حاصل ہوگا"۔ وگ اپنشد ۳/۱۴۰۱۳۔

جب پرانے زمانون کے غیر معین تصورات و تخیلات سے نکل کر سن عیسوی سے کئی صدی قبل ہند و فلسفہ کو پوری نشو و نما حاصل ہوئی اُسوقت ویدانت کے فلاسفی نے ہمہ اُوست اصول اعظم کو اختیار کیا جو کئی صدی قبل سے چلا آتا تھا اور اُسکو مابعد کے ہندو خیالات کا ایک دائمی اصول قرار دیا گیا۔

سمندر ایک ہی وہ اپنے پانی سے مختلف نہین ہی مگر لہرین - جھاگ - قطرے اور اُسکے دیگر حصص ایک دوسرے سے مختلف ہین (اس طرح پر کل مخلوق ایک دوسرے سے مختلف ہی مگر اُن سب کی وجہ تخلیق علت العلل ہی۔ برہمند سوتر ۲-۱ و ۵۔

"جو مثل آفتاب کے درحقیقت ایک ہی مگر عکس سے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ کئی ہین اور جو مثل سطح کے درحقیقت حصون مین تقسیم نہین ہی حالانکہ ظاہر مین ایسا ہی معلوم ہوتا ہی نور مطلق ایک کامل نور ہی جو منتشر و منقسم نہین ہوسکتا۔ برہمند سوتر ۳-۲۔

مگر اس سے یہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ اس حکیمانہ اصول مین عوام کے عقائد شامل ہین بخلاف اسکے قدرت کی طاقتون کو جسکو مختلف نامون سے بحیثیت مختلف دیوتاؤن کی پرستش کیجاتی تھی قربانی چڑھانے کا پُرانا دستور وید کے زمانے سے (جو حضرت عیسیٰ کے زمانے سے دو ہزار برس قبل تھا) اُن صدیون تک جاری رہا جو سن عیسوی کے قبل گزری تھین - اسمین شک نہین کہ جو جو صدیان گزرتی گئین یہ قربانیان زیادہ مستحکم اور نمائشی ہوتی گئین اور چونکہ پجاریون نے اپنی ایک علٰحدہ اور موروثی قوم قائم کی لہذا اُنھون نے بہت سے رسوم اور قواعد بنائے اور اُس زمانے کی مذہبی کتابون مین زیادہ تر قربانی کے تفصیلی حالات لکھے ہوئے ہین۔ ابتدائی وید کے زمانے کے سادہ عقائد کسی قدر ظاہری اور نمایشی رسوم مین تبدیل ہوگئے اور یہ کل متبرک رسوم آریہ ہندؤن پر محدود تھے۔ لاکھون غیر آریہ لوگ جنھون نے اپنے آریہ معلمون اور فرمانرواؤنکی تہذیب

طریقہ تھا لیکن گو پجاری مختلف دیوتاؤن کو مختلف نامون سے پکارتے تھے مگر ساتھ ہی اسکے وہ اس امر کو نہین بھولے تھے کہ یہ سب دیوتا ایک وجود مطلق کے مظہر ہین جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہی اور جو سب کا خالق حقیقی ہی۔

"خالق مطلق سب سے بڑا ہی وہ سب کو پیدا کرتا ہی اور سب کو قائم رکھتا ہی وہ سب پر قادر ہی۔ مبارک لوگون کی آرزوئین آسمان مین پوری ہوتی ہین جہان وحدہٗ لاشریک رہتا ہی اور جو ستارۂ خرس اکبر کے پرے ہی"

"ہمارا باپ وہ ہی جسنے ہمکو پیدا کیا ہی جو کل مخلوق و اشیا کو جانتا ہی وہ ایک ہی گو اُسکے نام بہت ہین اور لوگ اُسکے جاننے کی خواہش کرتے ہین" رگ وید ۱۰۔ ۸۲ - ۲ و ۳ -

ہندوستان مین وید مذہب کا اندرونی خیال اور اصلی فلسفہ یہ تھا اور گو ہم عام طور سے اس مذہب کی نسبت کہ سکتے ہین کہ وہ قدرت کی مختلف قوتون کے مختلف نامون سے پرستش اور عبادت کی تعلیم کرتا تھا مگر ساتھ ہی اسکے ہمکو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اُس زمانے مین بھی ہندو لوگ قدرت کے ظاہری مشاہد اور مظاہر مین گھُسکر اُس (قادر مطلق) کے خیال کو پہونچ گئے تھے جسکی نسبت زمانۂ حال کا سائنس بھی یہی کہتا ہی کہ وہی ایک طاقت تمام عالم کو حرکت دینے والی اور اُسکو قائم رکھنے والی ہی۔

ایسی وحدانیت کے اصول کو جو تبدیل پذیر مشاہد قدرت مین مخفی ہی اپنشدون مین جاکر پوری نمو حاصل ہوئی جو ویدکی تعلیم کا آخری نتیجہ ہین - وہ ایک حاضر و ناظر روح مطلق ہی جو اپنے آپکو تمام عالم مین ظاہر کرتی ہی جسمین تمام عالم شامل ہی اور جسمین انجام کار تمام عالم غرق ہو جائیگا۔

وہ عقل جسکا جسم روح ہی جسکی شکل روشنی ہی جسکی خاصیت آکاش (یہ پانچوان عنصر ہی جو ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہی) کے مانند ہی جہان سے کل کام - کل خواہشین کل خوشبوئین اور ذائقے پیدا ہوتے ہین وہ جسمین یہ سب شامل ہی اور جو کبھی بولتا ہی اور نہ کبھی متحیر ہوتا ہی۔

"وہ دل کے اندر روح ہی جو چاول کے دانے سے بھی چھوٹی ہی - جَو کے دانے سے بھی چھوٹی ہی اور جو دانے کے مغز سے بھی چھوٹی ہی - وہ میرے دل مین بھی ہی وہ زمین

نہلسٹ اور سوشیلسٹ

(نمبر ۲)

اِن اُصول کے پہلے زبردست بانی کے حالات ہم ناظرین خدنگ نظر کو بتا چکے ہین۔ اب ہمین بتانا ہو کہ اِس گروہ کا دوسرا زبردست سرگروہ رابرٹ اوین کون تھا اور کس پایے کا شخص تھا۔ سچ پوچھیے تو ان باغیانہ خیالات اور آزادانہ بلند پروازیوں کا حقیقی موجد یہی شخص ہو۔ اور اِسی وجہ سے اِس فرقے کے اصول و قوانین اعتقادی کو جس طرح سوشیالزم کہتے ہین اُسی طرح اوینزم بھی کہتے ہین۔ انگلستان کے چھوٹے شہر نیوٹن مین ۱۷۷۱ء مین یہ نامور شخص جسکے کارنامے ہمیشہ یادگار رہین گے پیدا ہوا۔ ماں باپ افلاس و فلاکت مین مبتلا تھے۔ اور زیادہ استطاعت نہ رکھتے تھے۔ تاہم اُنھون نے جسطرح بنا بیٹے کو اچھی تعلیم دلائی۔ مگر سلسلۂ تعلیم ختم نہین ہونے پایا تھا کہ افلاس نے تحصیل معاش کیطرف متوجہ کیا۔ پہلے وہ اپنے وطن نیوٹن ہی مین ایک بزاز کی دُکان پر نوکر ہوا۔ پھر دو اور شہرونمین اِسی کام کی نوکریان کر کے خاص لندن مین آیا۔ جہان اِسی کام مین اُسے ایسی شہرت ہوئی اور اُسنے اسقدر جلد ترقی کی کہ اپنی عمر کے اٹھارھوین ہی برس کپڑا بُننے کی ایک چھوٹی کل کا حصہ دار ہوگیا۔ آخر ترقی کرتے کرتے اِس درجے کو پہونچا کہ اُسنے بلاشرکت غیرے خود ہی ایک کپڑے کی کل مول لیلی جو مینچسٹر کے قریب تھی اور چارلٹن مل کہلاتی تھی۔ اب وہ خاندانی فلاکت دُور ہوگئی۔ اور اُسکا شمار انگلستان کے دولتمندونمین تھا۔

الغرض اِسطرح امور معیشت مین کامیاب و سرسبز ہو کے اپنی عمر کے اٹھائیسوین برس ۱۷۹۹ء مین اُسنے ڈیوڈ ڈیل نام ایک بڑے صاحب ثروت شخص کی بیٹی مس ڈیل سے شادی کرلی۔ ڈیوڈ ڈیل گلاسگو کا ایک بہت بڑا معزز اور دولتمند شخص تھا اور کپڑے کے ایک بہت بڑے کارخانے کا مالک تھا۔ شادی کے چندہی روز بعد وہ اپنے سُسری کے عالیشان کارخانے کا آدھا مالک اور پورا منتظم ہوگیا جو نیولانارک ٹوسٹ کمپنی کے نام سے مشہور تھا۔ اِس کارخانے نے اُسے بہت شہرت دی۔ صرف دولتمندی کے لحاظ سے نہین بلکہ فیاضی اور قومی نفع رسانی کے لحاظ سے بھی۔ دولتمندی اور حکومت کا اِس سے زیادہ نمونہ کیا ہوگا کہ تقریباً چار ہزار کاریگر اُسکی ماتحتی مین کام کر رہے تھے جنکی روزی اُسکے

زبان اور نیز مذہبی عقائد کو اختیار کر لیا تھا۔ متعصبانہ خیال سے وید کے رسوم اور متبرک قواعد مین شریک نہین کیے جاتے تھے۔ اسی طرح قلیل التعداد آریہ ہندوؤن اور کثیر التعداد غیر آریون مین جنھون نے اول الذکر کے طریق اختیار کیے تھے ایک عظیم اور قابل افسوس فرق پیدا ہوگیا اور امتداد زمانہ کے ساتھ وہ مستحکم ہوتا گیا۔ ایک طرف تو آریہ جماعتین اِس غرور اور تفرق کی وجہ سے جو زمانۂ سلف اور زمانۂ حال کی مہذب و فاتح نسلون مین ہوتا ہے اپنے استحقاق کو غیر آریون کے خلاف محفوظ کرتی تھین۔ دوسری جانب غیر آریہ نسلون نے آریہ تہذیب اور رسم و رواج کا جامہ پہن لیا اور رگودھا اور دوسرے صوبجات مین ملکی طاقت حاصل کر کے چاہا کہ وہ بھی اُس دلفریب حلقہ (آریون کا حلقہ) مین شامل کیے جائین۔ اِس مشکل کو حل کرنیکی ضرورت ہوئی۔ زمانے کو ایک ایسے شخص کی ضرورت ہوئی جو حالت معاملات کو ہموار کر دے اور اس کام کیواسطے ایک شخص پیدا ہوا جسکا نام گوتم بودھ تھا۔

حضرت عیسیٰ کے چھ صدی قبل ہندوستان مین بودھ مذہب نے عروج حاصل کیا۔ گوتم بودھ اپنے آپ کو کسی جدید مذہب کا بانی نہین خیال کرتا تھا بلکہ اسکا قول تھا کہ وہ اصل ہندو مذہب تلقین کرتا ہے۔ وہ ایک ایسا ریفارمر تھا جو اپنے اصلاح کردہ مذہب کے دائرے مین ہر قوم اور نسل کے لوگونکو بخوشی داخل کر لیتا تھا۔ اُسکا مذہب راستی تزکیۂ نفس اور صفائے باطن اور تقدس کی تعلیم کرتا ہے جو اگر اس جنم مین نہ حاصل ہو تو آئندہ جنمونمین حاصل ہو جائیگا دیوتا انسان۔ اور عام مخلوق تقدس کے درجے کے پہونچنے کی کوشش کر رہے ہین اور اُسکو حاصل کرنیکیواسطے بار بار جنم لیتے ہین۔ اس جنم کا ہر کرم یا فعل دوسرے جنم مین اپنے اصلی نتیجہ کو دکھاتا ہے اور جب بالآخر متواتر تزکیۂ نفس سے وہ تعلق جو ہمکو زندگی کے ساتھ وابستہ کیے ہوئے ہے منقطع ہو جاتا ہے تو ہم اس مبارک حالت تقدس یا اس نروان کو جو بودھ کی جنت ہے حاصل کر لیتے ہین۔ یہ تمام اصول پُرانے ہندو اُپنشدون سے لیے گئے ہین مگر گوتم بودھ نے اپنے اصول کی تلقین ہر شخص اور ہر قوم کو کی اور اسطرح اُسنے ایک ایسے عالمگیر مذہب کی اشاعت کی جسنے بالآخر سیلون سے لیکر سیبریا تک اور کشمیر سے لیکر چین و جاپان تک ایشیا کی اقوام کو اپنی آغوش مین لے لیا۔

باقی آئندہ

اِن آزادانہ خیالات کے ساتھ ساتھ اُسکے قائم کیے ہوے مدرسے کا بھی شہرہ ہوا جسمین غربا کے بچّونکو ہر علم اور ہر صنعت کی تعلیم دی جاتی تھی - اِس مدرسے کا نام دُور دُور تک مشہور ہوا - اور یہانتک قدر ہوئی کہ شہنشاہ روس قیصر نکولس اول جو اِن دنون ولیعہد دولت روس تھا خاص اُسکے دیکھنے کے شوق مین اپنے وطن سے سفر کرکے انگلستان مین آیا اور اس مدرسے کا معائنہ کرکے رابرٹ اوئن سے کہنے لگا " تمھارے ملک مین آدمیونکی بہت کثرت ہے - اور جزیرۂ انگلستان کو جسقدر ضرورت ہے اُس سے زیادہ آبادی ہے لہذا مین چاہتا ہون کہ یہان کے بیس لاکھ آدمیونکو مع تمھارے اپنے ملک مین لیجاؤن اور ایسے ہی کارخانے وہان قائم کراؤن "۔ شاہنشاہ روس نے یہ خواہش رابرٹ اوئن کے خیالات اور مذاق کے موافق کی تھی - اسلیے کہ آزادی - مساوات - اور امیر و غریب سب کے حقوق کا یکسان ہونا یہی اصلی اصول تھے جنکو رابرٹ اوئن دُنیا کے سامنے پیش کر رہا تھا - اور ولیعہد روس نے بھی اُنکو تسلیم کر لیا تھا - مگر محض اس وجہ سے کہ اِن دنون انگلستان مین اُسکا کارخانہ بڑے زور و شور سے اور بڑی سرسبزی کے ساتھ چل رہا تھا اُسنے مملکت روس مین جانے سے انکار کر دیا -

لیکن آخر کار سنہ ۱۸۲۳ء مین اپنے خیالات کی اسقدر دُھن سوار ہوئی کہ یہ زبردست کارخانہ چھوڑ چھاڑ کے شمالی امریکا مین چلا گیا جہان انڈیانا کی ریاست مین ایک بڑا علاقہ مول لیا - اور غرض یہ تھی کہ اپنے ہمخیال ہم مذاق اور ہم عقیدہ لوگونکی ایک نئی قلمرو آباد کردے - چنانچہ وہان آباد ہونے والون سے ایک جدید سوسائٹی مرتب ہوئی جسکا نام " اتحاد جدید " رکھا گیا - مگر اِس کوشش مین آخر کو ناکامی ہوئی - اور سنہ ۱۸۲۷ء مین اُسے مجبوراً اپنے وطن مین واپس آنا پڑا - لیکن اپنے خیالات کی دُھن اب بھی بدستور قائم تھی - چنانچہ اب انگلستان مین آکے بھی اُسنے ایسی ہی انجمنین قائم کرنا شروع کین جنمین سے ایک آربسٹن مین جو لانارک شائر کے علاقے مین ہے - دوسری ٹی ٹھرلی مین جو ہیمپشائر کے علاقے مین ہے - اور تیسری خاص لندن مین قائم تھین - مگر سب مین وہی ناکامی ہوئی - جو اِس قسم کے خیال والونکی قسمت مین ازل سے لکھ دی گئی ہے -

اِن مسلسل ناکامیون نے تھکاتے تھکاتے اُسکے دلکو پست کر دیا - اور اب وہ نفس کُشی کے خیالات کی طرف مائل ہوا - اسپر بعض تصانیف شائع کیے - لکچر دیے - مگر کسی مین بھی

ہاتھ مین تھی اور جنکی قسمت کا وہ پوری طرح مالک تھا۔ اور فیاضی کے یہ نمونے تھے کہ اُسنے غریبون کے بچّون کیلیے مدرسے کھلوائے۔ اُنھین مختلف صنعتین سکھلائین۔ انکے واسطے رہنے کے مکان تعمیر کیے۔ اور ہمیشہ اِس فکر مین رہتا کہ غریبونکی پرورش کرے۔ اور جہانتک بنے لوگونکو کسی کام کاج سے لگادے۔ ان کوششونکا تھوڑے ہی زمانے مین یہ نتیجہ ہوا کہ جسجگہہ اُسکا کارخانہ تھا وہان ایک اچھی بستی آباد ہوگئی۔ اور ہرطرف مختلف عمارتین تعمیر ہوگئین

اِن غربا کی حالت دیکھتے دیکھتے اور اُنکے لیے دلسوزی کرتے کرتے آخر اُسکے خیالات پر کچھ ایسا اثر پڑا کہ اب وہ سلطنت کے مقابلے مین اُنکے حقوق کا بہت بڑا حامی تھا۔ اور اِسی جوش مین اسی زمانے سے اُسنے اپنے جدید اصول کے خیالات ظاہر کرنا شروع کیے۔ ایک کتاب لکھی جسکا نام تھا "تمدن انسانی پر جدید رائے" وہ مضامین جنکا یہ کتاب مجموعہ ہے ۱۸۱۰ء سے ۱۸۱۵ء تک برابر شائع ہوتے رہے۔ اور اُس دور کے بڑے بڑے زبردست مقننون اور مدبران سلطنت کی نظر سے گذرے۔ مسٹر ولبر فورس۔ مسٹر زکاری مکالے سر رابرٹ پیل اول۔ مسٹر جیمیس مل۔ سر جیمس میکنٹاش اور لارڈ بروہیم کے ایسے گران پایہ مصنفون اور صاحب رائے معززین نے اُسکے خیالات کو چونک چونک کے دیکھا۔ خود رابرٹ اوئن لکھتا ہے "ان عالی مرتبہ مدبران سلطنت سے مجھ سے خندہ جبینی کے ساتھ بحثین ہوئین۔ میرے خیالات سے اُنھون نے اختلاف کیا۔ مگر باوجود اِن اختلافات کے اُن سے کبھی رنجش اور کبیدگی نہین ہوئی۔ یہ سب اپنے عہد کے آزاد خیال لوگ تھے اور غربا کے بچونکو قومی تعلیم دلانے کے سب حامی تھے"

آخر اِن بحثون اور خیالات نے مسٹر اوین کو ساری دنیا کی نظر مین نوع انسان کا ایک اخلاقی مصلح ثابت کردیا۔ اِسی اثنا مین اپنے خیالات کو زیادہ وسعت کے ساتھ پھیلانے اور اُنمین پولٹیکل قوت پیدا کرنیکا اُسے ایک نہایت ہی اچھا موقع ملگیا۔ انگلستان مین ایک کانفرنس منعقد ہوئی جسمین یورپ کے اکثر سلاطین شریک ہوئے۔ رابرٹ اوئن نے اِس موقع پر بادشاہون کے نام مختلف درخواستون کے عنوان سے ایک نیا مجموعہ مرتب کیا جسمین اپنے اخلاقی خیالات کی جانب اور اُن اصلاحون کی طرف جو غریبونکی ہمدردی مین تھین سب بادشاہون کو متوجہ کیا۔ اِس جدید کتاب کے شائع ہوتے ہی اُسکے خیالات پر بادشاہون کی نظر پڑی۔ اور اب اُسکے جدید اصول کی سارے یورپ مین شہرت تھی۔

مذاہب قدیم ہند نمبر ۲

(مرقومہ پروفیسر رومیش چندر دت - سی - ایس - آئی)

اِس تزکیۂ نفس اور حصول نجات کے مذہب مین خاصکر اخلاقی مواعظ و نصائح بکثرت پائے جاتے ہین اور بلحاظ اخلاقی رفعت و عظمت بودھ سے کوئی فوق نہین لیگیا ہو ہم ذیل مین پند و نصائح کا اقتباس کرتے ہین -

"۵۰ - نفرت نفرت سے کبھی نہین دُور ہو سکتی - نفرت محبت سے دُور ہوتی ہو - اِسکی یہی خاصیت ہو"

"۵۱ - ایک شخص کی عمدہ نصیحت جبپر وہ عمل نہین کرتا ہو ویسی ہی ہو جیسے ایک خوشنما اور خوشرنگ پھول ہو مگر اُسمین خوشبو نہین ہو"

"۱۲۹ - سب لوگ سزا کے نام سے کانپتے ہین - سب لوگ موت کے نام سے ڈرتے ہین یاد رکھو کہ تم بھی اُنھین کیطرح ہو - پس نہ کسی کو قتل کرو اور نہ کسی کو ایسا کرنیکی ترغیب دو"

"۱۳۰ - سب لوگ سزا کے نام سے کانپتے ہین - سب لوگ جان کو عزیز رکھتے ہین - یاد رکھو تم بھی اُنھین کی طرح ہو نہ کسی کو ہلاک کرو اور نہ کسی کو ایسا کرنیکی ترغیب دو"

"۱۸۲ - رشیون اور منیون کی ہدایت ہو کہ گناہ نہ کرو نیکی کرو اور اپنے باطن کو صاف رکھو"

"۱۹۷ - ہم لوگونکو خوشی سے زندگی بسر کرنا چاہیے - جو لوگ ہمسے نفرت کرتے ہین اُنمین ہمکو اسطرح رہنا چاہیے کہ نفرت ہمارے پاس سے چھو نہ جائے"

"۲۲۳ - غصّے کو نرمی سے فرو کرنا چاہیے - طامع کو فیاضی سے اور جھوٹے کو سچائی سے فتح کرنا چاہیے"

"۲۲۴ - دوسرونکی بُرائی تو بہت آسانی سے معلوم ہوجاتی ہو - مگر اپنی بُرائی معلوم کرنا بہت مشکل ہو - ہر شخص اپنے ہمسائے کی ذرا ذراسی بُرائیونکو اُچھالتا ہو مگر اپنی بُرائیونکو اِس طرح چھپاتا ہو جسطرح فریبی غلط پانسے کو قمار باز سے پوشیدہ کرتا ہو"

"۲۶۰ - بال سفید ہونے سے انسان بزرگ نہین ہوتا ہو گو اُسکی عمر پوری ہوگئی ہو - مگر اُسکو کہن سال کہنا بیکار ہو"

"۲۶۱ - بزرگ وہ شخص ہو جسمین عقل راستی محبت - ضبط اور اعتدال ہو اور جو بُرائیونسے

کامیابی نہ ہونا تھی نہ ہوئی - یہانتک کہ ۱۸۵۵ء مین بے نیل مرام اور بغیر اسکے کہ اپنا مقصد حاصل کرسکے مرگیا۔

بس یہی دو شخص تھے جو اصول سوشیلزم کے بانی مبانی سمجھے جاتے ہین - انکے بعد پھر اور بہت سے صاحب علم فلسفیون اور مدبران سلطنت نے بھی انکی پیروی کی - اور نتیجہ یہ ہوا کہ صرف انگلستان مین ۱۳۰۸ آدمی اس خیال کے جمع ہو گئے - ۱۸۴۴ء مین وہان ان لوگونکی ایک جدید سوسائٹی قائم ہوئی - جسکا سرمایہ ۸۱۲۳۲ پونڈ ہو گیا تھا - اور اُسکے چھ ہزار سے زیادہ ممبر تھے - جو ان خیالات کو رواج دینا چاہتے تھے - اسی طرح کی اور سوسائٹیان یورپ کے اور ملکون اور امریکا مین بھی قایم ہوتی رہین - اور یہ آخری درجہ تھا کہ یہ لوگ سلطنت کی مخالفت اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے - اور اسی بغاوت کی وجہ سے اب یہ فرقہ روز بروز کمزور اور فنا ہوتا جاتا ہو -

یہی لوگ روس مین نہلسٹ کہلاتے ہین - یہ لقب جس لفظ سے نکلا ہو اُسکے معنی ہین "لاشئے" یعنے کچھ نہین - نہ اُدھر کے نہ اُدھر کے - نہلسٹ ایک خاص فلسفہ ہے - جسکا ماحصل یہ ہو کہ جو چیز سامنے نہ نظر آتی ہو اور خارج مین نہ موجود ہو اُس سے انکار کر دیا جائے - بڑھتے بڑھتے یہ نہلسٹ خیال والے یہانتک بڑھے کہ خدا کے وجود سے بھی انکار کر دیا - مگر روس کے نہلسٹ لوگونکو اس فلسفہ سے کوئی علاقہ نہین - تورجنیف نام ایک روسی مصنف نے ان لوگون کا یہ لقب رکھدیا - اور اپنے مخالفون مین یہ اسی لقب سے مشہور ہو گئے - ان روسی سوشیلسٹ لوگون یعنے نہلسٹون کا اعتقاد اور دعویٰ یہ ہو کہ ہم اصلاح عالم کے لیے پیدا ہوئے ہین - اور ہمارا مقصد یہ ہو کہ سلطنتون کو اُلٹ دین اور اپنے خیال مین جو نئی صورت تمدن انسانی کی قائم کی ہو اُسے رواج دین - ان لوگون کا ظہور روس مین ۱۸۶۲ء سے ہوا - انکا پہلا سرگروہ ریخاریف نام ایک شخص تھا - مگر صاف ظاہر ہو کہ اسنے اپنے اصول سوشیلسٹ لوگون سے لیے ہین - ۱۸۷۵ء سے دولت روس انکی بیخکنی کے درپے ہو - اور تحقیقات سے ثابت ہوا کہ وہان کے بڑے بڑے معزز اور دولتمند بھی ان لوگونکی سازش مین شریک تھے -

راقم
محمد عبد الحلیم شرر

منقسم ہین تمام ہندو ایک ہی مذہب کے پیرو ہین اور ایک ہی قسم کے رسوم و اعمال ادا کرتے ہین وید کے زمانے کی قربانیان جنمین غیر آریہ بوجہ تعصب خارج کیے گئے تھے اس علٰحدگی کی وجہ سے یا تو بالکل معدوم ہوگئین یا اب وہ صرف شادی یا غمی کے رسوم مین مستعمل ہین جنکو ہر ہندو ادا کر سکتا ہے۔ بودھ مذہب کے رسوم و جاترو نکی تقلید کی گئی اور اُنسے زمانہ حال کے ہندو مذہب کے رسوم و اعمال سبقت لیگئے اور خود گوتم بودھ زمانہ حال کے ہندو اوتارون کے طبقے مین داخل ہوئے ہندوستان مین بودھ مذہب کی تاریخ کو سمجھنے کیواسطے ان اُمور کا یاد رکھنا ضروری ہے۔ بودھ مذہب ہندوستان سے چلا گیا کیونکہ وہ اپنا کام ختم کرچکا تھا۔ زمانۂ حال کے ہندو مذہب نے قدیم قربانیون اور آریون کے خاص اعمال و عبادات سے احتراز کیا ہے اور اُسنے آریون اور غیر آریون کو بھی متحد و متفق کرلیا ہے۔ ہندوستان مین گوتم بودھ کی کوشش کے یہ نتایج ہین۔

اسطرح حضرت عیسیٰ کے بعد چھٹی اور ساتوین صدی مین ہندوستان مین ہندو مذہب اس جدید طریقے سے شروع ہوا۔ اسکے خاص خاص اصول وہی ہین جو اُپنشدون مین بیان ہوے ہین۔ وہ ایک وجود مطلق کو مانتا ہے جو حاضر و ناظر ہے۔ اسکا عقیدہ ہے کہ کائنات وجود مطلق سے پیدا ہوئی ہے اور بالآخر اسی مین فنا ہوجائیگی۔ اسکا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس جنم کے افعال کی سزا و جزا آئندہ جنم مین ملیگی اور نیز یہ کہ کل روحین بالآخر روح مطلق مین جذب ہوجائینگی اس عقائد کے لحاظ سے آج کا مذہب وہی ہے جو دو تین ہزار سال قبل تھا لیکن بلحاظ رسوم و اعمال و عام عقائد کے زمانۂ حال کا ہندو مذہب وید کے زمانے کے مذہب سے نہایت مختلف ہے۔ وید کے زمانے کے مذہب مین قدرت کی طاقتون کی پرستش پر زور دیا گیا ہے زمانۂ حال کے ہندو مذہب مین قادر مطلق کی تین قدرتونکی تلقین کی گئی ہے جو تثلیث اہل ہنود کے نام سے مشہور ہین اِن قدرتون کے نام برمھا۔ بشن اور شیش ہین وید کے بھجنون مین قدرت کے دیوتاؤن کے کامونکی تعریف ہے زمانۂ حال کے ہندو مذہب مین اِن دیوتاؤن کے متعلق کثیر التعداد افسانے اور قصے گڑھے گئے ہین۔ وید مذہب کی پرستش کا طریقہ یہ تھا کہ آگ کو قربانی چڑھائی جائے۔ زمانۂ حال کا ہندو مذہب بت پرستی کی تلقین کرتا ہے اور وہ فرحت بخش رسوم و اعمال و زیارتگاہون مین جانے سے خوش ہوتا ہے ہنود اور مختلف فرقون کے مذہبی رسوم و اعمال کے بارے مین بہت کچھ لکھا گیا ہے

پاک ہو"

"۲۹۳- کوئی شخص نسب یا خاندان کی وجہ سے برہمن نہین کہا جا سکتا ہی- وہی شخص مبارک ہی اور وہی برہمن ہی جسمین سچائی اور راستبازی ہی"

"۲۹۴- اے نادان چکنے بالون یا بکری کی کھال کی پوشاک سے کیا فائدہ؟ تیرا باطن توخراب ہی اور ظاہری صورت کو صاف بناتا ہی" دھمپدا

اِس قسم کے مقولون کی جانب بہت سی اقوام اور انسان کے خیالات رجوع ہوے۔ حضرت عیسیٰ کی ولادت سے کئی صدی پہلے بودھ مذہب کے واعظ اور دعات دور و دراز ممالک فلسطین مصر یونان تک گئے اور وہان کے لوگون نے اُنکی تعلیمات اور تلقینات کو بغور سُنا۔ اور مقدس مسیح نے پھر ایک مرتبہ اِسی تحمل- سخاوت- عفو- اور محبت کے مذہب کی اشاعت کی جسکی اشاعت پانسو سال قبل گوتم بودھ نے کی تھی- ہندوستان مین آریہ ہنود کا قدیم اور علیحدہ مذہب گوتم کے اصلاح کردہ اور عام مذہب کے ساتھ ہزار سال تک قائم رہا- برہمن اور آریہ قومین اپنے قدیم استحقاق پر قائم رہین مگر نیچ اقوام کے لاکھون اشخاص اُس دروازے مین داخل ہوے جو اِس روشنضمیر ریفارمر نے کھولا تھا حضرت عیسیٰ کے قبل تیسری صدی سے لیکر اُنکے بعد ساتوین صدی تک ہندوستان کے ہر شہر مین ہندوؤن کے متبرک مقامات اور بودھونکی خانقاہین تھین- ایک ہی گاؤن مین ہندو اپنی قربانی کرتے تھے اور بودھ اپنے رسوم اور اعمال ادا کرتے تھے۔ ہندو اور بودھ صدیون تک ایک مقام مین امن و امان اور میل جول کے ساتھ رہے- ہندوؤن کے بے تعصبی کی ایک قابل غور مثال یہ ہی کہ ہزار سال کے اندر (باستثناء اِس امر کے کہ کسی جنگ آزما یا حملہ آور نے اپنی فتوحات مین ظلم کے کام کیے ہون) ہمکو مذہبی ایذا رسانی کی کوئی مثال نہین ملتی ہی- فرقون کے عقائد اور مذاہب علیحدہ علیحدہ تھے مگر وہ باہم بڑی امن و امان اور میل جول سے رہتے تھے۔

عام طور سے یقین کیا جاتا ہی کہ اب بودھ مذہب ہندوستان سے مفقود ہو گیا ہی کیونکہ اسکو ہندو مذہب کی مستحکم عمارت کو مسمار کرنے مین ناکامی ہوئی- مگر قضیہ بالعکس ہی- ہان بودھ مذہب ہندوستان سے مفقود ہو گیا کیونکہ وہ اپنا کام انجام دیچکا تھا- ہندو متحد ہو گئے- ہندو مذہب کے رسوم و اعمال کو قبول اور اختیار کر لیا ہی- اب آریہ اور غیر آریہ کا کوئی فرق باقی نہین رہا پنجاب سے لیکر تراونکور تک گو وہ بلحاظ بشنو کے مختلف ذاتون

سلسلۂ ریفارمران مین رامانج کے بعد پانچوان نمبر رامانند کا ہے جسنے وحدانیت کے سادہ طریقے کو شمالی ہند مین پھیلایا اُسنے بنارس کو اپنا صدر مقام قرار دیا تھا مگر وہ اس مذہب کی تلقین کے واسطے نزدیک و دور ہر مقام کو جاتا تھا۔ بخلاف اپنے پیشرو کے جسنے سنسکرت زبان مین کتابین لکھی تھین اُسنے اپنے زمانے کی زبان مین وعظ دیے اور اُسی زبان مین کتابین بھی لکھین اور شمالی ہند کی ہندی زبان اِس برگزیدہ اور ہردلعزیز ریفارمر کی آغاز کی ہوئی عظیم مذہبی تحریک کیوجہ سے بہت دولتمند ہوگئی۔

ہندوستان کی مذہبی اصلاح کی تاریخ مین کبیر کیطرح کوئی شخص مشہور نہین ہے یہ رامانند کا مرید تھا اُسنے اپنے مرشد کے آغاز کیے ہوے کام کو ہاتھ مین لیا اسکے دلمین یہ دلیر خیال پیدا ہوا تھا کہ ایک خدا کی پرستش مین اہل ہنود اور اہل اسلام دونون کو متحد کردے۔ وہ کہتا ہے کہ ہندوؤن کا خدا وہی ہے جو مسلمانون کا ہے خواہ اُسکو رام کہو خواہ اللہ کہو۔ مُنہ دھونے۔ مالا پھیرنے۔ متبرک دریاؤن مین نہانے مندرون مین سجدہ کرنے سے کیا فائدہ ہے اگر مناجات پڑھتے وقت یا جاترا کو جاتے وقت تمہارے دل مین مکروفریب ورہا ہے۔ اگر اللہ جل شانہ معبدون مین رہتا ہے تو تمام جہان کسکا مسکن ہے؟" ہندوؤن کے خدا کا شہر بنارس ہے مسلمانون کے خدا کا شہر مکہ ہے لیکن اپنے دلون مین تلاش کرو اور وہان تمکو ہندو اور مسلمان دونون کا خدا ملیگا"

کبیر نے جو کچھ وسط ہندوستان مین کرنا چاہا تھا اُسی کے کرنیکی کوشش نانک نے پنجاب مین کی تھی وہ سنہ ۱۴۶۹ء مین پیدا ہوا تھا لہذا وہ مارٹین لوتھر کا ہمعصر تھا اُسنے تلقین کی کہ ہندو و مسلمان ملکر ایک خدا کی پرستش اور عبادت کرین۔ سکھونکی بڑی جماعت جسکی بنا اُسنے ڈالی تھی عرصۂ دراز تک ایک صلح پسند اور مذہبی برادری رہی مگر بعد کے بعض واقعات نے اُنکو زمانۂ حال کے ہندوستان کی سب سے جنگجو نسل بنادیا۔

بنگال کا مذہبی ریفارمر چیتن تھا جو سنہ ۱۴۸۶ء مین ندیا مین پیدا ہوا تھا اُسنے بھی یہی تلقین کی کہ ہندو اور مسلمان باہم ملکر ایک خدا "بشن" کی پرستش کرین۔ آجکل بنگال کی کل آبادی باستثنائے اعلی اقوام کے بشن کی پرستش کرتی ہے۔ گجرات مین بھی ایک ریفارمر پیدا ہوا جسکا نام داؤد تھا اِسنے بہت سی متبرک تصانیف چھوڑدین جنمین بیس ہزار اشعار ہین۔ ہندوستان کے مذہبی عقائد کا چشمہ ابھی تک خشک نہین ہوا ہے۔ اِس صدی مین عظیم الشان راجہ موہن راے اور دیانند سرستی نے ایک مرتبہ پھر اپنے ملک کے لوگون کو ذات واحد کی پرستش کی تلقین کی

جو ہندوستان مین ایک ہزار برس سے جاری ہین۔ مگر ان عام پسند بیانات مین ہمکو پھر وہ اصل چیز نہین ملتی ہی جو دو سو ملین لوگونکو متحد کیے ہوسے ہی یعنے ہمکو اس مذہب کا اصلی جزو نہین معلوم جو اب تک کل ہندوؤن کے دلون مین جاگزین ہی اور جو انکو ایک زندہ قوم بنائے ہوسے ہی۔ یہ سچ ہی ہندوستان کے باشندے شیوی اور ویشنو فرقونمین منقسم ہوگئے مگر ان مختلف فرقون مین محض نام کی بابت جھگڑا ہی جیساکہ یورپ مین قرون اوسط مین ہوتا تھا ہر فرقہ اپنے معبود کے نام سے وجود اعظم (شخصی خدا) کی پرستش کرتا ہی جو اپنے مخلوق کی ضروریات رفع کرتا ہی پیروان بشن کا اعتقاد ہی کہ خالق حقیقی نے انسان کی نجات اور راستی کے غالب کرنے کیواسطے اس زمین پر رام۔ کرشن یا بودھ کی شکل مین جنم لیا۔ اور اسطرح عبد اور معبود کے تعلقات مین قربت ہوئی اور وید کے زمانے کیطرح وہ معبود کو ایک ذاتی۔ فیاض اور معاون دوست کیطرح خطاب کرنے لگا۔ کیونکہ عام لوگونکو ایک ایسے معبود کی ضرورت تھی جو بہ نسبت اُپنشد دن کی روح مطلق کے زیادہ تر نزدیک ہو جسکا تصور صاف صاف ہوسکے اور اس ضرورت کو کرشن نے رفع کیا جسکو بودھ نے صدیون تک رفع کیا تھا کرشن کی افسانون نے بودھ کی پیدایش کے قصون اور کہانیون کو مٹا دیا اور بجاے بودھونکے متبرک مقامات کے متھرا۔ بندرابن اور جگناتھ کی جاترائین قائم ہوئین اور بودھون کی خلوت گزین زندگی کے بجاے اس قسم کی زندگی کا طریقہ وشنو یا کرشن کے مقلدین مین قائم ہوا ہندوؤن کا مذہبی خیال کئی صدیون سے ایک سادہ اور عام پسند طریقۂ وحدانیت کیجانب کوشش کر رہا ہی اور تنازعات فریقی اور کثیر التعداد بتونکی پرستش کے باوجود لاکھون ہندو پوشیدہ وحدانیت کے طریقۂ پرستش پر قائم رہے ہین یہ ایک ذاتی۔ فیاض اور معاون معبود کا عقیدہ ہی جسکو معمولی پجاری شیو یا بشن کے نام سے پکارتا ہی۔

زمانۂ حال کے ہندو ریفارمرون کے جلیل القدر طبقہ مین اول شخص رامانج تھا۔ وہ گیارھوین صدی مین جنوبی ہندوستان مین پیدا ہوا اُسنے تلقین کی کہ خدا ایک ہی اُسکا نام بشن ہی اُسنے یہ بھی تعلیم کی کہ نجات کا ذریعہ عشق الٰہی ہی فرقون کی مخالفت کی وجہ سے اُسکو وطن سے بھاگنا پڑا اور مثل دیگر نبیون کے اُسکی بھی عزت وطن کے باہر ہوئی میسور مین اُسنے بادشاہ اور رعایا کو اپنا پیرو بنالیا اور مرنے سے پہلے عقیدۂ بشن کے طریقے مین سات سو خانقاہین قائم کین۔

نہ وہ حالت رہی باقی نہ اس حالت کو دیکھو گے
مگر اتنا کہ گویا خواب سا اک ہمنے دیکھا تھا
وہ اندھے ہین جو سب سے پوچھتے ہین آگے کیا ہوگا
مبصر دیکھتے ہین آج کیا ہو اور کل کیا تھا

دیگر

وہ آنکھین اثر تھا جنمین تسخیر اور جادو کا
بھری تھی کوٹ کر جنمین شرارت سحر و افسونکی
وہ پیاری شکل والے جنکا اک عالم مین شہرہ تھا
نگاہِ شوق تھی ممنون جنکے روے گلگونکی
زمانے نے مٹا ڈالا اُنھین ایسا نہین ملتی
کہین ڈھونڈھے سے اک تصویر اُنکی قد موزونکی
کسی ٹیلے پہ ٹوٹے پھوٹے مدفن اُنکے باقی تھے
جہان رہتی تھی آمد رفت ہمسے پند مجزونکی
وہان اب بیکسی رو رو کے کس حسرت سے کہتی ہے
یہان پر دفن تھی لیلی یہان تھی قبر مجنونکی

نادر علیخان نادر کاکوردی

جُوار کے ڈنٹھل

مقامات امریکہ مین غلہ کے درختون کے ڈنٹھل سے مویشیون کے لیے چارہ یا بھوسہ بنایا جاتا تھا لیکن وسطی امریکہ کے مغربی و جنوبی اطراف مین بعد غلہ کٹنے کے اِن ڈنٹھلونکی مطلق قدر نہ تھی۔ گذشتہ چند سال کے عرصے مین کچھ ایسی کایا پلٹ ہوگئی اور ایسی ایجادین ہوئین کہ یہ ڈنٹھل اُسی قدر قیمتی ثابت ہونے جسقدر کہ غلہ ہے۔ اخبار اریتا مین ایک صاحب نے دکھایا ہے کہ جوار کے ڈنٹھل سے کتنی تجارتی اشیا تیار کیجاتی ہین۔

(۱) سیلیوز جنگی جہازون کا خزانہ اِسمین باندھ دیا جاتا ہے اور گولی یا گولے کی ضرب سے غرق نہین ہو سکتا ہے۔ (۲) پیپرا گوین وارنش۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جسکے بے انتہا فوائد ہین (۳) شورے کا تیزاب مختلف قسم اور قوت کے ڈائنامیٹ دُھوان نہ پھیلانے والی بارود بڑی اور چھوٹی ہر ایک قسم کی بندوق کی لائق اِن سب مین اسکا جزو ہوتا ہے۔ (۴) بہت سی چیزین اِسمین لپیٹ کر دُور دُور مقامات کو روانہ کیجاتی ہین کیونکہ یہ ثابت ہوا ہے کہ گرمی قوت برقی یا کسی قسم کی ضرب اسکی وجہ سے چیز پر اثر نہین کر سکتی (۵) مختلف قسم کا کاغذ بھی تیار ہوتا ہے (۶) مویشیون کے لیے چارہ بھی تیار کیا جاتا ہے لیکن بعض مرتبہ زیادہ جزو اِن ڈنٹھلونکا ہوتا ہے اور اُسکے ساتھ اور چیزین بھی شامل کر دیجاتی ہین۔ (۷) مرغی یا دیگر پرندونکے واسطے دو قسم کی

اور تمام ہندوستان مین اہل الراے اور سرگرم لوگ زمانۂ گزشتہ کیطرف توجہ بیند دل کر رہے ہین اور اپنی قدیم مقدس کتابون اور قدیم فلسفہ کے مطابق اپنے مذہب و سوشل رسم و رواج مین اصلاح کرنے کی کوشش کر رہے ہین۔

ہندوستان کی قدامت پر جان دینا غیر لوگونکے واسطے ایک معما ہی۔ تاریخ نسل انسان مین نہایت حیرت انگیز امر ہندوستان کے قدیم مذاہب و رسوم و اعمال کا وہ سلسلہ ہی جو آغاز زمانۂ تاریخ سے لیکر زمانۂ حال تک نہ حکومت کی تبدیلیون سے شکست ہوا اور نہ انہین یونانیون یا تورانیون مسلمانون یا عیسائیون کے خارجی اثر سے کوئی اثر پڑا۔ اور اگر ہم ان پوشیدہ قوتون کے سمجھنے کی کوشش کرین جو قدیم ہندو خیالات۔ مذہب اور فلسفہ کو قائم رکھے ہوے ہین تو بھی ہمارے ذہن مین یہ امر صاف صاف نہین آئیگا۔

قطعات

ان اسیری ٹھاٹھ مین ہر چند ہین دلچسپیان
بزم یاران وطن مین گو کہ چہل پہل ہی بہت
لوگ کہتے ہین کہ جنت مین یہ راحت ہی یہ عیش
خلد مین بھی آئیگا اہل جہنم کا خیال

شام غربت کا خیال آیا کہ بس مٹی ہوئین
صبح حرمان آگئی یاد اور سونی ہو گئین
ہم یہ کہتے ہین کہ بیفکر ونکو راحت سب کہین
ہاے ہمکو تو وہان بھی چین کی صورت نہین

دیگر

نادر اس عالم مین ہر شئی بیش و کم گردشین ہی
حالتین دیکھو تو انکو بھی نہین حاصل سکون
لیکن اس گردشین مین ہون مثل مرکز برقرار
لکھنؤ کیا بمبئی کیا سیر کیا کیسا سفر

مہر و مہ گردشین ہین ابر کرم گردشین ہی
تخت راحت گشت مین ہی کوہ غم گردشین ہی
شاہ جم قائم ہی آگے جام جم گردشین ہی
اک زمین ہی جو مرے زیر قدم گردشین ہی

دیگر

جہان اب دن دہاڑ و رات کا چھایا ہی سناٹا
یہ میدان جسین دو اک پیڑ سوکھے دیکھتے ہو تم

وہان اک شور و غل تھا ایک میلا تھا تماشا تھا
یہی کچھ دن ہوئے اک باغ جنت کا نمونا تھا

بہ نسبت جب وہ حصہ آفتاب کے نیچے سے ہٹ جاتا ہی اُسوقت وہانکی سطحی حرارت زیادہ
ہوتی ہی کیونکہ آفتابی حرارت مین جو [illegible] ہوتی ہی اس سے زیادہ حرارت وہان کی زمین
مین جذب ہوتی رہتی ہی اور پرکے [illegible] سے ظاہر ہی کہ جو حصہ زمین کا آفتاب کے نیچے سے
ہٹتا جاتا ہی وہان کی زمین اور ز[illegible]ین کے قریب کی حرارت کچھ دنون تک کم نہین ہوتی ہی
بلکہ زیادہ ہو [illegible] مگر ہوا کے اوپر کے درجے مین حرارت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے
اسواسطے زمین کے [illegible] حصون مین جو آفتاب کے نیچے سے نکلتے جاتے ہین اُن مقامونکی
ہوا کے اوپر کے درجے مین حرارت کم ہونے کے سبب سے بھاپ پانی بنکر برسنے لگتی ہی اور
یہی ایام اِن ملکونکی برسات کے ہین۔ برسات مین بہت زیادہ پانی برسنے کا سبب یہ ہی کہ
جو بھاپ برسات کے پیشتر سے جمع رہتی ہی اُسکے سوا برسات مین بھی سطحی حرارت زیادہ
ہونے کے سبب سے زیادہ بھاپ نکلتی ہی علاوہ برین پانی کی صرف سطح سے بھاپ نکلتی ہی
اسواسطے برسات کے قبل ندیون مین پانی کی سطح بہت کم رہتی ہی اور تال اور پوکھرون مین
بھی پانی بہت کم ہوجاتا ہی اسواسطے قریب قریب کل بھاپ صرف سمندر ہی کی سطح سے نکلتی
ہی مگر برسات شروع ہونے کے بعد پانی ہر جگہہ مین موجود ہوتا جاتا ہی اور پانی کی سطح بڑھتی
جاتی ہی اور مرطوب زمین سے بھاپ نکلتی ہی اور پانی بھی بہت زیادہ برستا ہی۔

سرد ملکون کی بہ نسبت گرم ملکونمین حرارت زیادہ ہونے کے سبب سے پانی زیادہ
برستا ہی سب سے بڑا اور وسعت سے پھیلا ہوا پانی سمندر کا ہی اسواسطے سمندر کی سطح
سے زیادہ بھاپ نکلتی ہی اور اِسواسطے سمندر پر اور سمندر کے قریب ملکون مین پانی زیادہ
برستا ہی جب پانی سے بھاپ نکلتی ہی تو یہ بھاپ سطح زمین کے قریب کی ہوا سے ہلکی ہونے
کے سبب سے اوپر چڑھتی ہی اور پانچ یا چھہ ہزار فیٹ کی بلندی پر چڑھنے کے بعد جہان
[illegible]اپ اور ہوا کا ثقل نوعی یعنے ذاتی وزن یکسان ہوتا ہی وہان ٹھہر جاتی ہی چونکہ پانی سے
بھاپ ہر وقت نکل کر اوپر چڑھتی ہی اسواسطے اوپر کے درجون مین بھاپ زیادہ
[illegible]ع ہوجاتی ہی۔ اگر ہوا ہمیشہ ساکن ہوتی تو جہان سے بھاپ نکلتی ہی وہین جمع رہتی ہی
[illegible]ر اسکے خلاف ہوا مین ہمیشہ حرکت ہونے کے سبب سے ہوا بھاپ کو ایک مقام
سے اُڑا لیجاتی ہی مگر ہوا مین اِس درجے کی سردی جس درجے مین بھاپ پانی بنجائے
اِسطرح پہونچ جاتی ہی تو بھاپ سے بہت ہی چھوٹے چھوٹے پانی کے قطرے بننے سے

قدر تیار کیجاتی ہین - ایک جسمین انڈے دینے والی مرغی کے لیے نائٹروجن کا جزو زیادہ رکھا جاتا ہو اور دوسرے جسمین کاربن کا جزو زیادہ ہوتا ہو تاکہ جانور خوب تیار ہو - اسقدر تو چیزین صرف ایک قسم کے غلہ ڈنٹھل وغیرہ سے تیار ہوتی ہین اور دوسرے نہایت قیمتی جزو "ہولا ہے" جو صد ہا برس سے بالکل بیکار چیز سمجھا جاتا تھا لیکن آجکل اس سے نہایت بیش قیمت روغن تیار کیا جاتا ہو - اس روغن کی ازحد مانگ ہو - کہا جاتا ہو کہ اور مختلف قسم کے صابون بنانیمین استعمال کیا جاتا ہو -

(زمیندار و کاشتکار)

پانی کیونکر برستا ہو

عموماً اور موسمون کے بہ نسبت برسات مین اور سرد ملکون کے بہ نسبت گرم ملکون مین اور سمندر سے دور کے ملکون کی بہ نسبت اور سمندر سے باہر دور کے ملکون کی بہ نسبت سمندر کے اندر اور سمندر سے قریب کے ملکون مین اور میدانون کی بہ نسبت پہاڑون پر اور جن مقامون مین درخت نہین ہوتے ہین ان مقامونکی بہ نسبت اُن مقامون مین جہان درخت ہوتے ہین پانی زیادہ برستا ہو -

ہر حالت مین اور حرارت کے ہر درجے مین پانی سے بخار یعنے بھاپ نکل کے ہوا مین ملجاتی ہو مگر زیادہ حرارت سے زیادہ اور کم حرارت سے کم بھاپ نکلتی ہو اسواسطے جاڑے کے موسم مین حرارت کے کم ہونے کے سبب سے کم بھاپ نکلتی ہو اور جو بھاپ نکلتی ہو اُسکا ایک کثیر حصہ جو سطح زمین کے قریب کی ہوا مین رہتی ہو وہ رات کی سردی سے شبنم ہوکر زمین پر گر پڑتی ہو اور یہی سبب جاڑے مین کم برسنے کا ہو - جون جون جن ملکون مین گرمی کا موسم آتا ہو یعنے جو ملک آفتاب کے عین نیچے آتے جاتے ہین اُن ملکون مین حرارت زیادہ ہونے کے سبب سے زیادہ بھاپ نکلتی ہو مگر جس ملک کے اوپر آفتاب ہوتا ہو وہان کی ہوا زیادہ گرم ہونے کی سبب سے ہوا مین زیادہ بھاپ ٹھہری رہ سکتی ہو اور حرارت کا درجہ بھی اُس ملک مین جسپر آفتاب ہوتا ہو اکثر اس درجے سے جسمین بھاپ پانی ہوجائے زیادہ ہوتا ہو اسواسطے جس ملک کے اوپر آفتاب ہوتا ہو اُسوقت وہان سے بھاپ تو زیادہ نکلتی ہو مگر پانی کم برستا ہو اور جب وہ ملک آفتاب کے نیچے سے ہٹتا جاتا ہو تو وہان آفتابی حرارت روز بروز کم ہوتی جاتی ہو مگر سطح زمین کی حرارت کم نہین ہوتی ہو بلکہ جب آفتاب اس حصے کے اوپر رہتا ہو اُسوقت کی

ہندوستان کے نقشے پر غور کروگے تو تمپر بخوبی ظاہر ہوگا کہ جو ابر خلیج بنگالہ سے ہوا کے ذریعے سے اُڑکے آتا ہو اگر ہمالیہ کے پہاڑون سے جو بنگالہ کے اوتر پچھم مین واقع ہو روکا نہ جاتا تو ایک حصہ ابر بھوٹ کے ملک مین جاکر برستا۔ اضلاع مغربی اور شمالی اور اودھ مین جو پانی برستا ہو وہ اکثر بحر عرب سے آتا ہو کیونکہ گرمی کے ایام مین جو ہوا بحر عرب سے چلتی ہو وہ اکثر پچھم دکن سے اوتر پورب کو آتی ہو اور اس ہوا کے ذریعے سے جو ابر اُڑکر آتا ہو وہ بھی ہمالیہ کے پہاڑون کے ذریعے سے روکا جاتا ہو اگر ہمالیہ کا پہاڑ نہوتا تو جو ابر بحر عرب سے آتا ہو اُسکا بھی ایک حصہ ہمالیہ کے اوتر کے ملکونمین جاکر برستا۔ اِن دونون مثالون سے تمپر بخوبی ظاہر ہوگا کہ ہوا کے ذریعے سے ابر کہان سے کہان اُڑجاتا ہو اور چونکہ ہوا کا سمت اکثر بیقاعدہ ہوتا ہو اسواسطے پانی کا برسنا ہمیشہ باقاعدہ نہین ہوسکتا ہو۔ یہ بیان ہوچکا ہو کہ سرد ملکون کی بہ نسبت گرم ملکون مین اور میدانون کی بہ نسبت پہاڑونپر پانی زیادہ برستا ہو مگر کس ملک مین اور کس پہاڑ پر کتنا برستا ہو اسکی بابت چند مقامون کا ذکر مین مثال کیطرح پر کرتا ہون۔

انگلستانی جزیرون مین سالانہ کبھی ۲۴ انچ سے کم اور ۶۰ انچ سے زیادہ نہین برستا ہو اور اوسط ۳۶ انچ ہو۔ بمبئی کے مغربی گھاٹ مین چار ہزار دوسو فیٹ کی بلندی پر اوسط تین سو دو انچ ہو۔ منطقہ مُحرقہ کے بعض ملکون کی اوسط دوسو انچ سے زیادہ ہو اور بریزل کی اوسط دو سو چہتر انچ ہو۔ کسیا کے پہاڑون مین اور بنگالے کی جھیلون مین چھ سو انچ یعنے پچاس فیٹ تک رجسٹر مین مندرج ہوا ہو۔

ایک انچ بارش سے مراد یہ ہو کہ کسی ایسے ظرف مین کہ جسمین پانی جذب نہو بارش کا پانی جمع کیا جائے اگر ایک انچ اونچا پانی ہوجائے تو کہا جائیگا کہ ایک انچ بارش ہوئی۔

جس مقام پر ایک انچ بارش ہوتی ہو وہانکی زمین مین فی مربع فیٹ نصف گیلن یعنے ڈھائی سیر پانی مٹی مین جذب ہوجاتا ہو اس حساب سے ایک ایکڑ یعنے ۴۸۴۰ مربع گز مین ایک ہزار ٹن یعنے قریب ۲۷۰۰۰ من پانی جذب ہوجاتا ہو۔ تجربہ سے معلوم ہوتا ہو کہ صوبہ جات نہا مین اگر ۳۱ انچ بارش کا پانی برس جائے

بھاپ ابر بنجاتی ہو ابر بننے کے بعد ہی ہوا ابر کو ایک مقام سے دوسرے مقام مین اُڑا لیجاتی ہو اور جب اسطرحسے ایک جگہہ مین بہت سا ابر جمع ہوجاتا ہو تو وہان پانی برسنے لگتا ہے جب ہوا ابر کو اُڑا لیجاتی ہو اور اُسمین کوئی پہاڑ حائل ہوتا ہو تو پھر ہوا کا کوئی بس نہین چلتا ہو اور ابر پہاڑون سے رُک جاتا ہو اور وہین برس جاتا ہو اور پہاڑ وںمین پانی برسنے کا یہی سبب ہو۔ ہوا کے اوپر درجون مین اور پہاڑونپر گرمی کم ہوتی ہو اور جب بھاپ پانچ یا چھ ہزار فیٹ کی بلندی پر پہونچ جاتی ہو تو کبھی اُسکو اسی جگہہ مین پانی بننے کے واسطے کافی سردی پہونچ جاتی ہو اور کبھی قطب کے قریب کے ملکون سے سرد ہوا پہونچ جاتی ہو اور بھاپ کو پانی بنادیتی ہو یا کبھی ہوا کے ذریعے سے اُڑکے پہاڑونپر پہونچنے کے بعد پہاڑونپر زیادہ سردی ہونے کے سبب سے ابر بھاپ بنجاتی ہو اور اس سبب سے بھی پہاڑون پر زیادہ پانی برستا ہو کیونکہ بخار پہاڑونپر سردی ہونے کے سبب سے وہان پہونچتے ہی ابر بنکر برس جاتا ہو۔

جن مقامون مین درخت زیادہ ہوتے ہین وہان زیادہ پانی برسنے کا سبب یہ ہو۔ یہ تجربون سے بخوبی ثابت ہوچکا ہو کہ درختونکے پتون مین ابر کے کھینچنے کی ایک قسم کی قوت ہو اور اسواسطے جہان درخت زائد ہوتے ہین وہان پانی زیادہ برستا ہو اور اس سے اکثر لوگ واقف بھی ہین کہ جنگلون مین اور جنگلون کے قریب کے مقامون مین پانی زیادہ برستا ہو۔

پانی برسنے کا بیان جو کیا گیا ہو وہ اکثر طور پر معمولی ہو مگر اسکے خلاف بھی بہت ہوتا ہو اور خلاف ہونے کا سبب یہ ہو۔ اس سے سب کوئی واقف ہین کہ ہوا ابر کو اُڑا لیجاتی ہو اور ہوا کا سمت اتنا خلاف قاعدہ ہوا کرتا ہو (ہوا کا سمت کیون اکثر خلاف قاعدہ ہوتا ہو ایک دوسری بحث ہو) کہ جس سے کبھی سمندر اور سمندر کے قریب کے ملکون سے ابر ہوا سے اُڑکے اگر کوئی پہاڑ حائل ہو تو دُور جاکر برستا ہو اور جہان برسنا چاہیے تھا وہان نہین برستا ہو شلاً اگر ہندوستان کی اوترحد مین ہمالیہ کا پہاڑ نہ ہوتا تو جتنا پانی اسوقت ہندوستان مین برستا ہو اس سے بہت کم برستا اور سبب اسکا یہ ہو کہ جو پانی صوبہ بنگالہ اور بہار مین برستا ہو اسکا کثیر حصہ خلیج بنگالہ سے آتا ہو برسات کے موسم مین بنگالہ مین اکثر ہوا پورب اور دکھن سے آتی ہو اور اتہا در پچھم کو جاتی ہو اگر تم ہوا کی سمت اور

ظہور و خفا

(پردا اور بے پردگی)

جب وہ جمال دلفروز صورت مہر نیمروز
آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے مین منھ چھپای کیون (غالب)

یہ دُنیا عجب جامع اضداد مقام ہو۔ اسے جیسی عینک لگا کے دیکھو ویسی نظر آیگی ایک بزرگوار آجکل پردۂ عصمت کے مسئلے مین اِسقدر پُرجوش ہو گئے ہین کہ ابتک تو یہی کہتے رہے مسلمان لوگ اپنی شرع شریف کے مطابق پردا قائم رکھین اور اسیقدر الزام دیتے رہے کہ ہندوستانین جو پردا مسلمانون مین رواج پاے ہوے ہو عقلاً و نقلاً بیحد ضرر رسان اور معصیت خیز ہو لیکن اب جوے بڑھی تو پردے اور بے پردگی نور و ظلمت۔ سفیدی اور سیاہی کے راگ گانے اور سرے سے پردا ہی مٹانے لگے۔ اب وہ نہ صرف مستورات کو بلکہ اس دنیا کی ہر شئ کو بے برقع و بے نقاب دیکھنا چاہتے ہین۔ خیر۔ ہمکو اُنکی اس کوشش کی قدر کرنا اور امیدوار رہنا چاہیے کہ اگر اُن کی کوشش کا سلسلہ دور تک چلا گیا اور کامیابی ہوئی تو عجب نہین ایک دن اسرار الٰہی تک بیحجاب ہو جائین۔ لیکن یہ دنیا عالم اسباب ہو یہان علت و معلول کے سلسلے کو پہلے اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے تب کسی کوشش مین پڑنا چاہیے ورنہ انجام وہی ہوگا جو بالو سے تیل نکالنے والے کا ہوتا ہو۔

اچھا اب پردۂ نسوان کی بحث تو الگ ہی رکھنا چاہیے اور سردست اس بات کو جانچنا اور تحقیق کرنا چاہیے کہ اس دنیا مین کھُلی ڈھنکی چیزین کون کون ہین اور کس وقعت کی ہین۔ آپ ہی حقیقت کھُل جائیگی کھُلا ہونا مفید ہو یا ڈھنکا ہونا۔

ہم تو جہانتک دیکھتے ہین خفا مین عجیب لطف ہو اور چھپنے مین عجیب کیفیت ظہور اور نمائش مین وہ ادا کہان۔ اسی خفا پر ساری خدائی جان دے رہی ہو۔ بلکہ سچ پوچھو تو چھپنے اور چھپانے کی رسم ایسی جگہ سے شروع ہوئی ہو کہ یہ سارا خدائی کا رخانہ

تو فصل خریف اور ربیع دونون کے واسطے کافی ہو۔

بارش کے پانی کے ساتھ وہ چیزین بھی محلول ہوکر کرۂ ہوا مین بصورت بخار ملی ہوتی ہین اور زمین پر آتی ہین۔ ان مین امونیا (نوسادر) اور شورے کا تیزاب زراعت کے واسطے بہت مفید ہین۔ زمیندار و کاشتکار

شکریہ

ذیل مین اُن معززین و عالی حوصلہ حضرات کے نام نامی مع رسید زر شائع کیے جاتے ہین جنھون نے خدنگ نظر کے ہر سہ حصص کی خریداری منظور فرماکے پیشگی قیمت عنایت فرمائی ہو۔ ایسے حضرات بہت زیادہ شکرگزاری کے مستوجب ہین جنھون نے قیمت مقررہ سے زیادہ اعانت فرمائی ہو۔ لیکن ہم اپنے عام محسنون کا شکریہ یکسان دلی جوش کے ساتھ ادا کرتے ہین اور امیدوار ہین کہ وہ اس جدید اضافہ کے مصارف اور مصرحۂ ذیل آمدنی پر غور فرماکے توسیع اشاعت پرچہ کے لیے ساعی ہونگے۔ ایڈیٹر

جناب راے بلکت کشن راؤ صاحب ہنر از حیدرآباد۔ — سے ر
جناب منشی محمد عبدالواجد صاحب واجد از حیدرآباد۔ — سے ر
جناب احمد صاحب آبر بن اسمعیل منشی صاحب از بمبئی۔ — سے ر
جناب عبداللہ بھائی عبدالرحیم صاحب از بمبئی۔ — سے ر
جناب ہیراجی کلو صاحب از بمبئی۔ — سے ر
جناب پیر محمد صاحب افسر بن حسن میان صاحب از بمبئی۔ — سے ر
عالیجناب مولوی غلام یسین صاحب آہ دہلوی از کلکتہ۔ — سے ر
جناب پروفیسر قاضی محمد حمید الدین صاحب از علی پور کلکتہ — سے ر
جناب منشی محمد اسمعیل صاحب کوکب از ناسک۔ — سے ر
جناب بابو گوپال پرشاد صاحب بھگت از کٹک۔ — سے ر
جناب منشی محمد سردار صاحب فیٹر از آکوٹ۔ — سے ر
عالیجناب نواب شمشیر بہادر صاحب اخگر رئیس اعظم اجیگڈھ۔ — صہ ر
جناب سید غلام علی صاحب تیر جاگیردار انکلیسر۔ — سے ر
جناب حاجی موسیٰ صالح محمد صاحب از بمبئی۔ — سے ر

جناب منشی عبدالعزیز صاحب عزیز از بریلی — سے

کوئی کیون لیتا اور ایمان و اطمینان قلب کی داستان کوئی کہان سے سنتا۔
اچھا خدا کی باتین خدا ہی جانے۔ خود ہم انسان ضعیف البنیان کی فطرتی رجحان پر نظر کرو تو صاف نظر آتا ہو کہ چھپنے چھپانے کی زحمت کچھ وہی لوگ گوارا نہین کرتے جو معائب مین مبتلا۔ معاصی مین آلودہ ہین اور خلق کی ملامت سے بچنے کیواسطے بدکاری کے مرتکب بھی ہوتے ہین تو آڑ ڈھونڈھکے اور پردہ رکھلے ہم تو دیکھتے ہین زاہد شب زندہ دار بھی ہمیشہ ظلمت شب ہی کے پردے مین عبادت کرتا ہو آمین صوفی حق پرست ہو چاہے ہندو ہی صنم پرست دونو ذکر فکر اور دھیان گیان مین جبھی مشغول ہوتے ہین۔ جب رات کا سناٹا ہوتا ہو۔ مخلوق خدا سوتی ہوتی ہو۔ اُنکو یاد خدا مین اُسیوقت مزا ملتا ہو اور اُنکے نزدیک وہی وقت ہوتا ہو جب خالق اور مخلوق مین راز و نیاز کی باتین ہوسکتی ہین۔ اُسیوقت اُنکے خیال مین مبدء فیاض کی طرف سے فیوض و برکات کی بارش ہوا کرتی ہو اور در اجابت مفتوح ہوتا ہو۔ اور وہ وقت کون ہوتا ہو۔ وہی پردے والا وقت ہوتا ہے جب لیلی شب سیاہ چادر تان چکتی ہو۔ اسی طرح ایک سخی اور فیاض آدمی جو کچھ خیرات و مبرات دیتا ہو۔ چھپا کے۔ اس طرح کہ ایک ہاتھ سے دیتا ہو اور دوسرے ہاتھ کو خبر نہین ہوتی۔ وہ جانتا ہو کہ خیرات یونہی دینا چاہیے۔ ورنہ خیرات خیرات نہین ہو۔ یہی حال ہو عالم اور عامل کا کہ وہ ہر طرح اپنے علم اور عمل کو چھپاتا ہو۔ اور چاہتا ہو کہ کسی کو خبر بھی نہو اُسکا دل کہدیتا ہو کہ نمود اور نمایش کم ظرفی کی علامت ہو۔ عالی ظرفی یہی ہو کہ گو سینہ علوم و فنون کا گنجینہ ہو لیکن اُسکا اظہار نہ ہونے پاے۔ ورنہ تنگ ظرفی مین شمار ہوگا۔ میر انیس مرحوم نے ایسے ہی موقع پر خوب کہا ہو۔

جو ظرف کہ خالی ہو صدا دیتا ہے۔

اب یہ غور کرنا چاہیے کہ یہ پردہ داری کس نیت سے ہوتی ہو۔ آیا اسمین کسی گناہ کا ارتکاب مقصود ہوتا ہو یا محض اس نیت سے کہ صفات انسانی کا زیور پردہ ہو اور کیون نہ ہو۔ نیچر ہی کا دستور ہو کہ صفات پردے مین رہین۔ انسان کی جبلت ہی مین دیکھو تو زیادہ کارآمد اور زیادہ قابل قدر چیزین جو نیچر نے اُسکو بخشی ہین اور جنکی وجہ سے وہ دیگر حیوانات پر مرجح اور سائر مخلوقات مین اشرف سمجھا گیا ہے وہ سب پردے ہی مین

جو اُسکی شمع جمال کی ایک دُھندلی تجلی[1] سے زیادہ نہین درحقیقت چھپ چھپا کے اُسکا پرتو دکھلا رہا ہی۔ غالب مرحوم نے شعر مندرجہ عنوان مین کس خوبصورتی سے یہ خیال ظاہر کیا ہی مگر وہ اسپر تعجب ظاہر کرتے ہین اور ہم اسی ادا مین عجیب لطف اُٹھاتے ہین۔ ہم تو دیکھتے ہین خدا کی خدائی۔ رسول کی رسالت۔ پیرون کی کرامت۔ اہل کمال کی باکمالی سب مین چھپنا اور چھپانا بہت ہی جسکو خدا نے کچھ جوہر ذاتی دیے ہین وہ عجز و انکسار کے پردے مین اپنے جوہر چھپاتا ہی اور جسمین کوئی حُسن و دلربائی کی شان دی ہی اُسکی نہ پوچھیے وہ تو دلکی پامال کرنے والی ہزار اداؤن سے چھپاتا ہی۔

دیکھو۔ خدا نے بندون سے اپنے کو کسقدر چھپایا ہی اور کسطرح چھپایا ہی۔ خود ہی تو نَحْنُ اَقْرَبُ الخ[1] فرمایا ہی اور خود ہی اپنے آپ کو پردے مین چھپا رکھا ہی جس سے دُنیا مین بندے سرگشتہ ہوگئے ہین۔ آخر۔ کوئی تو حکمت اور مصلحت ہی ورنہ اسکے کیا معنی کہ "گفتہ خود حرفے وخود را درمیان انداختہ"۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جسطرح اُسنے ایک آفتاب کو پیدا کر دیا ہی جسکے وجود کا شرق سے لیکر غرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک کوئی منکر نہین اُسی طرح وہ اپنے آپ کو کسی نورانی پیکر مین ظاہر کر دیتا اور ساری خدائی سے یونہی منوا دیتا جیسے آفتاب کے وجود کو منوا دیا۔ مگر۔ نہین اُسکی حکمت اسی مین ہی کہ خود ظاہر ہی اور خود پنہان۔ جو لوگ دریاے معرفت کے غوطہ خور ہین اُسکی تجلی دیکھتے ہین۔ ہر دم ہمہ اوست اور ہمہ از وست کے نظارے مین محو رہتے ہین۔ جنکی بصیرت کی آنکھین بے نور ہین سرے سے اُسکے وجود ہی سے انکار کر بیٹھتے ہین۔ بہر نوع۔ حاصل کلام اسیقدر ہی کہ اُس بیچون و بیچگون ذات نے اپنے آپ کو نقاب خفا مین مخفی رکھا ہی۔ اور ایسا کچھ لطف اُسکی اِس ادا مین ہی کہ ما و شما کی کیا گنتی موسیٰ کلیم اللہ نے طور پر اَرِنِیْ ولَنْ تَرَانِیْ کا لطف اُٹھایا۔ تاب تجلی نہ لاسکے۔ "طور مست و خر موسیٰ صاعقا" کا ماجرا پیش آیا۔ ابراہیم خلیل اللہ نے "اَوَلَمْ تُؤْمِنْ"[2] کی صدا اسکی بدولت سُنی اور "وَلٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ" جواب مین کہنا پڑا۔ اگر آج یہ سارے حقائق معرفت پردے مین نہوتے تو طور سینا کا نام

[1] خداوند کریم جل وعلا شانہ فرماتا ہی کہ مین اپنے بندونسے اُنکی شہرگ سے زیادہ قریب ہون۔

[2] حضرت ابراہیم نے خدا سے پوچھا تو مُردونکو کیونکر زندہ کرتا ہی۔ خدا نے اُنسے پوچھا کیا تم یہ بات بیان نہین لاتے ہو۔ حضرت ابراہیم نے عرض کیا ایمان تو لایا ہون مگر قلب کو اطمینان نہین۔

اپنے معشوق زرنگار کو چھپاتا ہی - ہزارون تدبیرون سے تہخانون مین چور خانون مین آہنی صندوقون مین - زمین کھودکے - دیگون مین بند کرکے سب کی نظرون سے پوشیدہ کرتا ہے - اور نہین چاہتا کہ کوئی اُسکی ابیض نورانی کو دیکھ بھی لے یا اُسکی کھنک بھی سُن سکے - زمین کا یہ حال ہی کہ زمیندار سے اگر یہ ممکن نہین ہوتا کہ زمین کو اس طرح چھپاے جیسے مہاجن روپے کو چھپاتا ہی تو اُن قبالون اور دستاویزون کو جنکے ذریعہ سے اراضی منتقل ہوکے اُسکے پاس آئی ہی اور جو اُسکے حق ملکیت کو ثابت کرتے ہین چھپاتا ہی اور اُنکے چھپانے مین وہی تدبیرین اختیار کرتا اور احتیاطین عمل مین لاتا ہی جو ایک مہاجن اختیار کرتا اور عمل مین لاتا ہی - اسیطرح وہ شریف لوگ جنکو اپنی مستورات عزیز ہین اپنی عورتون کو چھپاتے ہین اور ہرگز گوارا نہین کرتے کہ کوئی نامحرم اُنکی صورت کیسی اُنکی کپڑے اور زینت کے سامان تک کی جھلک دیکھ سکے یا اُنکی آواز کی بھنک سن سکے اُنکی نزدیک جو لوگ اپنی بہو بیٹیون کو عرض بازار کرتے ہین درحقیقت عورت کی قدرشناس نہین - اور عورت سے سچی اور پاک محبت کرنا نہین جانتے - ورنہ اگر محبت اور قدرشناسی ہوتی تو اُسکے واسطے بدگمانی لازمی ہی - ہم ایشیا والے جو نہایت پُرانی تہذیب کے مدعی ہین اور متواتر انقلابات دیکھ چکے اور تہذیب و شایستگی کے متعدد مدارج طے کر چکے ہین اور اہل مغرب سے تجربہ و دانش کی کہنگی و پختگی مین اپنے کو افضل سمجھتے ہین - ہمارے خیالات تو یہ ہین سہ آئنہ پیش تو ای یار رسیدن ندہم + رشک من بین کہ ترا ہم بتو دیدن ندہم +

اب ذرا نور اور ظلمت کا حال دیکھنا چاہیے - اول تو اہل تحقیق اسمین متفق ہین کہ دنیا مین ظلمت اصل ہی اور نور عبارت ہی دفع ظلمت سے - یونہی سمجھ لو کہ جب آفتاب اور ماہتاب اپنی شعاعین مستعار دیتے ہین تبھی تک دنیا مین روشنی رہتی ہی ورنہ وہی مثل ہوتی ہی کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا پاک - یہ دنیا اصل مین اندھا دھند پیدا کی گئی ہی - یہان جو کچھ تاب و تابش ہی ضیا شمس کی ہی یا نور قمری - اور یہ دونون مستعار ہین - دوسرے اگر حقیقت و ماہیت سے درگذر کرکے صرف حالت موجودہ پر نظر کیجاے تو نور کو من حیث نور کوئی وجہ تفوق ظلمت پر نہین ہی - پھر ہم انسانون کے کامون کی وجہ سے اگر دیکھو تو ہمین لوگ دونون سے دو مختلف

رکھی گئی ہین چنانچہ عقل۔ اور جو اُسکے مونس و مددگار ہین یعنی حواس خمسۂ باطنی وہ سب پردے ہی مین چھپے ہوئے ہین۔ اور انھین نے انسانکو انسان بنایا ہو ورنہ حواس خمسۂ ظاہری ہین تو وہ دیگر حیوانات سے کسی طرح افضل نہین۔

اگر تاریخ عالم پر کوئی نظر ڈالے تو اُسے صاف نظر آجائے کہ ہر وقت اور ہر مقام مین ہر گروہ قوم اور اکابر اُمت بڑے بڑے کام چھپا کے کیا کیے ہین۔ حضرت عمر فاروق کا شہرہ اسقدر نہوتا نہ اُنکی معدلت گستری اور بیدار مغزی سے اُمت محمدی کو اسقدر فیض پہونچتا اگر وہ راتون کو چھپ چھپ کے نہ نکلتے اور لوگون کے رنج و راحت کی خبر نہ لیتے رہتے۔ یہی حال خلیفۂ ہارون رشید کا تھا۔ بتاؤ ان کی نیتین کیسی خالص اور بے غرض تھین اور اُنکے دلونمین سوا فیضرسانی کے اور بھی کوئی جذبہ جوش زن تھا۔ بیشک اگر وہ اسطرح پردے مین تجسس حال نہ کرتے تو لوگونکی مصیبتون اور درد و غم کی حالتون کا کچھ بھی پتہ نہ لگا سکتے۔ کیونکہ جو بھلے مانس ہین جنھین درحقیقت شرافت نفس کا جوہر خدانے دیا ہو وہ اپنی ناداری اور مفلسی تک چھپاتے ہین۔ فاقہ کرتے ہین۔ ایڑیان رگڑکے زندگی گزارتے ہین مگر لب شکوہ و شکایت سے آلودہ نہین کرتے بلکہ ہر وقت شکریہ سے تر زبان اور اپنی وضع اور رنش پر قائم رہتے ہین اور اسکو عین شرافت سمجھتے ہین کہ جس حال مین ہین خوش ہین۔

پھٹے کپڑونمین خندان مثل گل ہین   شرافت کیا ہماری جزو جان ہو

پس جب ایک طرف درد و مصیبت۔ تکلیف و اذیت کو چھپانا اور اُسپر اُف نکرنا عین شرافت سمجھا گیا ہو تو دوسری طرف وہ لوگ جو اپنا فرض سمجھتے ہین کہ ہم جنھون کو تکلیف اور پریشانی سے نکالنے کی کوشش کرین اپنے اوپر لازم گردانتے ہین کہ پردے ہی پردے مین لوگونکی بطون کی کیفیت اور اُنکے رنج و راحت کی خبر لیتے رہین یہی طریقہ بڑے بڑے بزرگان دین اور صلحاے قوم کا رہا ہو۔

دنیا مین تین چیزین نہایت گران قدر ہین۔ ہر انسان اُنکو عزیز رکھتا ہو اور اُنکی ہوس مین جائز و ناجائز باتین کرتا ہو اور اسیوجہ سے لوگون نے اُنکو بناء فساد سمجھ رکھا ہو۔ زر۔ زمین۔ زن۔ اِنکی گران قدری اور ہر دلعزیزی کے سبب لوگ اُنکو بیحد چھپاتی ہین۔ پہلے زردار کو دیکھو۔ مثلاً مہاجن ہو جسکو روپے سے عشق ہوتا ہو۔ وہ کس طرح

اپنے ہمجنسون اور ہم مشربون مین اچھی نگاہ سے دیکھی نہین جاتین اور ہر وقت یہی طعنہ سُنتی ہین "خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندے کی کیا چوری" چنانچہ دیکھ لو اس معاملے مین سب سے اول نمبر اُن فاحشہ عورتون کا ہو جو سرِ راہ کمرون پر بناو سنگار کرکے بیٹھتی ہین - چوک اور چوپڑ کی بازارون کی رونق دوبالا کرتی ہین - اِنسے اُترکے وہ عزت باختہ عورتین ہین جو بظاہر پردے مین بیٹھی ہین مگر حد سے زیادہ بے پردہ ہین کیونکہ صرف روپے کی کھنک اُنکا سارا پردہ توڑ دیتی ہو - اور اُنسے بھی اُترکے وہ لوگ ہین جو کبھی کبھار شامت اعمال سے اپنے دامن عصمت کو داغدار کر دیتے ہین - یہی لوگ زیادہ تر لوگون کے طعن و تشنیع سے ڈرتے اور آڑ ڈھونڈھتے ہین - اسیطرح استحصال بالجبر مین اول نمبر اُن ڈاکوؤن اور لٹیرون کا ہو جو دن دہاڑے سرِ راہ مسافرونکو لوٹتے ہین میلون ٹھیلون مین لوگونکی جیبین کترتے ہین - یا اور ترکیبونسے بڑی بڑی رقمین اُڑاتے ہین - اور اُنسے اُترکے وہ بزدل لوگ ہین جو راتونکو نقب لگاتے چھتین کاٹتے ہین اور مالک کو غافل سوتا پاکے اُسکا گھر موستے ہین - اسیطرح شریر لڑکے ہمیشہ ڈھیٹ ہوتے ہین - جو کچھ شرارت اور خرگی کرتے ہین - آنکھون مین آنکھین ڈالکے سب کے سامنے کرتے ہین - اور وہ لڑکے نہایت کم جرأت ہوتے ہین جو چپکے سے سب کی نظر بچاکے کوئی حرکت کرتی ہین - پس اس سے صاف ثابت ہو کہ جرم اور معصیت کو پردے سے کوئی تعلق نہین - بصرف اخلاقی جرأت و بزدلی اور دلکی مضبوطی اور کمزوری ہو جس سے کوئی تو ڈنکے کی چوٹ بدکاری کا مرتکب ہوتا ہو اور کوئی بے دھوئین کی بندوق داغتا اور ٹٹی کی آڑ مین شکار مارتا ہو - یونہی سمجھ لو - شیر ہمیشہ سامنے آکے مُنھ پر طمانچہ مارتا ہو - کالا ناگ ہمیشہ رستہ روک کے کھڑا ہو جاتا ہو اور پھن مارتا ہو برخلاف اسکے بزدل جانور ہمیشہ دبے پر کاٹتی اور آنکھ بچاکے ڈستے ہین - یہی حال انسان کا ہو - باقی نفس پردہ کو دیکھو تو خود نیچر نے اپنے آپ کو - اپنے قوانین کو - اپنے فعالہ و منفعلہ قوتون کو اسقدر چھپایا ہو کہ کرورون برس کی مسلسل کوششون پر بھی انسان کا دست گستاخ اُن نقابون کو نہ اُٹھا سکا نہ اُن حجابات کو دور کر سکا جنسے اُسکا چہرۂ زیبا سب کو نظر آجاتا - ورنہ یہ کاوکاوش مٹ جاتی جنے عالم کو حیران و سرگردان وادی تحقیق بنا رکھا ہو - یہی وجہ کہ آدمی کو پردے سے ایک فطرتی ذوق اور اُنس پیدا ہو گیا ہو اور اُسی چیز کو عزیز رکھتا ہو جو پردے مین ہوتی ہو اور جو چیز عزیز ہوتی ہو اُسکو پردے مین رکھنا چاہتا

کام لیا کرتے ہین ورنہ اگر یہ نہ ہوتا تو مصلحِ حکیم کی حکمت مین فرق آتا جسکی طرف خداوندکریم جل و علا شانہٗ نے اپنے کلام پاک مین اشارہ فرمایا ہو۔ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا۔ دن اگر کام کاج اور معیشت کی دہندون کے واسطے بنایا گیا ہو تو رات آرام اور سکون اور بیفکری سے سونے کے واسطے پیدا کیگئی ہو۔ پس یہ کون کہ سکتا ہو کہ ظلمت شب محض گناہونکی پردہ پوشی بنائی گئی ہو اور اس سے اور کوئی مقصود نہین۔ درآنحالیکہ ہر انسان اس بات سے واقف ہو کہ روشنی سے آدمی کو کام کاج وابستہ ہوتے ہین اور اندھیرے سے اُسکے آرام و راحت چنانچہ اسی خیال کی جانب ایک شاعر نے نہایت لطیف اشارہ اس شعر مین کیا ہو۔

بجھ رہے ہین داغ دل تربت مین جانے کیلیے
روشنی کم ہو رہی ہو نیند آنے کے لیے (تعشق)

اسیطرح سفیدی اور سیاہی کے تقابل مین بھی اہل تحقیق کا اتفاق ہو کہ یونتو دنیا مین بہت سے رنگ ہین لیکن اصلی رنگ تین ہین سیاہ۔ زرد۔ سُرخ۔ اور سفید رنگ صرف چند رنگون کا مجموعہ ہو۔ کوئی اصلی رنگ نہین۔

اب یہ بات قابل لحاظ ہو کہ جرائم او معاصی کو پردے اور خلوت سے کیا تعلق ہو بیشک بظاہر یہی معلوم ہوتا ہو کہ ان دونون مین کوئی قریبی واسطہ ہو مگر ذرا غور اور تامل سے نظر کرنے پر صاف معلوم ہو جاتا ہو کہ وہ مجرم جسکا دل چھوٹا ہوتا ہو اور جسکی ہمت قاصر ہوتی ہو اور جو مضبوطی اور مردانگی سے کوئی کام کر نہین سکتا ہمیشہ آڑ ڈھونڈھتا ہو اور پردے مین بیٹھا گناہ سے اپنا دامن آلودہ کرتا ہو اور وہ بھی اس سبب سے نہین کہ خلق کی ملامت سے ڈرتا ہو بلکہ اس لیے کہ جو فعل وہ کر رہا ہو وہ ایک نوع کا اخلاقی و قانونی جرم ہو جو سوسائٹی کے خلاف اُس سے سرزد ہو رہا ہو اور اسلیے اُسکو اندیشہ ہوتا ہو کہ کہین سوسائٹی بحیثیت مجموعی مجھسے انتقام لینے پر کمربستہ نہو جاے یا عدالت قانونی مجھے کشاکش و کشمکش مین مبتلا نہ کردے۔ لیکن وہ مجرم جسکا دل قوی ہوتا ہو۔ جسکی ہمت بلند ہوتی ہو اور جسکی مشق چڑھی ہو اور جسکے مزاج مین بیحیائی سمائی ہوئی ہوتی ہو وہ ہمیشہ بزدلانہ طریقہ سے کوئی کام (اگرچہ قانون یا سوسائٹی کی نگاہ مین وہ کتنا ہی بڑا سنگین جرم کیون نہو) نہین کرتا بلکہ نہایت نڈر۔ بیباک اور ڈھیٹ ہوکے کرتا ہو۔ وہ عورتین کچ دلی ہوتی ہین جو چھپکے ارتکاب زنا کرتی ہین۔ اور

تاج انگلستان

جلوس تخت نشینی کے موقع پر شاہ عالم پناہ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان و قیصر ہند جو تاج زیب فرق مبارک فرمائینگے اُسکا کچھ احوال ناظرین کی دلچسپی کیلیے تحریر کیا جاتا ہو۔

اس تاج کے گرداگرد بیس الماس (ہیرے) لگے ہوے ہین جنمین سے ہر ایک الماس کی قیمت پندرہ سو پونڈ ہو۔ دو بڑے بڑے الماس اور ہر یکجانب تاج کے وسط مین لگے ہوئے ہین انمین سے ہر ایک کی قیمت دو ہزار پونڈ ہی۔ چوّن چھوٹے چھوٹے ہیرے اول الذکر بیس الماس کے زاویون پر جمائے گئے ہین انمین سے ہر ایک کی قیمت ایکسو پونڈ ہی۔ علاوہ ازین اس تاج مین چار صلیبین لگی ہوئی ہین اور ہر صلیب پچیس الماس سے بنائی گئی ہو انکی قیمت بارہ ہزار پونڈ ہی اور ان صلیبونکے سر دن پر چار بڑے بڑے الماس قیمتی چار ہزار پونڈ کے ہین۔ بارہ الماسون کا ایک پھول اس تاج مین بنایا گیا ہو اسکی قیمت دس ہزار پونڈ ہو اسی پھول مین اٹھارہ چھوٹے چھوٹے ہیرے ہین جنکی قیمت دو ہزار پونڈ ہو۔ علاوہ ازین محرابون اور صلیبون پر جو الماس اور موتی وغیرہ لگے ہوے ہین وہ مالیتی دس ہزار پونڈ ہین اور ہر جگہ ایک سو اکتالیس چھوٹے چھوٹے ہیرے مالیتی پانچ ہزار پونڈ کے لگے ہوے ہین۔ بالاے صلیب تین ہزار پونڈ کے ۲۶ ہیرے جڑے ہوے ہین اور تاج کے کنارے کے قریب موتیونکے دو حلقے نہایت خوشنما طرز سے جڑے ہوے ہین اُنکی قیمت تین ہزار پونڈ ہو۔

اس تاج مین سونے (طلا) اور چاندی کے علاوہ الماس وغیرہ بھی جسقدر جڑے ہوے ہین وہ قریبًا ایک لاکھ پونڈ (پندرہ لاکھ روپے) کی مالیت کے ہین۔

بتاریخ ۱۹۔مئی سنہ ۱۶۷۱ء ایک آیرش (باشندہ آیرلینڈ) مسمّی ٹامس بلڈ نے اس تاج کو اور اسکے متعلق دیگر سامان شاہی چرانے کی بڑی زبردست کوشش کی لیکن خوش اقبالی شاہان انگلینڈ کی وجہ سے وہ اپنے اس ارادے مین کامیاب نہوسکا۔

سابق بادشاہان انگلستان نے وقت اشد ضرورت اس تاج کو اکثر رہن بھی رکھ دیا تھا چنانچہ شاہ ہنری سوم نے اُسکو پیرس کے سوداگرونکے پاس گروی رکھدیا تھا۔ اسی طرح شاہ ایڈورڈ سوم نے شہر فلینڈرس کے تاجرونکے پاس رہن رکھا تھا اور شاہ

ہو۔ آخرالذکر اصول کی تشریح تو سطور مندرجۂ صدر مین ہو چکی ہو۔ لیکن اول الذکر اصول کے سمجھنے کے واسطے اسی قدر اشارہ کافی ہو کہ انسان مین جنس اُناث کی سب سے زیادہ قابل قدر چیز جسکا معاوضہ مہر وغیرہ کے ذریعے سے دیا جاتا ہو ایک پردے کے سوا اور کچھ نہین۔ یہ بات۔ ماہران علم تشریح سے پوشیدہ نہین۔ اور غالبًا ہر عاقل و بالغ شخص کو بخوبی معلوم ہو کہ کورا ہنڈا کسے کہتے ہین۔

اسی مقام پر ہمکو یہ بات بھی بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتی ہو کہ جن قومون نے پردۂ نسوان کو توڑا ہو اُنکے یہان وہ پردہ بھی جسکی طرف ہم ابھی اشارہ کر آئے ہین بہت بیقدر ہو گیا ہو چنانچہ اُنھین قومون کے اکثر غیر تمند اشخاص جنھون نے اپنی عمرین تجرد سے گزاری ہین اور تاہل کی لذتون سے نا آشنا رہے ہین اپنی اس محرومی قسمت کی توجیہ یہی بیان کرتے ہین کہ ہمکو باغ کی پہلی بہارین دیکھنے اور اُسکے مزے لوٹنے کا موقع ہی نہین پھر پچھڑی ہوئی ہڈیون اور رچلاے نوالون کا مزا کون چکھے۔ یہ نتیجہ اور خمیازہ ہو اُس طوائف الملوکی کا جو دونون جنسون کے بے تمیزانہ خلط ملط رہنے سے پیدا ہو گئی ہو۔ ہاے ای حسرت اور ناکامی۔!!!

آخر مین ٹیپ کا بند یہی قدر ہو کہ اگر واقعی پردہ پردہ پوش ہو تو وہ شخص جو ساری دنیا کو بے برقع و بے نقاب دیکھنے کی سعی لاحاصل مین پڑا ہو کیا درحقیقت خود کسی جرم و معصیت کا ارتکاب کر رہا ہو جو اسقدر گاڑھا پردا کیے بیٹھا ہو کہ دو برس ہوے آجتک کسی کو یہ نہ معلوم ہوا۔

کون معشوق ہو اس پردۂ عصمت مین نہان۔

محمد احمد علی بی۔ اے

نوٹ۔ مندرجۂ بالا مضمون جو ایک قابل اور نامور گریجوئیٹ کے قلم سے نکلا ہو تائید پردہ مین آجتک جسقدر مضامین شائع ہوے ہین سب سے زیادہ عمدہ اور قابل قدر ہو۔ اگر ان سوشیل مبحثون پر اس عالمانہ انداز سے بحث کیجاے تو واقعی عمدہ نتائج مرتب ہو سکتے ہین۔ ہمنے اس مضمون کو اسی نظر سے شائع کیا ہو۔ مصلحان پردہ یہ نہ خیال فرمائین کہ خدنگ نظر اُنکے خلاف حصہ لینا چاہتا ہو۔ اُسکی پالیسی کسی کی طرفدار نہین اور وہ دونون فریق کی خدمت یکسان انجام دینے کو تیار رہو۔ ایڈیٹر

شک نہین ہو سکتا ماسوا اسکے مریخ پر رات + دن کا وقفہ یا اس ستارہ کا اپنے محور کے گرد پھرنے کا عرصہ ۲۴ گھنٹہ ۳۷ منٹ اور ۲۲ سکنڈ ہو چونکہ اسکی محوری گردش کا میلان ۲۴ درجہ ۲۵ دقیقہ ہو اسلیے اس ستارہ کے موسمون کی سختی و ترقی ہماری زمین کی طرح ہی ہو مزید برآن دوربین سے صاف دکھائی دیا ہو کہ اس ستارہ پر قطبین کی برف گرمی مین بالکل پگھل جاتی ہو اور سردی مین پھر جمع ہو جاتی ہو اس ستارہ کے جغرافیہ کا بھی ہمکو قطعی علم ہو اور جسطرح ہمکو اس کے دن رات موسمون کے تغیر تبدل کا صحیح حال معلوم ہو اسیطرح علماے یورپ نے متواتر اور غائر مشاہدون سے اُسکے کل بر اعظمون اور سمندرون اُسکے جزیرون اُسکے راستون اُسکے بڑے بڑے دریاؤن کے ماخذون اور اُسکی نہرون غرض ہر ایک نتیجے کے متعلق جغرافیہ کے نقشے طیار کر لیے ہین اور اصل یہ ہو کہ ایک چیز بھی مریخ کے جغرافیہ سے متعلق ایسی باقی نہین ہو جسپر مغرب کے علماے ہیئت نے مطالعہ مین منہمک ہو کر آنکھون مین رات بسر کی ہو۔ اسکے علاوہ کرۂ مریخ کی سطح پر کشش ثقل اور اُسکی جسامت کا حال بخوبی معلوم ہو گیا ہو اور یہی وہ بڑی اہم چیزین ہین جنسے اس کرہ کے جاندار متاثر ہین کل مریخ کا قطر ہمارے کرۂ ارض کے قطر سے قریبًا نصف کے ہو یعنی چار ہزار دو سو اکاسی میل مگر اُسکا وزن ہمارے کرۂ ارض کے وزن کا ایک سو پانچ ہزاروان ہو (۱۰۵۰۰۰/۱) جن اجزاے سے مریخ مرکب ہو اُنکی جسامت اور کثافت ہمارے کرۂ ارض کے اجزاے ترکیبی سے بہت کم ہو یعنی اُنمین وہی نسبت ہو جو (۱) کو ۱۰۰۰ سے اب اگر ہم اس کثافت کا پانی کی کثافت سے مقابلہ کرین تو ہمکو معلوم ہو گا کہ ہماری زمین کی اوسط کثافت اسکے پانی سے ساڑھے پانچ گنی (۵ر۵۰) یا بہ الفاظ دیگر ہمارے کرۂ ارض کا وزن ۹۱ر اگنا ہو جسامت کرۂ آب سے پورا چار گنا بھی وزن مین نہین ہے یعنی صرف وزن ۹۱ر۲ گنا ہے پس اس سے ثابت ہے کہ اسکے اجزاے ترکیبی بہ نسبت ہمارے کرۂ ارض کے اجزاے ترکیبی کے ہلکے ہین کرہ مریخ کی سطح ارض کی نسبت کشش ثقل کمزور ہو یعنی اُنمین ۳۷۶ اور ۱۰۰۰ کی نسبت ہو یا اُسکی تشریح اسطرح آسانی سے ہو سکتی ہو کہ اگر دو سو من وزن کی کوئی چیز اس کرۂ ارض سے ہم مریخ پر لیجائین تو وہان اُسکا وزن سطح مریخ پر صرف ڈیڑھ من رہ جاے گا یہ بدیہی امر ہین جو ریاضی سے ہر طرح ثابت ہین جنسے تصور یا قیاس کو کچھ

رچرڈ سوم نے بالعوض دو ہزار پونڈ کے لندن مین اس تاج کو رہن رکھا اور شاہ ہنری
پنجم نے بیس ہزار پونڈ کے عوض اس تاج کو گرو رکھا تھا۔
ابتداءً جب یہ تاج بنایا گیا تھا تو ململ کے کپڑے کا فلٹ (ٹوپی) کے مانند بنایا گیا تھا یہ
تاج ابتدا مین مشرقی ممالک سے بنا کر بھیجا گیا تھا۔ یہ تاج اب ٹاور آف لندن مین بحفاظت
تمام رکھا ہوا ہے سابق مین یہ تاج ویسٹ منسٹر کے ڈین اور چیپر (پادریوں) کے پاس رہا کرتا
تھا لیکن ریفارمیشن کے زمانے سے پادریوں کی حفاظت سے اس تاج کو لیلیا گیا اور اب ٹاور
آف لندن مین رکھا جاتا ہے۔ (اخبار عام) (اخبار عام)

مریخ کی سیر

دوربین مین سنہ ۱۶۰۸ء سے آجتک یعنی جب سے یہ ایجاد ہوئی ہے بہت سی ترقیان
عمل مین آئین اور خصوصاً آجکل جو کچھ تکمیل اس آلہ مین ہوئی اُس سے سائنس کو بہت
مدد ملی ہے۔ بہت اجرام فلکی نئے مشاہدہ مین آئے اور بہت سے ایسے کوائف علم ہیئت
کے متعلق معلوم ہوے جنسے امید ہے کہ آیندہ دنیا کو بیشمار فوائد بہم پہونچنے کی عمدہ
سبیلین دستیاب ہونگی منجملہ اُن عجائبات اور نئے حالات کے جو اس آلہ کی امداد سے
علماے مغرب کو معلوم ہوے ہین مریخ ستارہ پر جاندار مخلوق کے وجود کا علم ہے۔
کئی برس سے علماے ہیئت اس ستارہ کا مطالعہ کر رہے ہین اور مختلف ممالک
یورپ نیز امریکا کے علماے ہیئت کے مشاہدے مطابق ہو رہے ہین اس ستارہ کی
متعلق جو کچھ علم ابتک سائنس کی روشنی مین بنی آدم کو حاصل ہوا ہے اُس سے مریخ کی
آب وہوا اور وہانکے باشندون اور دیگر کوائف کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا کچھ مشکل نہین چنانچہ
اس وثوق پر ہم عالم تصور مین اُس ستارہ کی اسوقت کامل سیر کرتے ہین البتہ یہ خیال
رکھنا چاہیے کہ جو کچھ نتائج ہم اسوقت نکال سکتے ہین وہ صرف ہمارے اسوقت تک کے
مشاہدات پر مبنی ہین جن مین اگرچہ اکثر ایسے بھی ہین جنکو ہم بطور امور واقعی تسلیم کرسکتی ہین
مگر عام طور پر کل کی نسبت ابھی ہم قطعی فیصلہ نہین دیسکتے نہ کوئی بالکل یقینی نتیجہ اخذ
کرسکتے ہین مثلاً یہ قطعی یقینی ہے کہ مریخی سال ہمارے سال سے دوگنا ہوا اور اُس مین
۶۰۶ دن ۲۳ گھنٹے ۳۰ منٹ اور ۴۱ سکنڈ ہین اور اسکی صحت مین کسیطرح فرق اور

ہین مریخی ہوا کیسی ہی غایت درجہ کی رقیق ہو مگر وہ اس قسم کے بخارات اور اُنکے منجمد قطرات کو برقرار رکھ سکتی ہو پس سطح مریخ پر بھی اس عمل سے اسقدر حرارت موجود رہ سکتی ہی جو کرۂ ارض کی اوسط حرارت کے مساوی ہو بلکہ بسا اوقات اس سے زیادہ بھی ہوجاے تو تعجب نہین۔

بہرحال ان دونون ہمسایہ ستارون (زمین اور مریخ) کی آب وہوا مین بہت فرق نہین ہی صرف اتنا اختلاف ہو کہ بہ نسبت کرۂ ارض کے مریخ کی آب وہوا کسیقدر سرد ہی جو کچھ اوپر کیفیت بیان ہوئی ہی اگر مریخ کی ہوا اسکے مطابق نہو تو اس ستارہ پر جسقدر پہاڑ ہین ہمیشہ برف مین لپیٹے رہین اور خود اس کرہ کی سطح خط استوا سے قطب تک منجمد رہے ابتک جسقدر مشاہدہ کیا گیا ہو اس سے ثابت ہو کہ مریخ کی ہوا نہایت معتدل ہی یہان کا سرمائی موسم ہمارے کرۂ ارض کے موسم سرما سے دوگنا ہوتا ہی اور جسقدر برف قطبین کے گرد سردیون مین جمع ہوجاتی ہو وہ قریبًا تمام گرمیون مین پگھل جاتی ہی کرۂ ارض کے قطبی برف کے خلاف مریخی قطب کی برف بالکل پگھل جاتی ہی یا تو اس سبب سے کہ جو حرارت موسم گرما مین جمع ہو جاتی ہی اُسمین بہت سختی پیدا ہوجاتی ہی یا اس باعث سے کہ جو برف سطح مریخ پر بنتی ہی وہ بہت پتلی ہوتی ہی اور چندان دلدار نہین ہوتی اسکے علاوہ ایک امر ایسا ہی جو قطعی فیصل شدہ ہی یعنی ۱۸۹۴ء کے جولائی اور نومبر کے مابین امریکا کے علماے ہیئت نے جہانتک مشاہدہ کیا اُنکو معلوم ہوا کہ جنوبی نصف کرۂ مریخ پر آخر حصۂ موسم گرما مین قطبی برف کا قطر بقدر $\frac{1}{15}$ کے رہ گیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ کسقدر برف اختتام گرما سے پہلے ہی پگھل جا چکی تھی۔

مزید برآن مریخ پر موسم سرما مین حد سے زیادہ برفباری اکثر دیکھی گئی ہی لیکن برف خواہ کتنی ہی کثیر مقدار مین ہو بہت جلد پگھلتی نظر آتی ہی مثلاً اپریل ۱۸۹۰ء مین ایک مصور مسمی مسٹر پکرنگ نے مریخ کی برفباری کی تصویر لی تھی جسمین پچیس لاکھ مربع میل رقبہ برف سے محصور تھا یعنی قریبًا کل ریاستہاے متحدہ امریکا کے برابر۔

مریخ پر مقیاس الحرارت (تھرمامیٹر) ہماری زمین کے مقیاس الحرارت سے چندان مختلف نہین ہی مگر چونکہ وہانکی ہوا بہ نسبت ہماری ہوا کے کچھ رقیق ہی اسلیے صرف اتنا ہی فرق ہوجاتا ہی جتنا اس سبب سے ضروری اور قدرتی ہی مثلاً سطح مریخ پر پانی کا درجۂ تبخیر

سرد کار نہین ہماری زمین آفتاب کے قریب ہی مریخ آفتاب سے بہت دور ہی یعنی
آفتاب سے مریخ اور ہماری زمین کے فاصلے مین ۱۰۰ اور ۱۵۲ کی نسبت ہی یعنی
مریخ آفتاب سے ۱۴ کرور میل دور ہی اور ہماری زمین صرف نو کرور تیس لاکھ میل
لہذا آفتاب سے جسقدر حرارت مریخ کو ملتی ہی وہ اُس مقدار کا نصف ہی جو زمین کو حاصل
ہوتی ہی یعنی جسقدر حرارت ہمارا کرۂ ارض آفتاب سے حاصل کرتا ہی مریخ کو اُسکا $\frac{1}{420}$
حصہ آفتاب سے بہم پہونچتا ہی لہذا اغلب قیاس یہی ہو سکتا ہی کہ مریخ کی سطح پر اوسط
حرارت سطح ارض کی اوسط حرارت سے کم ہی بدینوجہ کہ اول تو نظام شمسی سے کرۂ مریخ کو
ہمسے نصف کے قریب حرارت ملتی ہی دوم مریخ کی ہوا بہ نسبت ہماری ہوا کے ہلکی ہی
یعنی کرہ ارض کی ہوا کی نسبت زیادہ رقیق ہی علاوہ ازین چونکہ کشش ثقل بہ نسبت سطح
ارض کے سطح مریخ پر بقدر (۳۶ء۷) کے کم ہی اس سے کل اجسام کا وزن اسی نسبت سے
بمقابلہ سطح زمین کے سطح مریخ پر کم ہی۔ ہوا بھی اسی قاعدہ کی پابند ہی چنانچہ کرۂ مریخ کی سطح
پر مقیاس الموسم مین پارہ ۱۱ء۲۸ انچ تک بڑھ سکتا ہی حالانکہ کرہ ارض کی سطح پر پورے
بیس انچ پر بڑھا ہی اور دباو ہوا کا اتنا ہی جتنا کسی غبارہ مین چھتیس ہزار دوسو پچاس
فٹ کی بلندی پر ملتا ہی اور اسقدر بلندی دنیا کے بڑے سے بڑے بلند پہاڑ کے برابر
ہی کوہستان آلپس کی چوٹی پر مقیاس الموسم پر دباؤ صرف ۱۶ء۶۹۔ انچ ہوتا ہی ایک اور
ثبوت کرۂ مریخ کی سطح پر ہوا کی رقیق ہونیکا یہ ہی کہ وہان مطلع بالکل صاف رہتا ہی اور
ہوا کبھی غلیظ اور کثیف نہین ہوتی شاذ ونادر ہی بادل پیدا ہوتے ہین یا بخارات مین
انجماد ہوتا ہی اس قسم کی ہوا حرارت آفتابی کو ہماری ہوا کی طرح خوبی اور خوش اسلوبی
سے قبول کرکے قائم نہین رکھ سکتی بلکہ اس سے حرارت نہایت آسانی سے منتشر اور تحلیل
ہوجاتی ہی لہذا اغلب ہی کہ کرۂ مریخی پر حرارت بہ نسبت کرۂ ارض کے کم ہی لیکن اسکے ساتھ
ہی یہ خیال رہے کہ ہم یقینی طور پر نہین کہ سکتے کیونکہ اگر مریخی ہوا کی ترکیب مین صرف
چند ایسے تغیر بھی ہون تو ایسے قوانین قدرت اُسپر حاوی ہو سکتے ہین کہ حرارت آفتاب
کو وہ بھی کسیقدر آسانی سے قبول کر سکے اور اُسکو برقرار رکھے بخارات آبی ایسی حرارت سے
بہ نسبت خشک ہوا کے نہایت عمدہ طور پر برقرار رہ سکتے ہین یہی حالات بخارات ایتھر گندس
کے تیزاب وغیرہ کا ہی کلورا فارم بائی سلفائڈ آف کاربن وغیرہ کے بخارات بھی اسیطرح رہ سکتے

خواہ وہ کوئی ہون اور اُنکی ترکیب کیسی ہی ہو لاہور مبئی شملہ کی آب وہوا مین بھی آسایش وآرام سے رہ سکتے ہین - ممکن ہو کہ انکی آب ہوا ہم سے مختلف اور کم وبیش گرم وسرد ہو اور اُسمین وہ اسیطرح آرام وآسایش سے رہ سکتے ہون جسطرح ہم اپنی آب وہوا مین کرہ مریخ پر موسم ہمیشہ نہایت عمدہ رہتا ہو خصوصاً گرما مین سردیون مین بھی اس ستارہ پر شاذونادر ہی بادل دکھلائی دیتے ہین اکثر ایسا ہوتا ہو کہ علماے ہیئت کرہ ارض پر دوربین پر آنکھ لگاتے ہین مگر مریخ پر کوئی چیز صحیح صحیح نہین معلوم ہوتی لیکن یہ قصور ہمارے کرہ ہوائی کا ہو نہ کہ مریخ کے مطلع کا اگر کبھی مریخ کا مطلع غلیظ بھی نظر آیا ہو تو شاذونادر گویا بادل کرۂ مریخ پر بہت کم آتے ہین مگر ایک قسم کا ہوائی پردہ اکثر دیکھا گیا ہو جو کرۂ ارض پر شاذونادر ہو لیکن جہانتک دریافت ہوا ہی مریخ اور ہماری زمین کے موسمونمین چندان اختلاف نہین ہو -

چونکہ مریخ کی ہوا زیادہ رقیق ہو اسلیے ہوا وہان بہت تیز نہین چلتی اور آندھیان بھی بہت کم ہین ہمارے کرۂ ارض پر جو ہوائین چلتی ہین وہ بھی مریخ پر کمیاب ہین کبھی کبھی ایسا ہوا ہو کہ ہیئت دانونکو برف کی کچھ لکیرین دکھلائی دی ہین جو ہوا کے اثر سے اس ستارہ کے سمندرونپر پیدا ہوگئی ہین اور نومبر و دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مین ایسی لکیرین مریخ کے قطب شمالی کے قریب اور دور فاصلہ تک نظر آئی ہین لیکن یہ باتین اس ستارہ پر قاعدہ عام سے مستثنیٰ ہین ورنہ عام طور پر قدرتی قاعدہ کی روسے مریخ کا موسم نہایت خوشگوار ہو یہ عام طور پر معلوم ہو کہ سطح ارض پر ۳/۴ پانی ہو لیکن مریخ کی قریباً نصف سطح پانی سے محصور ہو تاہم مریخ پر ہماری زمین کیطرح بڑے بڑے سمندر مثل بحر اطلینطک (ظلمات) بحر ہند وغیرہ نہین ہین البتہ بحر روم ایسے سمندر تنگ اور لمبے بہت ہین شمالی نصف کرہ مریخ پر قریباً تمام تر خشکی ہو کل سمندر صرف جنوبی نصف کرۂ زمین پر واقع ہین اور ۲۶ اور ۶۰ درجہ کے درمیان طول بلد مین ہین -

جنوبی نصف کرۂ مریخ پر نشیب بہت ہو اور اسی واسطے اُسپر پانی کی کثرت بھی ہو بخلاف اسکے شمالی نصف کرہ نسبتاً مرتفع ہو یہی حال کرہ ارض کا ہو کیونکہ ایشیا اور یورپ کے براعظم شمال ہی کی طرف بڑھے ہوے ہین اور سمندرون کا رُخ جنوب کی جانب ہو لیکن سمندرونکی وسعت کے علاوہ کرۂ مریخ پر بہ نسبت زمین کے ایک اور فرق بھی ہے

فارن ہیٹ کی مقیاس الحرارت کے مطابق ۲۱۲ درجے سے نیچے ہو اور یہی صورت ہماری زمین کے بلند پہاڑونکی چوٹیون پر ہو کیونکہ اس درجہ کی کمی وبیشی کا انحصار ہوا کے دباؤ پر ہو اور ہر ایک واقف کار ذی علم کو معلوم ہو کہ کوہستان الپس کی چوٹی پر پانی ۱۸۴ درجہ مقیاس الحرارت فارن ہیٹ پر بخارات بنجاتا ہو لیکن شاید درجۂ انجماد سطح مریخ پر وہی نہین ہو جو کرۂ ارض کے سطح پر ہو کیونکہ یہ امر بعید از قیاس ہو کہ کرۂ مریخ پر جو پانی ہو اسکے اجزاے کیمیائی بالکل وہی ہون جو کرۂ ارض کے پانی کے ہین ہر ایک چیز کا دنیا مین درجۂ انجماد اور تبخیر یعنی وہ درجۂ مقیاس الحرارت جسپر وہ منجمد ہوجاے اور جسپر وہ بخارات کی صورت مین منتقل ہونے لگے علیحدہ علیحدہ ہو کیونکہ پانی صرف ۳۲ درجہ مقیاس الحرارت فارن ہیٹ ہی پر منجمد ہوجاتا ہو لیکن پارہ صفر سے ۴۰ درجے نیچے جمتا ہو الکحل مقیاس الحرارت فارن ہیٹ کی ۵ء۲۷ درجہ پر بخارات بنجاتا ہو اور سلفریٹ آف کاربن ۶ء۱۱۶ درجہ پر اسی طرح دیگر اشیا کا حال ہو لہذا مریخ کی آب وہوا کے اثر کو زمین کی آب وہوا کے بالکل مطابق تسلیم کرلینے مین ہمکو کچھ تامل چاہیے۔

کرۂ ارض کی آب وہوا مین ہم ایک محدود حرارت کے عادی ہین مثلاً پیرس کی اوسط حرارت ۵۰ درجہ فارن ہیٹ مقیاس الحرارت کے مطابق ہو خط استوا سے قطب تک ہر ایک ملک کی حرارت بجاے خود علیحدہ ہو اور اس ملک کی عرض بلد پر سمندر سے اُسکی فاصلے پر جسکا مقصد اور کوشش یہی ہو کہ سردی اور گرمی یکسان ہوجاے بیچ سے اُسکی بلندی پر اور بادلونکی موجودگی اور ہوا کے انتشار پر منحصر ہو نباتات اور حیوانات اور انسان جس آب وہوا مین رہین اُسکے عادی ہوجاتے ہین اگر اس ہوا مین حرارت کسیقدر کم ہوجاے تو اُنکو سردی محسوس ہوتی ہو اور معمول سے اگر بڑھ جاے تو گرمی کی شاکی ہوتے ہین مگر یہ باتین ہر ایک جگہ اور وہان کے باشندون ہی سے مخصوص ہین ہر مقام اور اُسکے رہنے والونمین ایک نسبت ہوجاتی ہو ہم اُسکی نسبت کوئی کلی فیصلہ نہین دے سکتے سائبیریا کے برفستانون مین جو لوگ رہتے ہین اور جہان درجۂ حرارت نقطۂ انجماد سے کچھ ہی اوپر ہو وہ بہت خوش اور مطمئن ہین اور وہی آب وہوا اُنکو بھاتی ہے لیکن جو لوگ منطقۂ حارہ کے رہنے والے ہین وہ ۷۷ درجہ فارن ہیٹ کے مقیاس الموسم کی حرارت کو نہایت خوشگوار سمجھتے ہین لہذا ہمارا یہ قیاس بعید از عقل ہو کہ مریخ کی باشندی

اصلاح معاشرت

(مبرا)

ہمارے ملک مین مغربی تعلیم کی اشاعت اور اقوام مغرب کے اختلاط نے فی الحال جس بدتمیزی اور بدسلیقگی سے ہمارے قدیمی اور موروثی تمدن اور معاشرت کے پرخچے اُڑا ئے ہین اور جو طوائف الملوکی برپا کر رکھی ہو اگرچہ سطحی طور سے اُسکی وقعت اس سے زیادہ نہین کہ چند شوریدہ سر رندان عالم سوز کی ایک شورش بیجا سمجھی جاے۔ لیکن درحقیقت تمام اُن لوگونکا جو اپنے قومی شعائر کی پاسداری اور اسلاف کی روش پر چلنے کو اپنی غایت درجہ وضعداری سمجھ رہے ہین اُن کا فرض ہو کہ طبیعتونکے اس ہیجان کو صرف سطحی طور سے دیکھ کے نہ رہجائین بلکہ نہایت ٹھنڈے دل۔ اور بالکل بے تعصبانہ نگاہ سے اپنی قومی ضرورتون اور اپنے مذہبی آئین و قانون۔ اُسکی اصول و فروع اور طریقۂ عملدرآمد کو اچھی طرح جانچ پرتال لین۔ اور اگر درحقیقت مصلحت وقت کا تقاضہ۔ یا انقلاب حالت کا لازمی نتیجہ کسی خاص روش کے ترک یا اختیار کرنیکا مقتضی ہو تو اولاً خود اُسپر عمل پیرا ہون اور پھر اپنے ہم قومون کو اُسکی ہدایت کرین۔

اسمین کوئی شک نہین کہ اس ملک مین جسوقت سے برٹش حکومت نے اپنے قدم جماے ہین متعدد اہل قلم حضرات کی سب سے بڑی کوشش یہ رہی ہو کہ یہان کے اصلی باشندون کے خصائص اور معاشرت کے نہایت مفصل و مکمل اور صحیح و واقعی رودادلکھین۔ بہتیرے سیاحون نے سفرنامے لکھے اور جو ٹوٹی پھوٹی واقفیت حاصل ہوئی اُسکو بزعم خود نہایت تحقیق شدہ اصلیت سمجھ کر اُنھون نے اُسپر بہت کچھ نکتہ چینی اور عیب بینی صرف کرکے ایک تاریک خاکہ ہماری معاشرت کا کھینچا۔ بہتیرے حکام ضلع نے اپنے چند روزہ قیام مین ضلع کے بڑے بڑے قصبات اور شہرونکی تاریخین مرتب کین۔ خود گورنمنٹ کے محکمۂ مال نے واجب العرض بناے۔ گزیٹیر تیار کیے۔ اور نہایت دیدہ ریزی کے ساتھ بہت ہی جزئی اور بظاہر غیر ضروری حالات و واقعات اسمین درج کیے۔ المختصر واقفیت کے جسقدر ذریعے کسی حکمران جماعت کے اختیار مین ہوسکتے ہین اُن سب سے کام لیا گیا اور مدت تک انگریزی مصنفون کے واسطے ہندوستانیون کی اندرونی و بیرونی زندگی جولانگاہ رہی اور طبیعت کا سارا زور اُنکی تہذیب کی چھیھاڑ کرنے۔ اُنکے تمدن کے جاہلانہ و وحشیانہ ثابت کرنے اور اُنکو تمامی محاسن و مکارم سے خالی۔ تمام فطرتی جوہر ونسے معرا ظاہر کرنے پر صرف ہوتا رہا۔

لیکن اس تمام جد وجہد۔ اور سعی و کوشش کا اصلی مقصود کیا تھا اور جسوقت ان اجنبی و بیگانہ

یعنی اس ستارہ کے سمندر نہ صرف تنگ ہی ہین بلکہ بہت گہرے نہین ہین بہت سی مقامات ایسے ہین جہان یہ سمندر بہت اُتھلے ہین اور کسی معمولی تالاب سے زیادہ نہین۔ بعض اوقات قریبًا خشک ہوجاتے ہین اور بعض اوقات اُنکے کنارون سے پانی بہ نکلتا ہو ساحل کر پر اکثر پانی دیکھا گیا ہو اور اسقدر کہ روان ہوجاتا ہو علاوہ اسکے ایسا بھی ہوا ہو کہ اکثر یہی سمندر سوکھے پڑے ہین اور اگر اس سے زیادہ قریب ہو تو یقین ہو کہ اُنکی سطح بھی نظر آجاے اور اسمین کسیطرح مبالغہ نہین ہو کہ کرۂ مریخ کے قریبًا نصف سمندر کوئی ایک دو درجن فٹ سے زیادہ گہرے نہین ہین لیکن کرۂ مریخ پر پانی کی تقسیم کی ترکیب بالکل ایسی نہین ہو جیسے زمین پر ہمارے کرہ پر ترتیب بالکل سادی ہو عام قطعات ارض پر پانی موجود ہو عمل تبخیر کثرت سے جاری ہو ہوا کثیف ہو آفتابی حرارت سمندرونسے بہت سے پانی کو بخارات کی صورت مین منتقل کرتی ہو ہوا ایک خاص بلندی تک اُنکو لیجاتی ہو جہان یہ بادلون کی صورت مین منجمد ہوتے ہین اور پھر ہوا ان بادلونکو تمام ممالک پر منتشر کردیتی ہو وہ پانی جو پہلے بخارات اور پھر بادل بنا تھا اب بارش یا برف کی صورت مین منتقل ہوکر چشمون ندیون اور دریاؤنکا باعث بنتا ہو اور انکے ذریعے سے پھر انھین سمندرونمین آجاتا ہو جنسے نکلتا ہو لیکن مریخ پر اسطرح عمل نہین ہوتا عمل تبخیر وہان اسقدر وسیع نہین ہو آفتابی حرارت اس ستارہ پر ہمارے مقابلہ آدھی بھی نہین ہو لیکن اسکے برعکس موسمونکا دور دوگنا ہو وہان کی سمندر بہ نسبت ہمارے سمندرون کے کم گہرے ہین پانی نہایت آسانی سے بخارات مین منتقل ہوجاتا ہو سردی کے لمبے موسم مین بھی برف بالکل پگھلکر پانی بنجاتی ہو جس سے صاف ظاہر ہو کہ یہ اسقدر دبیز نہین ہوتی جسقدر کہ ہمارے یہان زمین پر دبیز ہوتی ہو متواتر مشاہدون سے ثابت ہوا ہو کہ مریخ پر برف بالکل پگھل جاتی ہو حالانکہ کرۂ ارض پر کبھی ایسا نہین ہوتا ماسوا اسکے اس ستارہ پر بہ نسبت زمین کے برف بہت جلد پگھلتی ہو۔

باقی آیندہ

بیچین اور غیر مطمئن طبیعت والون کا پیدا کرتا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنی کسی حالت پر نہ گھڑی بھر کیواسطے آسودہ و مطمئن ہوتے ہین نہ اُنکو اپنے مین کوئی خوبی نظر آتی ہے نہ آیندہ کیواسطے کچھ جانفزا امیدین اُنکے سینے مین جوش مارتی ہین۔ وہ غایت درجہ حرمان و یاس مین اُس شخص کے مانند ہین جو افلاس اور فاقہ کشی سے تنگ آکے اپنی بوٹیان نوچتا اور سارے زمانے سے ناخوش جھینیٹر ونسے بیزار ہو رہا ہو اور جسکی آنکھونمین دنیا ایک خارستان نظر آتی ہو اور جسکے دلمین زندگی کی کوئی قدر و منزلت باقی نہ رہی ہو۔ اب اس گروہ کی ساری تسکین خاطر اسیمین ہو کہ صبح سے شام تک امور معاشرت کے ہر جزئیہ پر سخت دلی اور تعصب کے ساتھ نظر ڈالے اور اُسکو عقلاً و نقلاً بنا ر فساد بلکہ موجب بربادی ثابت کرے۔ اور یہ کوشش کرے کہ ظاہر و باطن جسقدر ممکن ہو مغربی اقوام کی تقلید کیجاے۔ اور بلا خیال تکلیف و راحت محض اُنکے نقش قدم پہ آنکھ بند کرکے سب لوگ چلنے لگین۔

لیکن جس شخص نے دو گھڑی کے واسطے بھی سنجیدگی سے زمانے کی رفتار اور اقوام و اُمم کی ترقی و تنزل کے اصول پر غور کیا ہوگا وہ کبھی ایسی کورانہ تقلید کو جائز نہ رکھیگا اور ضرور یہی صلاح دیگا کہ سب سے پہلے اپنے تنزل کے ماہیت اور کیفیت و کمیت کو اچھی طرح جانچ لینا چاہیے۔ اور اُسکے اسباب و علل کی تحقیق کر لینا چاہیے۔ تب طریقۂ اصلاح تجویز کرنا چاہیے۔

بیشک یہ کام بڑے آزاد خیال۔ غیر متعصب دور انجام بین بزرگونسے ہوسکتے ہین اور یہ اُنھین کا فرض ہو کہ وہ اپنی جماعت یا قوم کی گذشتہ اور موجودہ حالت پر سنجیدگی سے غور کرین اور غور کرتے وقت نہ صرف کسی ایک قوم کی ترقی یا تنزل کے حالات کو پیش نظر رکھین بلکہ مختلف اقوام اور ممالک کے خاص طریقون اور شعائر کو اور اُنکی وجہ سے جو ترقی و تنزل بر روے کار رہا ہو اُنکو دیکھین اور مہات کا سُراغ لگائین کہ درحقیقت کیا اصول ہین جنسے انسانی جماعت کو اقبال و ادبار کو وابستہ سمجھنا چاہیے۔ اور پھر اپنے خاص قوم کی تاریخ پر نظر ڈالین اور اُن غلطیونکو ڈھونڈھ نکالین جو ازمنہ ماضیہ مین سرزد ہوچکی ہین اور جنکا نتیجہ لابدی موجودہ تباہی و بربادی نظر آرہا ہو اور پھر یہ دیکھین کہ ان خاص حالات و اسباب مین جو اس قوم کے گرد و پیش موجود ہین اور قوم کی قسمت پر اثر ڈال رہے ہین کونسی صورت سب سے زیادہ محفوظ اور سب سے زیادہ بدیہی نتائج پیدا کرنے والی اور ترقی کی شاہراہ پر چلانے والی ہو۔

بدقسمتی سے اس ملک مین گذشتہ صدی کے تمام غل غپاڑے تنزل کی مرثیہ خوانی اور تباہی و

دوستون نے ہماری سوشیل اور مارل حالت پر نظر جمائی ہو اُسوقت کونسی عینک وہ لگائے ہوئے تھے؟ اگر اصلی مقصود پر نظر کیجاے تو صاف معلوم ہوتا ہو کہ اُنکو نہ ہمسے رہ ورسم و داد و اتحاد پیدا کرنا تھی نہ اختلاط وارتباط بڑھانا تھا۔ نہ مسلسلۂ مناکحت آغاز کرنا۔ نہ شیر وشکر ہو کے رہنا منظور تھا۔ اُنکو ہمپر حکومت کرنا تھی۔ ہمارے ساتھ تاجر اور خریدار کا سا معاملہ کرنا تھا اور اسلیے اُنکی مرکوز خاطر صرف یہ تھا کہ اولاً وہ ہمارے عام رجحانات۔ ہمارے بیم وہراس۔ اور خوف ورجا کے جذبات دریافت کرین جس سے ایک مقبول خاص وعام گورنمنٹ قائم کرنے کی اصول منقح ہوسکین۔ ثانیاً وہ ہمارے ملک کی فطرتی معادن ومخازن اور ہماری غفلت اُنکی طرف سے جانچین اور نیز ہماری معاشرت کی روزمرہ کی ضرورتون اور آرایش وآسائش کے معیار سمجھ لین جس سے اس ملک کی عام حاجتون اور رغبتون کا صحیح علم ہوجاے اور اُسی کے مطابق حال رسد کا سامان بازارونمین بفراوانی جمع کر دیا جاے۔ کیونکہ تجارت کا اولین اصول بازارین خریدارون کی طلب کا دریافت کرنا ہو اور اسی پر رسد کا بہم پہونچانا موقوف ومنحصر ہو۔

جسوقت اس مقصود سے ہمارے تمام نامۂ اعمال کھولے گئے اور ہماری قدیمی سرگذشت پر نظر ڈالی گئی اُسوقت ہماری موجودہ حالت محکومی پیش نظر ہونا اور اپنے پندار فتاحی وحکمرانی کا سرمین سمایا ہونا ضروری تھا اور اسوجہ سے یہ غیر ممکن تھا کہ ہمارے کسی ادا پر غیر متعصبانہ نگاہ ڈالی جاے اور اُس تہذیب وتمدن کے مقابلے مین جسنے ایک قوم کے فتوحات کو ہندرہ ہزار میل کے فاصلے پر اسقدر موثر ثابت کیا کہ محض چند افراد کی بالاستقلال کوشش سے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کردی۔ ہماری تہذیب وتمدن کی بھلا کیا خاک وقعت نظر مین جم سکتی تھی۔ اسکے ساتھ ہی اتفاق سے ان نکتہ چینون نے اُسوقت آنکھین کھولکر اس بیگانہ سرزمین کی خاک چھانی جب یہان کا تمدن گردش ایام کی وجہ سے نہایت پستی کی جانب رجوع کر رہا تھا۔ اور قومی جمعیت کا شیرازہ پراگندہ ہوچکا تھا۔ باایں‌ہمہ۔ بہت سے آزاد خیال اور منصف مزاج لوگون نے جسوقت مغربی ومشرقی تہذیب اور تمدن کا موازنہ کیا تو یہ اعتراف کیا کہ مشرق کی سرزمین مین جو سکون طمانیت اور قناعت ہوتی ہو اُسکا کوئی حصۂ مغربی اقوام کی قسمت مین نہین پڑا ہو اور یہ ایک حد تک نہایت قابل رشک ہو۔ لیکن خود ہم لوگونکی پست حالت۔ ہماری محکومی اور غلامی اور ہمارا دنیا کی سربلند قومونکی حالت سے اپنی حالت کا مقابلہ کرنا ہمکو اب ایسی تسکین دہ خیالات پر قانع ہونے نہین دیتا اور محض اس تنزل کا احساس جو روز بروز بڑھتا جاتا ہو ہم مین ایک گروہ

ہو۔ جو شخص کانگرس کی تاریخ سے واقف ہو خوب جانتا ہو کہ اسکی بنیاد نہایت عمدہ اصول پر رکھی گئی تھی۔ اور بیشک تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے دلونکے بخارات اس سے زیادہ موزون صورت مین یکجائی طور پر کسی اور طریقہ سے ظاہر نہین ہوسکتے تھے جیسے کانگرس کی پلیٹ فارم پر ظاہر ہوا کیے۔ لیکن اس کانگرس کے کارنامے اور نتایج پر اگر غور کیا جاے تو نہایت مایوسی کے ساتھ کم سے کم تو یہ اعتراف کرنا ضرور پڑیگا کہ بیشک وہ قبل از وقت تھی۔ سب سے پہلا اختلاف کانگرس کے وجود ہی کے وقت اس مسئلہ پر شروع ہو گیا کہ کانگرس کے نام مین "نیشنل" کا لفظ بیمعنی اور مغالطہ دینے والا ہو کیونکہ ہندوستان مین کسی ایک نیشن کی آبادی نہین۔ پھر ایک ممیز و ممتاز گروہ مسلمانونکا اپنی قومی حالت کے مقتضا کے خیال سے اُسمین شریک ہونیکی قسم کھا بیٹھا۔ اور اُسکے ساتھ ایک جماعت ہندوؤن اور پارسیون اور اینگلو انڈین لوگونکی بھی اُسکے علم مخالفت کے نیچے آگئی۔ اس اختلاف باہمی کا نتیجہ لازمی یہ تھا کہ جو وقت کانگرس کے اغراض و مقاصد، نشر و اشاعت اور سعی و کوشش مین صرف ہوتا اُسکا بہت بڑا حصہ آپس کے قضایا فیصل کرنے جرح قدح کرنے۔ الزامات و اتہامات کے جواب دینے مین صرف ہو گیا۔ اگر اس اختلاف کے وجوہ اور نتایج کو الگ کر کے بھی دیکھو تو کانگرس نے بارہ تیرہ برس مین جسقدر زر خطیر اور اہل ملک کی ہمت و قوت کو بیدریغ صرف کیا اُسکے مقابلے مین وہ نتایج جو حاصل ہوے ہین نہایت کم وقعت ہین۔ ہرسال ہزارون لاکھون روپیہ کانگرس کے پنڈال بنانے۔ ڈیلیگیٹون کی مہمانداری۔ جلسے کی شان و شوکت بڑھانے۔ روئدادون کے شائع کرنے اور ولایت کی کانگرس کمیٹی کے قائم و برقرار رکھنے مین صرف ہوا۔ دور دور سے جو ڈیلیگیٹ آے اُنکا ذاتی خرچ۔ اور وکلاء کانگرس نے جو اُسکے اغراض و مقاصد کی اشاعت کیواسطے دور دراز ملکونمین دورے کیے اُسکا خرچ مزید بران۔ بیشک اگر سرسری تخمینہ کیا جاے تو کانگرس نے پچاس ساٹھ لاکھ بلکہ اس سے زیادہ ہی روپیہ صرف کیا ہوگا۔ لیکن اس صرف کثیر کا کیا خاص اثر ملک کی عام حالت پر پڑا اور اسمین سے کسقدر روپیہ ہمارے ہاتھونسے نکل کر ولایت کی مختلف کارخانہ والون کے ہاتھ مین پہونچا اور اُنھون نے اُسکے عوض مین ہماری قومی دولت یا ملک کے ذرائع آمدنی بڑھانے مین کتنی مدد دی۔ اگر چند ہندوستانیون کو ہائیکورٹ کی ججی یا کونسل کی ممبری ملگئی تو اول یہ ثابت کرنا چاہیے کہ اگر کانگرس قائم نہوتی تو کیا ہندوستانی ان عزتونسے محروم رہتے یا یہی دکھانا چاہیے کہ اس سے پیشتر خود گورنمنٹ کے عملدرآمد سے یہی ثابت ہو رہا تھا کہ وہ ہندوستانیون کو اس درجے پر نہ پہونچنے دیگی۔ دوسرے یہ بھی ثابت کرنا چاہیے کہ قومی دولت کے ایک بڑے

بربادی کی رام کہانی سننے سُنانے کا جسقدر اثر ہوا ہو وہ اس سے زیادہ نہین کہ بہت سے کام رفاہ و فلاح عام یا بہبودی قومی کی بہت ہی ناقص بنیادون پر شروع ہو گئے۔ قومی دولت کا بڑا حصہ ان کامون پر صرف ہو گیا۔ لیکن نہ کوئی معقول نتیجہ نکلا۔ نہ یقین وا دغان ہو کہ کسی وقت مین بھی کوئی عظیم الشان نتیجہ پیدا ہو گا۔ ہان البتہ اگر کسی قدر تسکین ہوتی ہو تو اس بات سے کہ شور و شغب نے عام طور سے قلوب مین ایک بیچینی پیدا کر دی ہو اور ہر شخص اسی اُدھیڑبن مین پڑ گیا ہو کہ حالت موجودہ نہایت زبون و تلخ ہوا اور اسکو کسی بہتر حالت سے تبدیل کرنا چاہیے۔ اگرچہ یہ نتیجہ بھی جسے ہمنے تسکین دہ کہا ہو ممکن ہو کہ دیگر اسباب سے پیدا ہوا ہوا ور یہ بھی ممکن ہو کہ زمانہ آیندہ مین اسکا اثر صرف اسقدر باقی رہے کہ ہم لوگ جو ابتک مشرقی ممالک کی دستور کے مطابق حسب آسودگی اور قناعت اور صبر و شکر کی نعمت سے متمتع ہو رہے تھے اُسے کھو بیٹھین اور اُسکے عوض صرف ہر وقت کی بیچینی اور ہر حالت پر ناشکری نصیب ہو۔ لیکن۔ ہم ان دور از کار خیالات سے اپنا دماغ پریشان نہین کرتے۔ زمانہ مستقبل خود یہ تصفیہ کر دیگا کہ اتنی زق زق بق بق اور گفت و شنید کا حاصل کیا ہوا۔

بیشک ہم اُن لوگون مین نہین ہین جو ابھی تک ہندوستان جنت نشان کی پُرانی قومونکی ابتری اور بربادی ہی کے قائل نہین۔ ہمارے نزدیک اس ملک مین جتنی قومین ممتاز و ممیز باخود نظر آتی ہین (نہ باعتبار دنیوی ترقی کے بلکہ بلحاظ اپنی کثرت تعداد وغیرہ کے) اُن سب مین تنزل و ادبار کی شانین نہایت صاف صاف دکھائی دیتی ہین۔ اور اب اس بات مین شک کرنا کہ ہم لوگ آگے بڑھ رہے ہین یا پیچھے لوٹے جاتے ہین۔ اور ویسے اسکا اعتراف نہ کرنا کہ ہمارے تمام قوی بین بیّن طور سے اضمحلال نظر آرہا ہوا ور ہماری ہمتین قاصر اور عزایم پست ہوتے چلے جاتے ہین ہمارے نزدیک دنکو رات اور رات کو دن کہنا ہو۔

لیکن اسی کے ساتھ جب ہم اُس اختلاف و تناقض کو دیکھتے ہین جو مصلحان قوم اور رہنمایان ملک و ملت کی جماعت مین اسباب تنزل کی چھان بنان مین پڑا ہوا ہو تو ہمکو سخت افسوس ہوتا ہو کہ جس قوم اور ملک مین ہنوز مرض اور بار کی تشخیص ہی نہو چکی ہو اُسکی شفایابی کی ابھی اُمید لگانا سراسر نادانی ہو۔

گفتگو از حد گذشت و مرگ نزدیک آمدہ

اے طبیبان آخر این بیمار را باشد علاج

اگر اہل ہند کی عمومی حالت پر نظر ڈالی جاوے تو سب سے پہلے انڈین نیشنل کانگرس پر نظر پڑتی

جس سے شاید کسی زمانۂ بعید مین عوام الناس پر کوئی نتیجہ خیز اثر پڑے لیکن فی الحال تو اسکا نتیجہ صرف اسیقدر ہو کہ عموماً تعلیم یافتہ جماعت اور ملک کی حکمران جماعت مین ایک طرح کی کشیدگی پیدا ہوگئی ہو۔ اور جسقدر ایک طرف آزادی اور مساوات کی آرزو باہمی تعلقات مین بڑھتی جاتی ہو اُسیقدر دوسری جانب ہماری نالائقی اور پست ہمتی کے معائب کا اعلان کیاجاتا ہو اور ہر ایک لغزش پا یا آلودگی دامن پر بڑا فضیحتا مچایا جاتا ہو اور شخصی حالتونسے قوم اور ملک کے عام رجحان کا ثبوت دیاجاتا ہو۔

یہ حالت ہو اُس باعظمت وشان انڈین نیشنل کانگرس کی جسے ایک صدی کی مغربی تعلیم کی پیداوار سمجھنا چاہیے اور جسپر ہندوستان کے نہایت اعلی دماغ اور صاحب الرائے اشخاص نے اپنی بہت بڑھی قوت اور قابلیت صرف کی ہو اور جسنے ملکی دولت کے ایک معتد بہ حصے سے پرورش پائی ہو اور ہزارون صفحات کاغذ پر اپنے کارنامے لکھکے ملک مین شائع کیے ہین۔ تا بدیگران چہ رسد۔

اب ذرا فرداً فرداً مختلف اقوام کی حالت کو بھی جانچنا چاہیے اور اُنکی تمام سعی وتگاپوی کی حقیقت بھی دیکھ لینا چاہیے۔ مین اس مضمون مین صرف مسلمانونکی حالت سے بحث کرونگا۔ کیونکہ یہ قوم ابھی تھوڑے دنونسے اس محکومی کی حالت مین آئی ہوئی ہو۔ (باقی آئندہ)

محمد احمد علی بی۔ اے

مریخ کی سیر

نمبر ۲

چنانچہ یہی برف ہو جسپر مریخ کے سمندرونکا دارومدار ہو کیونکہ اس کرہ پر نہ بادل ہین نہ بارش نہ چشمے ہین نہ دریا اور برف پگھلکر براہ راست سمندرونمین آجاتی ہو مریخ پر جب برف پگھلتی ہو سمندرون مین طغیانی آجاتی ہو جو زمین پر سے برابر دکھلائی دیتی ہو ہزارون میل پانی ہی پانی نظر آتا ہو اور سمندرونکی وسعت بڑھ جاتی ہو لیکن مریخ پر ایسی عجیب نہرین بنی ہوئی ہین (خواہ وہ قدرتی ہون یا مصنوعی) جنکے ذریعے سے کرۂ پر یہ پانی نہایت ترتیب سے تقسیم ہوجاتا ہو چنانچہ جب سمندرونمین طغیانی ہوتی ہو نہرین نظر آتی ہین ابتدا مین تنگ اور زرد لیکن بہت جلد وسیع ہوجاتی ہین اور سیاہ دکھلائی دیتی ہین ان نہرون کی نسبت یہ بھی کہا جاسکتا ہو کہ یا تو یہ قدرتی طور پر اس کرہ پر پیدا ہوگئی ہین جیسی ہماری زمین پر یا مریخ کے باشندون نے پانی کی تقسیم کے لیے کھودی ہین یا

جزئکے صرف سے اگر ہائیکورٹ ججی یا کونسل کی ممبری خریدی بھی گئی تو اُسکا کیا مہتم بالشان اثر نظام سلطنت اور ہندوستانیونکی قسمت پر پڑا - ہمارا خیال تو یہی ہو کہ ؎

نو بہار دیگران آمد بہارم برنہ گشت
ابر برگشت وہوا برگشت ویارم برنگشت

بلاشک جو لوگ برٹش حکومت کی تاریخ سے واقف ہین بخوبی جانتے ہین کہ زمانۂ حال مین جو کام کانگرس کی اسپیکرون اور بنگال کی زبان دراز اخبارون نے اپنے سر لیا ہو اس سے بیشتر کہ اہل ہند خود تعلیم یافتہ ہون یہی کام خود اینگلو انڈین لوگ اپنے ہاتھو مین لیے تھے - اُنمین سے اکثر مدبرا ور انشا پرداز حضرات برابر اپنے مضامین مین گورنمنٹ کے آئین و قوانین اور اصول سلطنت وجہانبانی پر نہایت بے دھڑک نکتہ چینی کرتے رہتے تھے اور ہر ایک تجویز یا عملدرآمد سے جس قسم کے اندیشے پیدا ہوتے تھے یا جو نتائج زمانۂ آیندہ مین نکلنے والے ہوتے تھے اور جنسے کسی قسم کی مضر اثر پڑنیکا خطرہ ہوتا تھا اُنکو حد درجہ صفائی اور آزادی اور بیحد دلسوزی و دردمندی سے اخبارات و رسایل مین شائع کرتے رہتے تھے - یہ لوگ ملک کی تاریخ اور اُسکے نظم ونسق کی ہر ایک جزئیہ پر نہایت عمیق نظر ڈالتے تھے اور اپنے ملکی بھائیون مین جسکو سرآوردہ اور کارگزار سمجھتے تھے اُنکی خوبیون کو اور جسکو خطاکار اور بدراہ دیکھتے تھے اُسکی غلطیون اور کجرائیون کو صاف صاف اور سچ سچ قلمبند کرکے چھپواتے تھے اور اُسکے ذمے دار حکام ملکی و فوجی کو ہر ایک خطرے سے بہت پیشتر مطلع کر دیتے تھے اور ایک حد تک ہندوستانیونکی بہبودی و فلاح مدنظر رکھتے اور اس قوم غافل کی وکالت کرتے رہتے تھے - جس کسیکو ہمارے اس بیانکی تصدیق منظور ہو وہ کلکتہ ریویو - انڈین شریوری آگرہ اخبار وغیرہ وغیرہ کی پرانی جلدین نکال کر دیکھ لے اور کم سے کم سر ہنری لارنس - سر جان میلکم - وغیرہ کے مضامین غور سے پڑھ لے - پس - ملک کی تعلیم یافتہ اور اہل الرائے گروہ کی پندرہ سولہ برس کی مسلسل کوشش اور ملکی دولت کے جزء کثیر کے صرف سے اب اگر کوئی نتیجہ نظر آتا ہو تو اسیقدر ہو کہ ملک مین مشاعرون - مناظرون یا مذہبی مناظرونکے عوض پولیٹکل مباحث پر کمیٹیان اور جلسے قائم و منعقد کرنے - اُنمین فصیح و بلیغ اسپیچین دینے - اور سرگرمی وجوش کے ساتھ گورنمنٹ کی تجویزون اور قانون پر اظہار خیالات کرنے کا ایک عام مذاق پیدا ہو گیا ہو - اخبارات مین کسیقدر زیادہ واقفیت اور باقاعدگی سے ہندوستانی اپنے خیالات اہم معاملات ملکی پر ظاہر کرنے لگے ہین اور ایک نیا لٹریچر اور نیا مذاق پیدا ہو چلا ہو -

(۱) یعنی وہ مخلوق جو پانی مین رہتی ہو (۲) وہ جو زمین پر رہتی ہو (۳) وہ جو پردار ہو زمین سے ہرایک کی جسامت اور وضع اُس خاص حالت پر منحصر ہو جسمین اُسکی بود و باش ہو اور جسطرح اُسکو نشو و نما حاصل ہوتا ہو اور جہانتک کشش ثقل کا اُسپر اثر ہو چنانچہ جو مخلوق کھانے کی محتاج نہین ہو اُسکو قدرت سے معنی نہین ملین ہم اُسے نباتات تصور کرسکتے ہین جنکی جڑ نہو جو حیوانات کی طرح متحرک ہون اور جنکو ہوا سے نشو و نما ملتا ہوا اور ایسی جاندار مخلوق بھی بعید از قیاس نہین ہو جسمین اعضاے انہضام نہون جو معدے سے محروم ہو اور کسی طرح ہمسے مشابہ نہو لیکن اس قسم کی وضع اور ترکیب سے یہ لازم نہ آئیگا کہ ایک مخلوق تخیل یا ادراک سے محروم ہو کیونکہ ایسی مخلوق کے واسطے دنیا بھی علیحدہ درکار ہوگی۔

ایک ایسے کرہ پر جیسا کہ مریخ ہو جسپر کرۂ ارض سے بالکل مختلف روشنی پڑتی ہو جو آفتاب سے بہ نسبت زمین کے بہت دور ہو جسکو آفتاب سے سُرخ - نیلی سبز یا زمردی شعاعین پہونچتی ہین اگر ہم ہوتے تو ہماری آنکھین ایسی نہوتین جیسی اب ہین ہماری موجودہ بصارت کے بجاے کوئی اس سے بڑھکر قوت ہوتی جس سے ہم وہ چیزین دیکھ سکتے جو اب ہم نہین دیکھ سکتے عجب نہین کہ ہماری آنکھین دو نہ ہوتین بلکہ شاید تین ہوتین یا ایک ہی ہوتی یا کچھ بعید نہین کہ کوئی اور ہی ذریعہ بینائی کا ہمارے پاس ہوتا ہمارے حواس اسوقت چھ ہین اب حواس خمسہ نہین بلکہ حواس ستہ محاورہ ہونا چاہیے کیونکہ علما ایک حس اور ایزاد کرتے ہین جو پٹھونکے متعلق ہو جس سے ہم اشیا کے اوزان محسوس کرتے ہین اور یہ سارے حواس ابتداے آفرینش سے ابتک بتدریج مکمل ہوے ہین لیکن اگر ہم مریخ پر ہوتے تو ممکن تھا کہ ان چھ کے بجاے ہمارے حواس ۷-۸-۹-۱۰-۱۲-یا ۲۵- ہوتے ہمکو صرف اتنے ہی حواس عطا ہوے ہین جنسے ہم ارضی سکونت کے قابل ہوے ہین ایک زمانہ وہ تھا جب سطح زمین پر کل خشکی کی جگہ پانی ہی پانی تھا اور جسقدر مخلوق آبادتھی اُسکے بیش نہ تھی لیکن بتدریج خشکی اور اسکی مخلوق کو نشو و نما ہوئی اور جانداروں کی تکمیل ہوتی گئی چنانچہ قدیم زمانے کے مردہ جانور جو پہاڑونکی چوٹیون اور دیگر مقامات پر ملے اُنسے اُسکی کامل تصدیق ہوتی ہو پر دار ہونا ایک بڑی بھاری نعمت ہو اور پرندون کو ہمپر یہ فوقیت حاصل ہو علماے سائنس کا اتفاق ہو کہ ابتک کرۂ ارض پر صرف چوپایون مین ترقی کا سلسلہ محدود رہا ہو اگر پرند و نپر یہی عمل جاری رہتا تو ہماری روح اس بدن مین نہ رہتی بلکہ کسی پردار بدن مین سکونت پذیر ہوتی مخلوق کی جسمانی ترکیب پر کشش ثقل اور اجزاے ترکیبی کی کثافت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہو سمندر مین جیوانون کا بوجھ بقدر مساوی الحجم پانی کے کم ہوجاتا ہو اور اسی سبب سے وہیل مچھلی کیسی عظیم جسامت اُنکو حاصل ہوجاتی ہو لیکن خشکی پر ایسا عمل آسان

دونون عملونسے بنتی ہین یعنی قدرتی بھی ہین اور باشندگان مریخ نے بھی انمین حسب خواہش ترمیم کی ہو ہان اسمین شک نہین ہو کہ یہ نہرین نہایت کارآمد ہین اور طغیانیون مین انکی بدولت ایک قسم کی ترتیب اور قاعدہ پیدا ہو جاتا ہو۔

مریخ پر ہر ایک موسم گرما مین برف پگھلنے سے پانی کو افراط کے ساتھ یہ نہرین دور دور پہونچا دیتی ہین اور اسطرح کل کرہ پر مخلوق کا انتشار ہو جاتا ہو ایسے موسمون مین اکثر نہرونکے کنارون پر بیشمار سبزہ دکھلائی دیتا ہو جابجا کائنات مین جان معلوم ہوتی ہو اور جبتک کل برف پگھل نہ جاے یہی حالت رہتی ہو اسکے بعد یہ نہرین تنگ ہو جاتی ہین سبزے اور نباتات کی جو سیاہی نظر آتی ہو وہ غائب ہو جاتی ہو اور قدرتی زرد رنگ پھیل جاتا ہو جب یہ نہرین صاف دکھلائی نہین دیتی اُسوقت ہمکو معلوم ہو جاتا ہو کہ انمین پانی بالکل خشک ہو گیا یا بہت ہی کم رہ گیا ہو کیونکہ اکثر ایک تاریک خط بھی کسیقدر گہرے زرد رنگ کا ان نہرونکی جگہ نظر آتا ہو جسمین خشکی کے رنگ سے خفیف ہی اختلاف رہتا ہو اور جس سے ثابت ہوتا ہو کہ ان نہرون مین براے نام سی پانی رہ گیا ہو۔

پانی کے علاوہ بھی ایک چیز ایسے موقعو نپر سطح مریخ پر دیکھی گئی ہو اور یہ نباتات ہین جو رطوبت سے نہایت سُرعت سے پیدا ہو جاتے ہین اور تمام نہرونکے کنارونپر اُنکی کثرت بے اندازہ ہوتی ہو بہرحال یہ ظاہر ہو کہ مریخ پر نظام آبی ہماری زمین کے نظام آبی سے بالکل جُدا ہو وہان بادلون چشمون دریاؤن وغیرہ سے یہ عمل نہین آتا بلکہ برف اور ایک خاص قسم کی نہرون سے جو جابجا کرۂ مریخ پر پھیلی ہوئی ہین۔ قطبی برف پگھلتی ہو اور ان نہرونکے ذریعے سے پانی نہایت ترتیب سے تقسیم ہوتا ہو گرمی مین پھر عمل تبخیر جاری ہوتا ہو اور بخارات قطب پر برف کی صورت مین منتقل ہو جاتے ہین۔

اس سے ظاہر ہو کہ مریخ پر جاندار مخلوق کثرت سے موجود ہو جو بعض حالات مین ہم سے موافق اور بعض مین ہم سے مختلف ہو اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہو کہ آیا جو کچھ ترقی ہم نے اب سائنس مین کی ہو اس سے ہم اس ستارہ کے باشندونکا بھی کچھ اندازہ کرسکتے ہین دیگر اجرام فلکی پر انسانون کی موجودگی کا مسئلہ ایسا ہو کہ اسوقت تمام سائنس اسپر متوجہ ہو لیکن اسکو چھیڑنے سے پہلے ہمکو یہ تحقیق کرنا ضروری ہو کہ خود ہمارے کرہ پر سب سے پہلے کسطرح جان پیدا ہوئی وہ قوانین کیا ہین جنسے اسکی تکمیل ہوئی اور کیون بنی آدم کی وضع ایسی ہو جیسی کہ ہم دیکھ رہے ہین۔

اگر کرۂ ارض کی کل جاندار مخلوق کو ہم دیکھین تو اُسکے تین بڑے اقسام ہمکو معلوم ہوتے ہین

ہین دوروں کے برابر بھی حقیقت نہین رکھتے اس مین کسیطرح کا کلام نہین کہ ہر ایک امر سے ابتک ہمکو یہی یقین ہوا ہو کہ مریخ بہ نسبت زمین کے عمر رسیدہ ہو جسامت کے کم ہونے سے یہ جلد تر سرد ہو کر منجمد ہو گیا ہو اور اب ایسے لوگ رہتے ہین جو ہر طرح نہ صرف قدرتی قوانین کے زیر عمل ہین بلکہ علوم و فنون کی ترقی مین ہم سے بہت بڑھے ہین لیکن ابھی یہ امر تحقیق ہونا باقی ہو کہ وہ کیا ہین اور کیسے ہین مگر ہم مایوس نہین ہین ہمکو ہر طرح امید ہو کہ ایک دن یہ امر بھی بالکل تحقیق ہو جائیگا کیونکہ کیا ممکن نہین ہو کہ ایک دن ہمارے کرۂ ارض اور مریخ مین سلسلۂ خبر رسانی کسی صورت سے مکمل ہو جاے اور جب ایسا ہو جائیگا تو ہم کسی چیز کے محتاج نہ رہین گے ابھی چند سال کا عرصہ ہوا ہو کہ اٹلی کے ایک حکیم نے جو علم ہیئت کا زبردست عالم ہو تیس سال کے مشاہدات کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہو کہ جب مریخ زمین کے قریب گردش کرتا ہوا آتا ہو تو اسکے گرد کی ہوا مین ایک سلسلہ نہایت تیز روشنی کے حرفون یا اشارون کا دکھائی دیتا ہو یہ سلسلہ ایسا قریب اور منقسم ہو کہ حکیم مذکور نے قیاس کیا کہ جو لوگ مریخ پر رہتے ہین وہ ہم سے زیادہ عقیل اور طاقتور ہین اُنکو ہمارے کرہ کا اور اُسکی آبادی کا حال معلوم ہو اُنکے پاس بجلی سے بھی زیادہ تیز روشنی موجود ہو جو اسوقت تک ہمکو میسر نہین ہوئی اور عجب نہین کہ مریخ کے باشندے زمین کے باشندون سے ہمکلام ہونے اور نامہ و پیام جاری کرنے کی غرض سے اس روشنی سے حروف یا اشارے بناتے ہون تاکہ ہم اُنکو سمجھین اور جواب دین شاید وہ وقت آجاے کہ ہم بھی اس قسم کی روشنی مہیا کر سکین اور اُنکے اشارون کو سمجھکر جواب دے سکین ۔

اصلیت و خلقت انسان

ذیل کا مضمون انگلستان کے مشہور عالم و فلسفی جارج ہیرس ایل ایل ڈی کی کتاب "نیچر اینڈ کانسٹیٹیوشن آف مین" سے ترجمہ کیا گیا ہو ۔ ہمارے خیال میں ہندوستانکے موجودہ زوال کا بہت بڑا سبب فلسفہ سے لاعلمی ہو لہذا ضرورت ہو کہ فلسفیانہ معلومات کو ترقی دیجاے ۔ چونکہ فاضل مصنف نے انسانکو اپنی اصلیت سے آگاہ ہونیکی بے انتہا ضرورت بیانکی ہو اسلیے اگرچہ اس مضمون مین کوئی جدت و دلچسپی نہین تاہم ایک نظر دیکھ لینے کے قابل ہو ۔ اگر ہمارے معزز ناظرین پسند فرمائینگے تو ہم معمولاً اس مذاق کا ایک مضمون درج خدنگ نظر کرتے رہینگے ۔ ‏ ایڈیٹر

جن امور پر انسان توجہ کرتا ہو اور جنکے ذریعے سے وہ عجیب و غریب قوتین اور صلاحیتین جو انسانیین

نہین ہو اسی سبب سے یہان ہاتھی سے زیادہ بڑا حیوان دستیاب نہین ہوتا اور اُسکے واسطے بھی اب ترقی محدود ہو واقعی بات یہ ہو کہ کشش ثقل مخلوق کی جسامت ترقی کی مزاحم ہو۔

یہی وجہ ہو کہ پرند اس جسامت تک نہین پہونچ سکتے جو انسانکے مساوی یا قریب قریب اُسکی برابر ہو عقاب وغیرہ جسقدر بڑے بڑے پرند ہین سب کے واسطے کشش ثقل کی ایک حد مقرر کر دیگئی ہو اگر کشش ثقل ہمارے کرۂ ارض پر اتنی زبردست نہ ہوتی تو پرندونکی جسامت صورت موجودہ سے بہت بڑھکر ہوتی اسیطرح کل عالم کی ترقی کا سلسلہ زیادہ مکمل ہوتا انسان آج پردار ہوتا اور اسیطرح ہم اس سلسلے کو جہانتک چاہین قیاس اور تصور مین بڑھا سکتے ہین بہرحال یہ ثابت ہو چکا ہو کہ ہمارے بدن اور ہمارے قوی بالکل جسم ارضی ضروریات کے موافق ہین اور مریخ کی باشندون سے ہم لگا نہین کھا سکتے وہ ہم سے مختلف ہین۔

مثلاً مریخ پر (چونکہ وہان اجسام بہت ہلکے ہین) انسانکو اگر پر لگ گئے ہون تو کچھ تعجب نہین اور بعید نہین کہ اس ستارے کے باشندے پرندون کیطرح ہوا مین پرواز کرسکتے ہون۔ لیکن اس نتیجے سے یہ لازم نہین آتا کہ اُن لوگونکی شکل چڑیون یا عام طائرون کی سی ہوگی۔ ہرگز نہین کیونکہ آخر چمگاڈرین بھی تو پردار ہین اُنکی شکل اور تمام طائرون کی شکل مین کسقدر فرق ہو ہم ہر ایک چیز تصور کرسکتے ہین لیکن ثابت کچھ نہین کرسکتے اور اس سے یہ بھی اغلب ہو کہ جو کچھ ہم یہان کرۂ ارض پر تصور کر رہے ہین مریخ پر اسکی اصلیت کچھ اس سے بھی مختلف ہو۔

ایک طرف تو ہم دیکھتے ہین کہ باشندگان مریخ کا ہلکاپن اُنکی پرواز بناوٹ کیواسطے مفید ہو لیکن دوسری طرف ہمکو معلوم ہوتا ہو کہ ہوا اسقدر رقیق ہو کہ اس بوجھ کو بمشکل برقرار رکھنے کے قابل ہو باوجود اسکے ہم اپنے کرۂ ارض کو دیکھتے ہین کہ بڑے بڑے جسیم پرند آسانی سے پرواز کرسکتے ہین انمین سے اکثر ہمالیہ کی چوٹیون سے بھی اوپر دیکھے گئے ہین جہان یہ اپنے وسیع بازوونکی امداد سے باسانی پرواز کرسکتے ہین۔

مریخ پر جو لوگ رہتے ہین وہ کیمیائی ترکیب مین بھی ہمسے مختلف ہونگے انسانکا گوشت مثل دیگر جانورون کے گوشت کے (کرۂ ارض پر) کاربن۔ ہائڈروجن۔ نائٹروجن اور اکسیجن سے مرکب ہو اور کچھ تعجب نہین کہ قدرت نے مریخ پر ایسے جاندار پرند بنائے ہون جو کاربن کے علاوہ کسی اور ترکیب سے مرکب ہون مثلاً ممکن ہو کہ بجائے کاربن کے سلیکین اس ترکیب کی بنیاد ہو جسطرح کہ ہماری ترکیب کی بنیاد کاربن ہو کائنات لامحدود ہو اور ہم اُس

چاہیے گو کہ ہمارا گمان یہی کیون نہو کہ ہم آسمان کی خبر لا سکتے ہین۔ لیکن اگر ہم ان ستارون اور سیارون تک جو ہمین دور سے نظر آتے ہین اُڑ کے نہین پہونچ سکتے تو اس امر مین ہمین کون مانع ہو کہ ہم ان کُرون کی سطح ظاہری کی تحقیقات ان ذرائع سے کرین جو عقل کی مدد اور فلسفہ کی روشنی مین ہمکو بہم پہونچے ہین۔ اسیطرح گو کہ ہم کسی چیز کی جو خلق ہوئی ہو اصلیت نہین دریافت کر سکتے اور نہ اُس جوہر اصلی کو تحقیق کر سکتے ہین جس سے وہ خلق ہوئی ہو تاہم اس سے یہ نہین لازم آتا کہ ہم اُسکے ممکن الحس اور ممکن المس اوصاف کی بھی تحقیق کرنے مین تامل کرین لہذا کسی چیز کی اصلیت نہ دریافت کر سکنے سے یہ نہین لازم آتا کہ ہم اُسکی اصلیت کے اُن معاملات کو دریافت کرنیکی بھی کوشش نہ کرین جنھین اپنی موجودہ ضعیف قوتون کے ذریعے سے ہم تحقیق کر سکتے ہین۔

دنیا اور اُسکی مخلوقات ذیروح وغیر ذیروح۔ ذیعقل وغیر ذیعقل سبکے واسطے ایک پیدا کرنے والا یا خالق لازمی ہو۔ جسکا وجود اُنکے وجود کے پیشتر سے ہو جسکی قوتین اور قدرتین اس اہم کام کے لیے کافی ہون۔ اور جسمین وہ اوصاف جو اُسنے اپنی مخلوق کو عطا کیے مساوات یا برتری کے درجے پر موجود ہون۔ چونکہ اُسکا وجود عالم امکان کی تمام چیزون کے پیشتر سے ہونا لازمی ہو لہذا یہ بھی ضروری ہو کہ وہ خود ہی اپنے وجود کا سبب ہو۔ اگر ایسی ذات کا وجود جملہ مخلوقات ذیروح وغیر ذیروح۔ ذیفہم وغیر ذیفہم کے پیشتر سے تھا تو اُسی ذات کو باقی تمام موجودات کا بانی اور خالق سمجھنا چاہیے ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ یہ کل موجودات از خود پیدا ہوئی اور یہ محض لغو ہو کیونکہ اس صورت مین ہر چیز کا وجود بہ سبب اسکے کہ اُسمین اپنے خلق کرنیکی قوت ہو اپنے خلق ہونے کے پیشتر سے ہونا چاہیے اور یہ غیر ممکن ہو۔ علاوہ برین ایسی قوت کی موجودگی مین جسکے سوا کسی ذریعے سے عمل خلقت نہ انجام پا سکتا ہو کسی چیز کے بابت یہ کہنا کہ وہ از خود وجود مین آگئی محض مہمل خیال ہو۔

اسکے ماورا اگر دُنیا خود رو بھی مان لیجاے جو بالکل خلاف قیاس ہو تو اُسکے غیر ذیروح اور لا یعقل مادّی حصّے کے عمل اور نظام کے واسطے کسی قوت کا وجود لازمی ہوگا اور اسبات کی بھی ضرورت ہوگی کہ کوئی ایسی عامل اور مُدرک قوت موجود ہو جو عمل خلقت اور بالیدگی کو جاری رکھے اور جسے خلق کرنے کی قابلیت اس دنیا مین نہین ہو سکتی بلکہ جسکا بانی وہی خالق بزرگ و برتر اور قادر مطلق ہو سکتا ہے۔

بہ کثرت پائی جاتی ہین اور استعمال مین آتی ہین اُنمین سے کوئی امر ایسا قابل توجہ دلچسپ اور اُس کی دماغی قوت کو بڑھانیوالا نہین ہو سکتا جیسا خود اُسکی خلقت کا مسئلہ اور جو صلاحیتین اُسمین پائی جاتی ہین اُنکو صحیح طور پر استعمال مین لانیکا کوئی سچا اصول دریافت کرلینے کی کوشش۔ گو کہ ابتدا مین یہ مسئلہ بہت ہی مشکل۔ دقیق اور سخت معلوم ہو لیکن یہ دیکھکے کہ انسان کو خود اپنی اصلیت سے ماہر ہونیکی کسقدر ضرورت ہو ہمین اس مسئلہ پر غور کرنیمین تامل نہ کرنا چاہیے بلکہ اُسکا مشکل ہونا بالعوض ہمین بدول کر دینے کے ہماری زیادتی کوشش کا باعث ہونا چاہیے۔ یہ مسئلہ ایسا ہی جس مین بڑے سے بڑے دماغ کو اپنی کوششونمین ناکامی نظر آسکتی ہو لیکن اسکے ساتھ ہی یہ مسئلہ ایسا بھی ہو جسمین چھوٹے سے چھوٹا دماغ اُن اُمور مین اپنی دماغی قوت صرف کرکے استفادہ اُٹھا سکتا ہو جنمین ہر شخص کو بہ لحاظ فوائد مساوات کا درجہ حاصل ہو۔ گو کہ یہ ایک ایسا بحر بے پایان ہو جسکی اصلی تہ تک عقلمند سے عقلمند بھی نہین پہونچ سکے لیکن بہت کم ایسے بھی لوگ ہونگے جنھون نے اس بحر رحمت مین غوطہ لگایا ہو اور کوئی دُرِ مقصود ایسا نہ پایا ہو جس سے اُنکی تمام زحمتون کا بدرجۂ احسن معاوضہ ہو جاے۔ لیکن اصل یہ ہو کہ چاہے انسان اس دنیا مین اس مسئلے کی تحقیقات مین اعلےٰ سے اعلےٰ درجے پر کیون نہ پہونچ جائے اس امر کا حقیقی علم اُسے اُسیوقت ہو سکتا ہو جب اس عالم فانی سے عالم جاودانی مین پہونچے فی الحال تو ہمارے ہر طرف تاریکی ہو جس مقام پر ہم مین سے ہر ایک کو جانا ہو وہین پہونچکر ہماری یہ تمنا بھی پوری ہوگی۔

منحصر مرنے پہ ہو جسکی اُمید نا اُمیدی اُسکی دیکھا چاہیے۔

ذیروح وغیر ذیروح کے خلق ہونے کے راز کو دریافت کر لینا۔ اُن قوتون کو معلوم کرلینا جو اس عمل مخفی کو جاری رکھنے اور کامل کرنیمین استعمال کیجاتی ہین اور یہ سمجھ لینا کہ کسطرح عدم محض سے مادہ پیدا ہوا صورت اختیار کی۔ ہاتھ پاؤن پیدا کیے جان پڑی اور ایک مخلوق ذیعقل وجود مین آگیا۔ یہ ایسے مسئلے ہین جنکی تحقیقات کرنا ہمارے احاطۂ امکان سے باہر اور جنکا کامل علم حاصل کرنا انسانی قوت سے بعید ہو۔ اس معاملے مین ہماری ناواقفیت نہ صرف زیادہ بلکہ درجۂ کمال کو پہونچی ہوئی ہو ہمارا عجز نہ صرف غیر محدود بلکہ ایسا ہو جسے بالکل نا اُمیدی کا درجہ حاصل ہو۔ نہ ہماری موجودہ قوتین ان مسائل کی تحقیقات کے مناسب ہین نہ ہمارے پاس ایسا سامان ہی موجود ہو جس سے ہم اپنی تحقیقات کی عمارت کو تعمیر کر سکین اگرچہ ہم مین اس اہم کام کو انجام دینے کی قابلیت بھی کیون نہ پائی جاے۔ چونکہ ہم اس خاکی دنیا کی رہنے والے ہین لہذا ہمین زمین ہی پر چلنے پھرنے پہ قناعت کرنا

گو کہ مسئلہ وجود باری تعالی نہایت ہی دقیق اور سخت ہو لیکن اتنی بحث اس مسئلے پر اس لحاظ سے کیگئی کہ خود انسان پر غور کرنے اور خاصکر اُسکے بہترین اوصاف اور عمدہ ترین حصہ وجود یعنی عقل و وجود روحانی پر خوض کرنیکے بیشتر وجود باری تعالی پر تھوڑا سا غور کر لینا ضروری تھا۔

چونکہ روح انسان کا اصل حصہ ہو لہذا انسان پر غور کرنے مین سب سے پہلے روح کا خیال آتا ہو بہت لوگونکا قول ہو کہ یہ مسئلہ اُن صلاحیتون کے لحاظ سے جو انسان مین پائی جاتی ہین غور کرنے کے قابل اور فلسفیانہ تحقیقات کے لائق نہین ہو۔ ایسے مسائل کا حل ہونا مشکل ضرور ہو لیکن یہ خیال اُنکے حل کرنیکی حتے الامکان کوشش کرنے مین مانع نہ ہونا چاہیے۔ ایسے مسائل کیطرف جو اسقدر کم توجہی ہوگئی ہو بلکہ یہ مسائل جو اسقدر ذلیل سمجھے جانے لگے ہین یہ موجودہ زمانے کا نقص اور موجودہ نسل انسانی کا قصور ہو جسنے اُنکی اس تذلیل کو گوارا کر لیا نہ یہ کہ یہ مسائل دراصل ذلیل ہوگئے۔ اگر دنکے وقت بلا مدد آلات کے ہمین اجرام فلکی نظر نہین آتے تو اسکی یہ وجہ نہین ہو کہ دنکے وقت وہ آسمان پر سے معدوم ہو جاتے ہین بلکہ اسکا یہ باعث ہو کہ ہماری آنکھون ہی مین اتنی صلاحیت نہین کہ آفتاب کی چمک کے مقابلے مین اُنھین دیکھ سکین۔ اگر ایسے مسئلون کی تحقیقات مین شاذ لوگ کامیاب ہوے تو ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہو کہ کُل بڑے بڑے عقلا اور ذہین ایسے مسئلو نپر غور و فکر کرتے چلے آئے ہین۔ اگر اس قسم کی تحقیقاتین یہ کہکر متروک کر دی جائین کہ انمین بے انتہا غور و فکر کی ضرورت ہو تو گویا اصل کو دریافت کرنے اور علم کو ترقی دینے کی کوششونکی ممانعت کرنا ہو۔ اگر ایسی دقیق اور عمیق قسم کی تحقیقاتین موجودہ اوچھے طرز تحصیل علم کے نامناسب کہی جاتی ہین تو یہ زمانہ قابل الزام ہو نہ کہ وہ تحقیقاتین۔ اگر یہ کہا جاے کہ ان مسائل پر غور کرکے جو کچھ معلوم ہوتا ہو وہ مشکوک رہتا ہو اور اُسکی صحت کے بابت پورا اطمینان نہین ہوتا تو کوئی صاحب یہ فرمائین کہ کس سبجکٹ پر غور کرکے انسان ایسا نتیجہ نکال سکا ہو جسکی بابت یہ کہا جاسکے کہ یہ یقینی درست ہو؟ مادے کی بابت ہم بہت غور کرتے رہے ہین لیکن اگر دراصل دیکھا جاے تو مادی مسائل کی بابت جو نتائج ہمنے نکالے ہین وہ ذہنی مسائل کے نتائج کے بہ نسبت کچھ ہی زیادہ قابل اطمینان ہین جسم کی تحقیقات مین روح کی تحقیقات سے کچھ ہی زیادہ کامیابی ہمکو حاصل ہوئی ہو۔ تاہم یہ یقینی ہو کہ ہمارا جوہر اصلی ضرور اس قابل ہو کہ ہم اُسے جاننے کی کوشش کرین۔ اگر ہم ذہنی مسائل پر غور کرنا اسوجہ سے ترک کردین کہ اُنمین ہم ویسے نتائج نہین نکال سکتے جیسے نکالنا چاہتے ہین تو ہمین علم ہیئت کو بھی ترک کر دینا چاہیے جسکا درجہ مادی علوم مین اعلے ترین ہو۔ اگر ہم اپنے روحانی وجود

لہذا دُنیا کے جملہ موجودات۔ مخلوقات اور قوتوں کا بانی بذریعۂ خلق یا اور طرحسے وہی خالق مطلق ہوسکتا ہو جسکی ذات برتر۔ جاودانی۔ مقدم اور قادر مطلق ہو۔ اُسی نے تمام چیزین پیدا کین اسی سے تمام چیزون نے بناء پائی۔ وہی جملہ موجودات کو عالم وجود مین لایا۔ اُسی نے اصل مادّے کو خلق کیا اور وجود مین لایا اور وہی اُس عقل وفہم کا بانی ہو جسکے ذریعے سے انسان اُسی مادّے کے مختلف انواع کو ترکیب دیکے نئی نئی چیزین ایجاد اور نئے نئے مرکبات تیّار کرسکا۔ لیکن انسان کوئی چیز خلق نہین کرسکتا۔ یہ قدرت صرف خدا ہی مین ہو۔ اُسی قادر مطلق نے وہ قوت تولید عطا فرمائی جس سے وہ تمام مخلوقات جو دوسرے مخلوقات سے پیدا ہوے عالم امکان مین آئے۔ یہی ذات اُسی خالق مطلق کی ہو جو تمام موجودات ذیروح وغیر ذیروح مادّی اور روحانی کا بانی۔ مولّد اور ہادی ہو۔

سقراط فرماتا ہو تمام چیزونکے تین اصول ہین خدا۔ مادّہ اور خیالات۔ خدا عالم کی عقل ہو۔ مادّہ وہ حصہ ہو جو ذریعۂ نسل ہوتا ہو اور وہی تغیر قبول کرکے خراب ہوجا سکتا ہو۔ خیال ایک مجرد چیز ہو جسے عقل خدا کہا جاتا ہے اور خدا دنیا کی عقل ہو۔ اُسی کا یہ بھی قول ہو کہ خدا سب سے برتر جو عالم کا رہنما اور حاکم ہو ظاہر ہوتا ہو اپنے کامون مین۔

سسرو کہتا ہو "جب ہم آسمانونکو دیکھتے اور اجرام فلکی پر غور کرتے ہین تو اس سے زیادہ کون بات صاف اور بدیہی ہوسکتی ہو کہ کوئی برتر ربّانی عقل ضرور ہو جو ان سب کا انتظام کرتی ہو"

بیھمن۔ خدا کی شان مین کہتا ہو کہ نہی وہ اصلی جڑ یا بنیاد ہو جہانسے دیگر انواع اقسام کے اجسام اور چیزین وجود پاتی ہین۔۔ نہ اسطرح جسطرح کوئی مادّی قوت کسی چیز کو پیدا کرے بلکہ جس طرح اعلے قوت سے دیگر اشیا وجود پائین"

لاک کہتا ہو" وجود خدا کا علم وہ سب سے زیادہ بدیہی امر حق ہو جو عقل انسانی نے دریافت کیا اور اُسکا ثبوت مسائل ریاضی کے نتیجون کی طرح یقینی ہو"

سر آئیزک نیوٹن کا خدا کے بابت قول ہو "ہمکو علم ہوتا ہو اُسکا اُسکی صفات و اوصاف سو چیزون کی نہایت ہی عقلمندانہ اور عمدہ قطع سے اور قطعی اسباب سے"

کینٹ کہتا ہے "جس چیز کی رد نہ ہو وہ ممکن ہو۔ اور چونکہ خیال وجود باری تعالے کی رو نہین پائی جاتی کیونکہ وہ اصل کل ہونے کی وجہ سے نفی اور رد سے بری ہے لہذا اُسکا تجربہ ممکن ہے"

اصلاح معاشرت

(نمبر۲)

قبل اسکے کہ ہم مسلمانون کے تمدن و معاشرت کے متعلق لکھنا شروع کرین بہتر معلوم ہوتا ہی کہ معاشرت کے اُن چند مسایل کی طرف توجہ کرین جنپر بلا لحاظ قومیت و مذہب عالمگیر طور سے ہندوستان بھر مین ایک طوفان بے تمیزی برپا ہی - اسمین تین چار مسئلے سب سے زیادہ قابل لحاظ ہین - پہلا مسئلہ یہ ہی کہ عموماً کُل بلاد مشرق مین اور خصوصاً ہندوستان مین مرد لوگ عورتون پر ظلم کرتے ہین - اُنکو جاہل رکھتے ہین - گھرون کی چار دیواری مین بند رکھتے ہین - باغ و بوستان کی ہوا کھانے - صحرا و مرغزار کی فضا دیکھنے - دشت و کوہسار کی سیر کرنے نہین دیتے - جسکی وجہ سے عورتو نمین طرح طرح کے معائب پیدا ہو گئے ہین اور اُنکی طبیعتو نمین دنارت اور جُبن - مکر و کید - کذب و فریب نے راہ پائی ہی - اور اسکا اثر یہ ہوتا ہی کہ ایسی عورتین جب ماں بنتی ہین تو اپنے بچونکو اچھی اُٹھان اُٹھا نہین سکتین اور یہی وجہ ہی کہ ہندوستان کی ہر قوم مین یہ ادبار و فلاکت کی شانین نظر آرہی ہین -

اگر اس مسئلہ کی تحقیق منطقی استدلال سے کام لیکر کیجائے تو سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ کیا یہ حکم مطلق ہی یعنے ہر مرد ہر عورت پر (جس سے اُسکا کسی قسم کا واسطہ یا تعلق ہی) ظلم کرتا ہی - مثلاً بیٹا اپنی ماں پر - باپ اپنی بیٹی پر - بھائی اپنی بہن پر - شوہر اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہی یا انمین سے کوئی خاص رشتہ اور تعلق محدود کیا جائیگا -

یہ بات تو بالبداہت ثابت ہی کہ ایسا حکم مطلق نہین ہوسکتا کیونکہ جو لوگ بلاد مشرق یا مخصوص ہندوستان کے باشندونکی معاشرت سے واقف ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ اس ملک کے باشندے اپنی معاشرت مین عزیزانہ محبت و شفقت - ہمدردی و دلسوزی - اور سلوک و مدارات مین دُنیا کی کسی قوم سے پیچھے نہین - اور بالخصوص یہان جنس ذکور کی طرف سے جنس اناث کو اپنی ناموس و محل عزت سمجھنے مین طبائع نہایت ذکی الحس واقع ہوے ہین اور اگر کسی بدنظر اور بدکار شخص کی جانب سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جاتی ہے جس سے کسی عورت کی عصمت و پاکدامنی پر حملہ ہوتا ہی تو اتنی سی بات پر دو اور نزدیک کے

کے تحقیقات کی اس بناء پر ممانعت کر دین کہ جو نتائج ہم نکالینگے وہ ضرور نا قابل تسکین اور غیر محدود ہونگے تو ہمین تحصیل علم اخلاق کی بھی ممانعت کر دینا چاہیے جسکے سوا ہمارے پاس کوئی معیار اچھائی اور بُرائی مین تمیز کرنیکا نہین ہی جن مسائل کی تحقیقات مین ارسطاطالیس - فلاطون - سقراط - سُسرو - بیکن - لاک - ہابز - ڈس کارٹس - ہیمن - نیوٹن اور کینٹ کے ایسے عقلانے اپنی عمرین صرف کر دین وہ ایسے نہین ہو سکتے جو اعلےٰ سے اعلےٰ فلسفیون کے واسطے بھی نا قابل غور و توجہ ہو سکین -

کیا اسوجہ سے کہ بعض تحقیقاتین جو بے سلیقگی یا نادانی کے ساتھ کی گئین فضول ثابت ہوئین یا اُنکی وجہ سے ہمنے اور دھوکا کھایا تمام اس قسم کی کوششین متروک کر دی جانا یا ذلیل سمجھ لی جانا چاہئین؟ یہ تو ایسی ہی بات ہوگی کہ اگر بعض کانین بیکار ثابت ہون تو ہم زمین مین سونا چاندی کا تجسس ہی کرنا چھوڑ دین - غور و فکر کرنیکو ذلیل سمجھنا اور ترک کر دینا گویا اُس سیڑھی کو پھینک دینا ہی جسکے سوا کسی ذریعے سے علم کے اعلےٰ طبقات تک ہم پہونچ ہی نہین سکتے - غور کرنیکی ممانعت کرنا علم کی ترقی کو روک دینا ہی - غور کو ترک کر دینا ایجادات کے تسلسلے کو جو اسوقت تک ترقی کرتا جاتا ہی اسی مقام پر ختم کر دینا ہی - علاوہ برین اگر بعض لوگون کا ذہن ایسا کُند یا سمجھ ایسی موٹی مان لی جاے کہ اُنکے واسطے ایسے اعلےٰ درجے کے اور دقیق مسئلونپر غور کرنا اور کوئی نتیجہ نکالنا غیر ممکن ہی تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہی کہ تمام بنی نوع انسان ایسے مسائل پر غور کرنیکی نعمت سے محروم کر دیجاے؟ ایسے خیالات جنمین بڑے بڑے ذیعقل اور ذیفہم لوگ خوشی سے مشغول رہے معمولی انسانونکے واسطے خالی از نفع نہین ہو سکتے - لیکن اگر اس سب سے زیادہ ضروری مسئلہ یعنی خود انسانکو سٹڈی کرنے مین - خود اپنی خلقت کے تحقیقات کرنے مین ہم اس مادّی جسم کو اپنے وجود روحانی پر ترجیح دین اور جسم کی تحقیقات کیواسطے روح کی تحقیقات سے روگردانی کرین تو اصل کو چھوڑکے سایے سے لپٹ جانا اور مغز کو پھینک کے پوست اُٹھا لینا ہوگا -

باقی آئندہ

مثلاً یہ کہا جائے کہ تعلقات زناشوی مین شوہر اپنی بیویون پر۔ یا بھائی اپنی بہنون پر ظلم کرتے ہین۔ تو اولاً ہم یہی کہین گے کہ اس سے اسوقت کوئی بحث نہین کیونکہ اس سے بلاد مشرق مین مردون کا عورتون پر ظلم علی العموم ثابت نہین ہوتا۔ دوسرے اگر کسی خاص حالت کی قید لگائی جاتی ہی تو اُسکو صاف صاف بیان کرنا چاہیے کہ وہ کون رشتہ ہی جسمین چون وچرا ہو رہی ہی تب اُسکے متعلق کچھ غور کیا جائے اور اُسکے اسباب وعلل سوچے جائین۔

لیکن ہمکو اِس مقام پر ایک دوسری بحث سے بھی کام پڑتا ہی۔ یعنے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جسقدر ظلم ہی وہ ہرگز ظالمانہ نیت سے نہین۔ بلکہ ایک طرحپر بلا ارادہ محض تقلید آباواجداد اور اُن چند خیالات پر مبنی ہی جنسے نوع انسانی مین جنس اناث کم درجہ سمجھی گئی ہی۔ اور اُسکے تمام جذبات نہایت ناقابل لحاظ بلکہ زیر رکھنے اور اُبھرنے نہ دینے کی مستوجب تسلیم کرلیے گئے ہین۔

اول تو یہ سارا بیان خود ایک وہم اور قیاس سے زیادہ نہین۔ دوسرے دونون جنسون مین جو کچھ فرق امتیازی تقابل سے نظر آتا ہی اُسکی شانین مغرب اور مشرق مین یکسان ہین اور اہل ہند نے جو کچھ عورتونکی دماغی اور قلبی قوت اور احساس کی ذکاوت اور مشاغل کے اختلاف اور اُسکی وجہ سے رجحانات وخصایص کے عظیم تفاوت کے باب مین کہا سُنا ہے آج یورپ خود اُنھین خیالات کو دوسرے الفاظ مین تسلیم کرتا چلا جاتا ہی۔

اب جہالت کے الزام کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کسیقدر حق بجانب ہی۔ اصل حقیقت یہ ہی کہ اُنیسوین صدی مین پریس کی ایجاد اور آزادی مطابع کے قانون کے اجراء سے علوم کا جیسا وسیع اور عالمگیر طریقے سے نشو ونما ہوا ہی اور جس کثرت کے ساتھ ہر قسم کی معلومات اور جدید تحقیقات کی نشر واشاعت ہو رہی ہی اسکی کوئی نظیر عالم کی تاریخ اور اقوام واُمم سابق کی کسی دورے مین نہین مل سکتی۔ پس جب کل دُنیا کا بیشتر حصہ تاریکی جہالت مین پڑا ہوا تھا۔ خود اِسی ہندوستان مین مردونکی تعلیم کسی وسیع پیمانے پر نہ تھی تو اِس ملک کی عورتونکی جہالت ہرگز مورد الزام نہین ہوسکتی۔ یہان سلامتی سے جنس ذکور ہی کون بہت تعلیم یافتہ تھی جو جنس اُناث ہوتی۔ باینہمہ علوم وفنون کی تحصیل کے واسطے نہ کسی ملکی یا مذہبی قانون مین نہ کسی رسم یا رواج کی روسے کوئی ممانعت اِس بات کی ہے کہ عورتین اس آب حیات کے چشمے سے اپنی پیاس بجھا نہ سکین۔ ہان بیشک ہماری ملک کا

عزیزون۔ کنبے قبیلے والونمین ایک عجب جوش اور ہیجان پیدا ہوجاتا ہو اور اکثر اوقات۔ اُسکا انجام نہایت زبون ہوتا ہو یعنے بیشتر اُس شخص کی جان کی خیر نہین ہوتی جو ایسی جرأت کر بیٹھتا ہو۔

اگر کوئی شخص اس ملک کے معلمان اخلاق اور مقتدایان مذہبی کے حالات ومقالات کو اچھی طرح غور کرکے پڑھے سُنے تو اُسکو سب سے پہلے یہ بات بالیقین معلوم ہوجائیگی کہ جنس اناث کی حفظ مراتب۔ اُنکی خواہشون اور شوقونکی جائز تکمیل (قبل اسکے کہ وہ خود اُسکو زبان پر لاسکین) اور اُنکی بفراغت واطمینان زندگی بسر کرنے کے سامان مہیا کرنے کی کیسی شدید تاکیدین ہر وقت اور ہر زمانے مین نافذ ہوتی رہی ہین اور انہین نصایح واحکام کا یہ اثر عملاً پایا جاتا ہو کہ باہم کسقدر اختلاط اور کیسی عجیب۔ غریب اندازکی محبت دونون جنسون مین پائی جاتی ہو۔ اور شاید جسقدر وابستگی اور فریفتگی ایک کو دوسرے کے ساتھ اس ملک کے جاہل مردون اور جاہل عورتون مین نظر آتی ہو اُسکا عشر عشیر بھی یورپ مین باوجود تہذیب اور شایستگی کی اسقدر ترقی اور آزادی نسوان کے اتنے بے انداز ہوجانے کے بھی پائی نہین جاتی۔ اس ملک کی حالت پر نظر کرنے سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہو کہ ماؤن کا اپنی اولاد کے لاڈ پیار۔ اُنکے پروان چڑھنے کی امید۔ انکو خوشحال دیکھنے کی حسرت مین رنڈاپے کی مصیبتون کو ہنسی خوشی جھیل لیجانا۔ بہنون کا بھائیونکی محبت کے گیت گانا۔ اُنسے اپنے شرعی حقوق کی طلبگار و دعویدار نہونا۔ اور اُنکے مرنے پر خود اپنے سُہاگ کی اُمنگ کو مٹی مین ملادینا۔ اور بیویون کا ایک کا مُنہ دیکھکے دوسرے کے مُنہ دیکھ لینے کی قسم کھا بیٹھنا اور اُسکے فراق مین ہر ایک عیش وراحت کو خیرباد کہنا اور جمیع سامان آرائش وزیبائش کو بالائے طاق رکھ دینا۔ یہ خاص شانین ہین جو اس ملک کی ہر قوم مین تھوڑی بہت پائی جاتی ہین اور انسے انکار کرنا دن کے دن اور رات کے رات ہونے سے انکار کرنا ہو۔

لیکن کیا لطف ومحبت کے ایسے سچے اور پاکیزہ جذبات کسی ایسے گروہ یا جنس کے ساتھ انسان کے دلمین پیدا ہوسکنے اور ایسی مرمٹنے اور دُنیا تج دینے والی شانین دکھا سکتے ہین جو ظالم ہو۔ جابر ہو۔ سنگدل ہو۔ بیدرد ہو۔ اور حد مرتبہ نفس پرست ہو۔ پس ہمارے نزدیک اس قسم کا حکم علے الاطلاق لگادینا تو بداہت سے انکار کر بیٹھنا ہو۔ اب اگر مخصوص طور سے کسی خاص قسم کے تعلق اور واسطہ کی قید لگائی جائے۔

رہے کہ وہ خود محنت و مشقت کرکے اپنی عورتونکے کفاف کو مہیا کرتے رہین اور خدا نہ کرے کہ اس ملک مین وہ وقت آئے جب جنس اناث ایسی درماندہ ہو کہ اُسے کارخانونمین بارہ گھنٹے کام کرنے کے بعد روکھی سوکھی میسر آسکے - ہم یورپ کی اس تہذیب و ترقی کے اثر سے اپنے ملک کو کوسون دُور دیکھنا چاہتے ہیں جسکی وجہ سے نوجوان شریف زادیان بھی تا وقتیکہ خود ہاتھ پاؤن نہ تھکائین پیٹ پال نہین سکتین - اور جب تک مختلف کارخانون اور دفترونکی خاک نہ چھانین اور ہر مقام پر منیجر صاحب اور سپرنٹنڈنٹ صاحب کی نگاہ شوق کو اپنے روے زیبا کی زیارت سے مشرف نہ کرالین معیشت کا دروازہ نہین کھل سکتا -

بیشک اس ملک کے باشندے اپنے ناموس اور محل غیرت کو اہل یورپ کی طرح عرض بازار نہین کرتے اور بجز ایک محدود احاطہ کے اُنکو آزادی اور مطلق العنانی سے کوچہ و بازار کی خاک چھاننے اور آوارہ و خانمان خراب پھرنے نہین دیتے - لیکن اگر تقابل سوا الگ ہوکے صرف اس ملک کے اصلی تمدن پر نظر کیجائے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہانکے باشندون مین یہ جسقدر احتیاطین جنس اُناث کے گوشۂ عافیت مین رہنے سے متعلق کیجاتی ہین اُنکا اثر عالمگیر نہین ہو - بلکہ یہ اعلیٰ درجۂ تہذیب و شایستگی پر پہونچنے کے بعد شروع ہوتی ہین - یعنے خود اس ملک کے اُس طبقے کے لوگ جو اپنی اخلاقی حیثیت کو کسی بلند پایہ پر پہونچانا اور "عوام کالانعام" سے اپنے کو ممیز و ممتاز ثابت کرنا چاہتے ہین - وہی لوگ منجملہ اور دیگر باتونکے ایک یہ بات بھی کرتے ہین کہ اپنی عورتون کو مطلق العنان نہین چھوڑ دیتے اور اپنی شرافت اور عالی نسبی اور خاندانی اعزاز کا بقا و قیام اسمین منحصر جانتے ہین کہ نہایت خودداری اور کم آمیزی سے بسر کرین - اپنا ایک محدود دائرہ بنالین اور ہر ایک متنفس سے (گو وہ کسی حیثیت اور کسی درجے کا ہو) بہت جلد شیر و شکر نہو جائین - پس یہ لوگ خود بھی کچھ الگ تھلگ رہتے ہین - اور اپنی عورتونکو اپنے سے زیادہ الگ تھلگ رکھتے ہین - اور چونکہ اُنکی خاص معاشرت کے قائم ہو جانے سے اب مردون اور عورتونکے فرائض اور مشاغل معین ہو گئے ہین اسوجہ سے اب موجودہ حالت مین عورتونکو ایسی کوئی ضرورت بھی داعی نہین ہوتی جس سے اُنکو باہر نکلنے کے بغیر چارۂ کار نہو - اتنو مدت سے مرد لوگ عادی ہو گئے ہین کہ وہ خود عورتونکی ایسی تمام تمام ضرورتونکو پورا کردیا کرین جنکی وجہ سے باہر نکلنا - بازار وغیرہ جانا لازم ہوجاتا ہو - اور اسکے مقابلے مین اُنھون نے خانگی

تمدن اور ہماری خانگی معاشرت ایس انداز کی واقع ہوئی ہو کہ جسمین اگر مجموع کا کوئی حصہ جاہل بھی رہجائے تو اُس سے جمہور کے فوائد پر کوئی مضر اثر پڑ نہین سکتا۔ یہ ایک زراعتی ملک تھا۔ اور یہان سامان معیشت کے قدرتی ذرایع اس کثرت سے تھے کہ نہایت تھوڑی محنت سے معمولی بسر برد کے لوازم بہم پہونچ سکتے تھے اور عام طور سے باشندگان ملک مین ایک خلقی غنا اور جبلی آسودگی و قناعت کا مادہ ایسا موجود تھا کہ اُنکو زیادہ تگ و دو کرنے اور زمین کا گز بننے کی حاجت ہی نہ تھی۔ پھر بھی ملک مین ایسے عالی دماغ اور نازک خیال لوگونکی کمی نہ تھی جو دوسرونکے واسطے اسرار ازل کے انکشاف اور حقائق اشیار کی تحقیقات پر ہمہ تن مصروف رہتے اور ہر قسم کے علوم و فنون کی ترقی اور رموز فطرت و کنہ حقیقت دریافت کرنے مین دن رات دماغ سوزی کیا کرتے۔ اور یہ گروہ جنسی فوائد کے لحاظ سے ذرہ برابر خود غرض اور نفس پرست نہ تھا بلکہ اپنی تمام معلومات سے دونون جنسونکو یکسان مستفیض کرتا اور دونون کی حاجتون پر نظر رکھا رہتا تھا۔ مثلاً ایسا کبھی نہین ہوا کہ محققین اجسام انسانی نے صرف مردونکے جسمون اور اُنکی بیماریون اور اُنکی علاجونکی تحقیق تو کی ہو لیکن عورتونکے درد دُکھ کا کچھ لحاظ نہ کیا ہو۔ پس اگر مجموعی حالت سے دیکھا جائے تو ماننا پڑیگا کہ عورتون کو مردون نے تحصیل علم کی محنت سے علیحدہ رکھا اور خود اپنے اوپر یہ تکلیف گوارا کی کہ علوم و فنون سے جو فائدے اُٹھانا چاہیے تھے اُنمین اُنکو اپنے برابر شریک کیا اور اُنکے واسطے بھی خود ہی محنت کی۔ یعنے مردون نے اپنے اور اپنی عورتونکے واسطے محنت و مشقت کی اور عورتونکو بلا شرط خدمت اُس محنت و مشقت کے ثمرات سے بہرہ مند کیا۔ یہ تو اُس زمانے کا ذکر ہو جب خود مردونمین عام طور سے تحصیل علم کا نہ ذوق و شوق تھا نہ اُنکو اسکی زیادہ ضرورت تھی۔ لیکن اسی اُنیسوین صدی مین اہل یورپ کے اختلاط سے جب لوگونکی آنکھین کھلین تو مردون اور عورتون مین یکسان طور سے معلومات عالم سے واقف ہونے کی ایک تحریک پیدا ہوئی اور اب مختلف ذریعون اور طریقون سے اس مطلب کے مطابق رسد کا سامان جمع ہو رہا ہو۔ لیکن اس ملک کے مقامی حالات اور مخصوص طرز معیشت کی وجہ سے اسکی گنجائش نہین ہو کہ یہان عورتون مین اُس اعلی درجے کی تعلیم جاری کیجائے جسکا رواج یورپ مین ہو۔ اور ہمارے نزدیک تو اسکی ضرورت بھی نہین۔ بلکہ ہم تو خدا سے یہی دعا کرتے ہین کہ ہمارے اہل ملک مین یہ ہمت برقرار

تشنگی پر ناز کرتا ہی تو اُسے ناز کرنے دو۔ اُسکے فتوحات اور اُسکے سارے جیتے جاگتے ثمرات اُسے مبارک رہین۔ ہم اپنی اسی "عشوہ و ناز و کرشمہ" پر مٹے ہوے ہین جسے شیخ سعدی نے اہل ہند کے واسطے مخصوص کیا ہی۔ اور جسنے آج ہمارا یہ حال کر رکھا ہی کہ

جہان نرگستان بیتو شہر کوری نماید

اب اُس نتیجے پر نظر ڈالنا چاہیے جو ہمارے اِس مخصوص نظام معاشرت سے پیدا ہوتا ہی۔ بیشک ہم لوگونکا موجودہ تنزل۔ ہماری گردنونپر یورپین حکومت کا جُوا رکھا ہونا ہمارا علم و ہنر مین دُنیا کی قومون سے بہت پیچھے رہنا۔ یہ ساری شانین فلاکت اور تباہی کی ہین۔ لیکن یہ کچھ ضرور نہین کہ اِسی تباہی کے اسباب و علل کے بیان کرنے مین جس کسیکا جو دل چاہے لکھ ڈالے اور اُسے سب لوگ آیت حدیث سمجھ لین۔ ہان بیشک ہمکو اسکے واسطے پہلے اپنی ملکی تاریخ سے کامل واقفیت اور تاریخ عالم اور اُن اصول سے کماہی آگاہی ضرور ہی جو اقوام و امم کے ترقی و تنزل پر موثر ہوتے ہین۔ ہم ہرگز اس بات کے تسلیم کرنے کے واسطے تیار نہین کہ ہندوستان جنت نشان جو ہمیشہ سے اپنی زرخیزی کے سبب اقوام عالم کا جولانگاہ رہا ہی اُسمین حکومتونکا اُلٹ پلٹ محض محکومونکے نظام معاشرت کی ایک خاص حالت پر موقوف و منحصر سمجھ لین۔ برخلاف اسکے ہم دیکھتے ہین تو اگرچہ اِس ملک مین ساری دنیا کی طرح نہایت پست خیال اور کمینے لوگ بہت ہین لیکن غور کرکے دیکھا جائے تو ہر وقت اور ہر زمانے مین یہان بھی بڑے بڑے شاعر۔ ادیب۔ انشا پرداز۔ مدبر اور دانشمند۔ حکیم اور فلسفی پیدا ہوتے رہے ہین اور ایسے لوگونسے کوئی قوم خالی نہین رہی ہی لیکن زمانے نے جو کروٹ اِس انیسوین صدی مین لی ہی اور جیسی پچینی ساری دُنیا مین پیدا کر رکھی ہی اور اہل مغرب کو جسطرح یک بیک ترقی کے آسمان کا ستارا بنادیا ہی اِسکو دیکھکے بیشک ہمکو اپنے ملک کی خستہ و درماندہ تہذیب و تمدن اور زمانے کے ہاتھون سے آزار رسیدہ اہل وطن کے سارے جوہر اور ساری خوبیان ہیچ نظر آنے لگی ہین۔ لیکن چشم حق بین اتنا ضرور دیکھتی ہی کہ یہ صرف شیون و مظاہر کا اختلاف ہی ورنہ خداداد جوہرون کی اِس ملک مین کچھ کمی نہین ہی اور ابھی ہمارے ملک کا مزاج قائم نہین ہوا ہی جس سے اسقدر اختلال و پراگندگی نظر آرہی ہی۔ ذرا چندروز مین رنگ جمنے دو پھر بہار دیکھنا۔

قیس کو فضل تقدم ہی وگرنہ یان کیا　　سر شوریدہ نہین یا جگر چاک نہین

انتظامات کو پورے اختیار و اقتدار اور بلکہ اعتبار کے ساتھ اپنی عورتوںکے ذمے کر رکھا ہو جس سے ایک تو اُنکو فرصت نہین ہوتی دوسرے معاشرت کا انتظام معینہ اصول پر بے خلل چلا جاتا ہو۔ مرد لوگ معیشت کی ساری فکرین کرتے ہین۔ روپیہ پیدا کرتے ہین گھر مین کھانے پینے اوڑھنے بچھانے کا سامان مہیا کرتے ہین۔ عورتین بےفکری سے گھر کا انتظام کرتی ہین۔ بچونکی پرورش اور تربیت کرتی ہین اور اپنے گھر کے مردونکے آرام و آسایش کی خبر لیتی رہتی ہین۔ اُنکو دُنیا بھر کے جھگڑون بکھیڑون سے واسطہ نہین رہتا۔ خود اُنکے گھر مین اُنکے واسطے اتنا کام موجود ہوتا ہو کہ جس مین اُنکا دل بھلا رہتا ہو۔ خیر۔ تو قصہ کوتاہ یہ ہو کہ یہان کے باشندے چہ مرد وچہ زن نہ ایسی غیر معمولی اور جسم کو تھکا دینے والی محنت کرتے ہین نہ اُنکو غیر معمولی سیر و تفریح کا شوق ہوتا ہو۔ اور علی الخصوص عورتین چونکہ بہت ہی ہلکے اور بے آزار اور غیر مکلف کام کرتی ہین اسیلیے اُنکو اور بھی بہت کم رغبت سیر سپاٹے کی ہوتی ہو۔ ہان اگر کوئی ایسی ہی منچلی ہوئی تو وہ تو سبھی کچھ کر گذرتی ہو۔ اِس سے قطع نظر کرکے دیکھو تو بھی بلاد مشرق مین صرف ایک محدود طبقے کے لوگ جنمین شریفانہ خصائل ہوتے ہین اس رسم کے زیادہ پابند ہین۔ باقی علی العموم نہایت کثرت کے ساتھ عورتین مردونکی طرح باہر رہتی ہین۔ کام کاج کرتی ہین۔ لیکن اگر اندر رہنے یا باہر نکلنے کا کوئی ایسا قوی اثر اُنکے دل و دماغ پر ہوتا تو لازم تھا کہ وہ گروہ رفتہ رفتہ کرکے ترقی کے سارے منازل طے کر ڈالتا اور یہ گروہ گھٹتے گھٹتے نہایت پستی مین جا پہونچتا۔ برخلاف اسکے ہم روزمرہ دیکھتے ہین کہ دونون گروہ اپنی حالت پر قائم ہین۔ اور نازت اور جبن وغیرہ کے اوصاف جو ایک حد تک مخصوصات جنسی مین داخل ہین یکسان طور سے دونون مین پائے جاتے ہین بلکہ اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو یہی شا ین یورپ کی ترقی کردہ اور آزاد منش عورتونمین بھی نظر آتی ہیں۔ ہان البتہ ایک بات مین بڑا فرق معلوم ہوتا ہو یعنے ذائقہ آزادی چشیدہ خاتونین جس بے تکلفی اور بیباکی اور شوخ چشمی سے غیر مردون اور نامحرمون سے بات چیت کر سکتی ہین۔ ہمارے ملک کی کوئی عورت (اُسی درجے اور مرتبے کی) کر ہی نہین سکتی۔ یہان ابھی تک فطرت کی وہ جھیپ اور شرم جو جنس اُناث کا زیور ہو اُنکی طوق گردن بنی ہوئی ہو اور ہر ایک دوشیزہ خاتون بیر بہوٹی کی طرح ہاتھ لگاتے ہی بدن چُرانے لگتی ہو۔ اگر یورپ اسکو کوئی بڑی فتوح سمجھتا ہو اور اپنی عورتون کی شوخی و

قطعات

ہمارے مکرم دوست منشی نادر علیخانصاحب نادر کاکوروی اُن خوش فکر و روشن خیال شعرا مین ایک ممتاز شاعر ہین جنھین نظم مین نیچرل جذبات اداکرنے کا خاص شوق ہی - آپکی پُرلطف و دلکش نظمین عرصے سے ملکی اخبارات اور رسالون مین شائع ہو رہی ہین - ہم جناب ممدوح کے چند قطعات پہلے بھی شائع کرچکے ہین جو نہایت ہی دلچسپی سے دیکھے گئے اور اسمرتبہ بھی چند قطعات اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لیے شائع کرتے ہین - ایڈیٹر

اے ساقی گلعذار توبہ کی ہے
لیجا مے خوشگوار توبہ کی ہے
اچھا لا اک گلاس پی بھی لون
ایسی تو ہزار بار توبہ کی ہے

دل دینے کی مجھ مین خو بہت ہے
اور حسن بھی رو برو بہت ہی
مجھسے نہ کہو فسانہ قیس
دیوانے کو ایک ہُو بہت ہی

بلبل کا نالہ ہو بہو مجھسے سُن
لحنِ داؤد خوش گلو مجھسے سُن
اگلے شعرا بہت سُنا تجکو گئے
جو وہ نہ سُنا سکے وہ تو مجھسے سُن

یا وہ کہ بے ہمارے نہ تھا چین ایک دم
یا یون ہماری شکل سے بیزار ہو گئے
اب آنکھ اُٹھا کے بھی کبھی تم دیکھتے نہین
اللہ ہم اب ایسے گنہگار ہو گئے

آہ کل قیس حزین نجد مین بیٹھا تھا خموش
اک مسافر نے کہا اُسکا پکڑ کر بازو
گرد بھی ناقۂ لیلیٰ کی گئی دُور نکل
اے غریب اب یہان بیٹھا ہی کس اُمید پہ تو

پھول کُھلائے ہوے ہین سبزہ مرجھایا ہوا
کل یہی کِھل جائینگے فصلِ بہار آنے تو دو
اب تو اس محفل مین مین بیٹھا ہون رنجیدہ خموش
پھر مجھے تم دیکھنا اک دور ہو جانے تو دو

مختصر یہ کہ ہمارے ملک کے جاہل اور اسیر قفس عورتین بھی ما ن بننے مین دُنیا کی کسی قوم کی عورتون سے ہرگز کم درجے پر نہین ۔ انھون نے نہایت قابل فخر اولادین پیدا کی ہین - اور اُنکے بیٹون نے ترقی کی ہر شاہراہ مین چراغ روشن کیے ہین اور یورپ کو منوا دیا ہو کہ یہ تنگ و تاریک مکانونکی رہنے والیان عالی دماغ اور فرزانہ اولاد پیدا کرنے مین ہرگز اُسکی عورتون سے کم نہین -

اصلیت اسیقدر ہو کہ ہر کمال کو زوال لازمی ہو اور یہ ملک جسکو ہمیشہ سو مختلف اقوام عالم نے اپنا شکارگاہ سمجھا ہو اور جس پر مختلف قومونکی تہذیب اور تمدن کا سایہ پڑا کیا ہو اب کسی نئی تہذیب کے اثر قبول کر لینے مین سریع الاستحالہ نہین رہا ہو - اور اُسپر ظاہری تاب و تابش کا کوئی فوری اثر نہین پڑتا - ورنہ زمانہ دیکھتا کہ یورپ کی تہذیب کو یہ خود اپنے ہاتھ مین لیکر کسقدر بڑھاتا اور چمکاتا - لیکن ظاہرین لوگ اضطراب مین یہ سمجھ بیٹھتے ہین کہ اس ملک مین ترقی کی صلاحیت اور قبولیت کا مادّہ ہی باقی نہین رہا ہے اور اسوجہ سے وہ اپنے اہل ملک کی نالائقی کا آلھا گانے لگتے ہین اور خاتونان یورپ کی چھل بل اور اُنکی ظاہری نمایش پر مفتون ہو کے اُنھین کا کلمہ پڑھنے لگتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ بس دُنیا مین اچھی بیوی ہو تو تم ہو - اچھی ما ن ہو تو تم ہو - اچھی بیٹی ہو تو تم ہو اور اچھی بہن ہو تو تم ہو - دیگر ہمہ ہیچ - باقی آیندہ

محمد احمد علی بی - اے

ریویو

مخزن - پنجاب کے نامور گریجوئٹ اور مشہور راہل الرائے شیخ محمد عبد القادر صاحب بی - اے کی عالمانہ قابلیت اور عالی خیالی سے کون واقف نہین - آپکی ملکیت و ایڈیٹری مین انگریزی اخبار "پنجاب آبزرور" نے جو شہرت حاصل کی وہ اخبار بین نگاہونسے پوشیدہ نہین - حال مین آپ نے مندرجۂ بالا نام سے ایک اُردو رسالہ شائع کیا ہو جسکے چار نمبر ٹھیک وقت پر نکل چکے ہین - ۴۸ صفحات پر مضامین نظم و نثر ایک خاص حسن و خوبی کے ساتھ شائع ہو رہے ہین - مضامین نگارونمین مشکل سے کوئی ایسا شخص نظر آتا ہو جو بی - اے یا ایم - اے نہو - اور اسی سے اِس رسالے کی خوبیون کا اندازہ ہو سکتا ہو - خود ایڈیٹر صاحب کی عالمانہ قابلیت ہر مضمون کی صحت و عمدگی کے لیے ایک کافی ضمانت ہو - لاہور دفتر رسالہ مخزن سے خط و کتابت کرنا چاہیے - ایڈیٹر

بعض قسم کے مخلوقات ذیروح عالم وجود مین آجاتے ہین جان ڈالنے اور اُن اجزا مین جنسے درخت پیدا ہوتے ہین بالیدگی کی صلاحیت پیدا کرنے مین مشغول نظر آتے ہین - لہذا عدم سے وجود مین لانے کا طریقۂ خلق ابھی تک موجود اور جاری ہی -

لارڈ بیکن کا قول ہی کہ "بعض ذیروح مخلوقات پیدا ہوے اور ہوتے ہین نر و مادہ کی یکجائی سے اور بعض پیوٹری فیکشن سے یعنے بعض قسم کے مادّون کے سڑنے سے"

ہاروے کا بھی یہی خیال تھا کہ "بعض جانور پیوٹری فیکشن سے پیدا ہوتے ہین -

سر میتھو ہیل نے اِس مسئلہ پر اپنی راے اسطرح ظاہر کی ہی " بعض کیڑے وجود مین آتے ہین بغیر کسی منوی مادہ کے - بعض پیوٹری فیکشن سے - بعض نباتات سے - بعض خود زمین اور پانی کی قوت اور اُبال سے جنمین آفتاب کی گرمی تیزی پیدا کردیتی ہی جو مادہ کے بعض خوب تیار اجزا مین ایک قسم کی جان اور منوی کیفیت پیدا کردیتی ہی "

بہرطور عام اِس سے کہ عدم محض سے بہ عدم موجودگی کسی مادّی چیز کے عالم وجود مین آنا ہو خواہ بمدد مادّے کے دونون صورتون مین خلق کرنا اُسی کی ذات بابرکات کے اختیار مین ہی - نہ کوئی عمل اول بغیر اُسکی مدد کے انجام پاسکتا ہو نہ عمل ثانی - ہردو اعمال محتاج ہین اِس امر کے کہ وہ اُن ذرایع کو جنسے ان اعمال مین کام لیا جائے مؤثر ہونے کا اثر عطا فرمائے - لہذا جو لوگ محض مادّے کے قائل ہین اور وجود باری تعالی سے انکار کرتے ہین اُنکا اِس مادّہ کے ذریعے سے خلق ہونے کے عمل کو اِس امر کی دلیل مین پیش کرنا کہ اِس صورت مین کسی خدا کے وجود کی ضرورت ہی نہین ہو محض غلط خیال ہی - اِس عمل خلقت مین تو اور بھی ضرورت وجود باری تعالی کی پائی جاتی ہی اور یہ عمل اگر ثبوت ہوسکتا ہو تو اِس امر کا کہ وہ خالق اکبر اور قادر مطلق برحق ہی - عدم محض سے وجود مین لانے کا عمل خود خدا کے ہاتھ سے انجام پاتا ہی اور باقی دونون خلق ہونے کے طریقو نمین اُسکا ہاتھ رہنمائی کرتا ہی اُس آلہ کی جو اس کام مین استعمال کیا جاتا ہی - بہرطور عمل خلقت کو انجام وہی دیتا ہی خواہ بالذات ہو خواہ بالذریعہ - اعمال خلقت کا جاری رہنا نہایت واضح طور پر اور گویا نمونے پیش کرکے ہمین یہ سمجھا رہا ہی کہ عمل خلقت دراصل کیا تھا اور کہان سے اور کسطرح تمام مخلوقات ذیروح عالم وجود مین آئے

بہمن لکھتا ہی کہ " ہر مخلوق کی اصل دریافت ہوسکتی ہی اُسکی ذات اور غذا سے کیونکہ ہر مخلوق صورت ہوتا ہی اپنی جڑ کی اور وہی چیز کھاتا ہو جس سے وہ پیدا ہوا ہی "

اصلیت وخلقت انسان

(نمبر ۲)

بہرکیف جملہ ذی روح مخلوق بظاہر تین صورتون مین سے ایک صورت مین خلق ہوئی ہو۔

(۱) بذریعۂ خلق محض یعنے بغیر کسی مادّے کی موجودگی کے عالم وجود مین آنا۔

(۲) اُسی نوع یا اُسی مادّے کے دوسرے مخلوق سے جو اُس سے پیشتر خلق ہوا ہو پیدا ہونا۔ جسطرح ایک آبی کیڑے کو پانی سے نکالکے خشکی مین رکھنے سے وہ فوراً ہی پھولنے لگتا ہی۔ اُسکی کھال مین شگاف پڑتا ہی اور اُسمین سے ایک پردار کیڑا پیدا ہوتا ہی جو فوراً اُڑجاتا ہی اور جسے بھنبیری کہتے ہین۔ یا جسطرح بکری کی کلیجی عرصے تک رکھی رہنے سے اُسمین سے بچھو پیدا ہوتے ہین۔

(۳) بذریعۂ یکجائی نر و مادہ خلق ہونا جسطرح انسان حیوان اور نیز درخت پیدا ہوتے ہین۔ اسی آخری طریقۂ خلقت کیواسطے مختلف اجناس کی ضرورت ہوئی۔

۱۔ خلق محض

ابتدا مین خدا نے بہ عدم موجودگی کسی چیز کے اور بلا مدد کسی موجودہ مادّی جزو کے تمام ذی روح مخلوقات کو پیدا کیا اور اُنھین عالم وجود مین لایا اور بعد ازان اُسی نے اُنھین یہ قدرت دی کہ آخر الذکر دونون خلقت کے طریقون مین سے کسی ایک سے بلحاظ اپنی صلاحیتونکے اپنی نسل قائم رکھین۔

ہیمن لکھتا ہی کہ "تمام چیزین عدم محض سے عالم وجود مین آئین اور ہر مخلوق کا مرکز یا جان کی پیدایش کا چشمہ اُس مخلوق ہی کی ذات مین ہی"

جسے ہم غلطی سے دفعتہً اور از خود پیدا ہوجانا کہتے ہین (جیسے مینہ برسنے سے چھوٹی چھوٹی مینڈکیان پیدا ہوجاتی ہین) وہ دراصل اُسی قوت کی بدولت ہی جو غور سے دیکھنے سے نیچر کے اکثر حصّون مین اپنے کام۔ اینیملکیولز یعنے اُن چھوٹے چھوٹے کیڑون مین جنکے ذریعے سے

لی گئی تھی۔ اُسی درخت کی ہمطرح ۔ ہم قد اور ہم عمر بھی ہوتی ہو اور وہی بار بھی لاتی ہو (مثلاً اگر بمبئی آنبہ کی قلم لگا یئے تو اُس سے بمبئی آنبہ ہی کا درخت ہوگا اور اُسمین وہی آنبہ پھلے گا۔ یہ نہین کہ آپ قلم تو بمبئی کی لگا یئے اور پھلے اُسمین سفیدہ یا لنگڑا یا یہ کہ وہ قلم بڑھکے تخمی آنبہ کے درخت کے برابر ہو جائے یا تخمی آنبہ کے درخت کی قطع کی ہو جائے۔ مترجم)

دوسری عمدہ مثال اس طریقۂ خلقت کی شعلہ سے ملتی ہو۔ اگر شعلہ کا ذرا سا بھی حصہ کسی ایسی چیز مین لگجائے جسمین صلاحیت جلنے کی ہو تو وہ شعلے کا حصہ بھی مثل اُس شعلے کے جس سے وہ علیحدہ ہو مشتعل ہو جائیگا۔ ممکن ہو کہ روح کی خلقت بھی اسی طرح ہوتی ہو یعنے جب کوئی جسم روح لینے کے قابل تیار ہوتا ہو تو کسی روح کا ایک حصہ اُسمین درآتا ہو اور پھر بذات خود ایک روح ہو جاتا ہو۔ بعض کے خیال مین جسم کے خلق ہونیکے تو اور بھی طریقے ہین مثلاً بذریعہ یکجائی نر و مادہ۔ لیکن روح کی خلقت کے واسطے صرف یہی طریقہ ہو۔ بلکہ غور سے دیکھیے تو نر و مادہ کی یکجائی کے ذریعے سے خلق ہونے کا بھی اصول یہی ہو۔ اگر فرق ہو تو اتنا کہ اس طریقۂ خلقت مین دوسرے مخلوق کا ایک حصہ جو مثل اولاد کے ہو اُس سے علیحدہ کر لیا جاتا اور اُس طریقۂ خلقت مین نر کا صرف تخم لیا جاتا ۔ ماں کے صلب مین پرورش پاکر جب علیحدہ یعنے پیدا ہوتا ہو تب اولاد ہونیکی حیثیت اختیار کرتا ہو۔ اور چونکہ اُسکی خلقت مین ماں اور باپ دونوں کی شرکت ہوتی ہو اسوجہ سے وہ اُن دونوں مین سے صرف ایک کے ہمصورت وہم سیرت نہین ہوتا بلکہ دونوں کی صورت و سیرت کے نمونے اُسمین پائے جاتے ہین۔

۳۔ نر و مادہ کی یکجائی کے ذریعے سے پیدا ہونا

تیسرا طریقہ ذیروح مخلوقات کے پیدا ہونے کا نر و مادہ کی یکجائی کے ذریعے سے ہو۔ جس طریقۂ خلقت سے ذیروح مخلوقات عموماً پیدا ہوتے نظر آتے ہین۔ جب ایک ہی نوع کے دو ذیروح مخلوقات مختلف الجنس یکجا ہوتے ہین اور بذریعۂ آلۂ تناسل نر کا مادۂ منوی مادہ کے صلب مین پہونچتا ہو یا دونوں کے منوی مادّے ملتے ہین تو اس سے ایک نیا مادّہ بنجاتا ہو جسمین بذات خود بالیدگی اور بارآوری کی قوت ہوتی ہو اور اسی مادّے مین سے یا اسی مادّے سے اُن دونوں نر و مادہ کے نوع کا ایک ذیروح مخلوق پیدا

ڈیز کارٹیز کا خیال تھا کہ "عالم کی تمام قوت متحرکہ کا محرک اول خدا ہی جسنے ازل کے روز مادّے کو قوت متحرکہ دی"

ایک اور تھیوری نکالی گئی ہی جو اصلی طریقۂ خلق کے خیال کو دفع کرتی ہی نہ کہ خود کوئی قابل اطمینان اصول قائم کرتی ہو۔ وہ تھیوری یہ ہی کہ اگرچہ یہ نہین خیال کیا جا سکتا کہ اصل عمل خلقت اسوقت تک جاری ہی تاہم ہم یہ خیال کر سکتے ہین کہ ازل کے روز بعض ذیروح کارپسلز (ذراة) بنا دیے گئے تھے جو اِسوقت تک موجود ہین اور اِس بات پر مستعد رہتے ہین کہ باہم ملکر ہر قسم کے ذیروح مخلوقات بنا دین۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اس تھیوری کو کیونکر مان لین۔ اگر یہ تھیوری درست ہی تو کبھی کوئی نئی قسم کا جانور یا درخت نہ پیدا ہونا چاہیے۔ تجربہ ہمین اسکے خلاف بتا رہا ہی۔ صدہا قسم کے نئے نئے خودرو درخت روز بروز نظر آتے جاتے ہین۔ کیا انکی جڑ وہی کارپسلز ہین؟ اگر یہ کہیے تو یہ ماننا پڑیگا کہ نئی نئی قسم کے کارپسلز بھی روز بروز پیدا ہوتے جاتے ہین اور یہ مان لینا اِس تھیوری کو بالکل غلط ثابت کر دیگا۔ اِس سے تو بہمن کا قول زیادہ قرین قیاس ہی۔ وہ لکھتا ہی کہ "تمام چیزونکی جڑ ایک روحانی چیز ہی جو ہمارے دیدۂ ظاہری کو نظر نہین آتی۔ جسمین وہ تمام قوتین اور اوصاف شامل ہین جو اِس ظاہری دنیا مین موجود ہین"

۲۔ مخلوقات کا ذیروح سے پیدا ہونا

دوسرا طریقۂ خلقت یہ ہی کہ دوسرے ذیروح مخلوق سے جسکے ہر عضو مین صلاحیت ویسی ہی پورا مخلوق بنجانیکی ہو پیدا ہونا۔ بعض کیڑے ایسے ہوتے ہین کہ اگر اُنکے اعضا کاٹ کر علٰحدہ کر دیے جائین اور ہر کٹا ہوا عضو اسطرح پر اور ایسی حالت مین رکھا جائے کہ اُسے پورا موقع بالیدگی کا ملے تو ہر عضو بڑھکے اور اعضا پیدا کر کے مثل اُسی کیڑے کے جسکا وہ عضو تھا ہو جاتا ہی۔ اسطرح بنے ہوے مخلوق کی صورت۔ عمر۔ مزاج ہر چیز بعینہٖ اُسی مخلوق کی ایسی ہوتی ہی جسکے عضو سے وہ پیدا ہوتا ہی۔ اِسکی سب سے زیادہ واضح اور عمدہ مثال ہمین اُن درختونسے ملتی ہی جنکی قلم لگائی جاتی ہی۔ ایسے درخت کی شاخ اگر کاٹکے زمین مین لگا دی جاتی ہی یا دوسرے درخت مین اُسکا پیوند لگا دیا جاتا ہی تو وہ شاخ جڑ پیدا کر کے بڑھنے لگتی ہی اور رفتہ رفتہ بڑھکے مثل اُسی درخت کے ہو جاتی ہی جس سے وہ

جاتی ہین اور اسوجہ سے جب آنکھین نکلکر تیار ہوجاتی ہین تو اُنھین سے روح کے اوصاف نمایان ہوتے ہین - روح کی پیدایش کی دو صورتین خیال مین آتی ہین - یا تو روح نر کے منوی مادّے ہی مین ہوتی ہو جو یکجائی کے وقت مادہ کے صلب مین پہونچتا ہو یا جب نطفہ بالیدگی اختیار کرکے اس قابل ہوجاتا ہو کہ اُسمین جان ڈالی جاسکے تو مان کی روح اُسمین روح پھونکتی ہے - اگر صورت اول درست ہو تو اولاد مین باپ کی روح ہوتی ہو اور اگر صورت ثانی درست ہو تو اولاد مین مان کی روح ہوتی ہو -

اسی مسئلہ کی بابت اس سوال کے جواب مین کہ کسطرح روح انسان کے جسم مین آتی ہو - بہمن کہتا ہو کہ "مرد روح کو بوتا ہو اور عورت اُس روح مین روح پھونکتی ہو"

اس امر پر کہ تخم مین روح ہوتی ہو یہ اعتراض ہوسکتا ہو کہ یہ خلاف قیاس ہو کہ تخم کے ایسے بے اعضا اور بے عقل چیز مین روح کا ایسا صاحب حس اور ربانی عقل جوہر موجود ہو - اِس اعتراض کے جواب مین یہ کہا جا سکتا ہو کہ تخم اور انڈے سے جنمین کوئی علامت جاندار ہونے کی نہین پائی جاتی ایسی باتین ظاہر ہوتی ہین جنسے معلوم ہوتا ہو کہ اُنمین بالیدگی کی قوت - جان اور عقل ہو - جو تخم کے مراد پر پہونچنے سے اسقدر نمایان ہوجاتے ہین کہ انکا عمل بھی ظاہر ہونے لگتا ہو - یہ باتین تخم یا نطفے کے مراد پر پہونچنے کے بعد اُسے نہین حاصل ہوسکتین کیونکہ اُسوقت اُسے اپنے بانی یعنے نر کی ذات سے کوئی الحاق نہین ہوتا - علاوہ برین جسوقت سے تخم بالیدگی اختیار کرنا شروع کرتا ہو اُسیوقت سے اُسمین روح کے موجود ہونیکے آثار ظاہر ہونے لگتے ہین

بعغون کا قول ہو کہ "مادۂ منوی ایک قسم کا جوہر ہو جو جسم کے ہر حصّے سے نکلتا ہو"

ہاروے کہتا ہو کہ "ہر ذیروح مخلوق کا نطفہ یا مادۂ منوی اسطرح اُچھل کر نکلتا ہو کہ گویا وہ بذات خود ایک ذیروح مخلوق ہو"

لیبنز کا خیال ہو کہ کوئی نیا جانور نہین پیدا ہوتا بلکہ ایک قسم کے جانور کی تبدیل حیثیت ہوکر وہی جانور دوسری قسم مین داخل ہوجاتا ہو -

جب مرغی انڈا دے چکتی ہو تو پھر اُس انڈے کو مرغی کے جسم سے کوئی ایسا الحاق نہین رہتا جس سے یہ خیال ہوسکے کہ مرغی نے انڈے کے اندر کے بچے مین جان ڈالی - لہذا کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ہم یہ کیون خیال کرین کہ مان کی روح اُس نطفہ یا بچے مین جو صلب مین ہوتا ہو روح ڈالتی ہو -

ہوتا یا وجود مین آتا ہی۔ اور اُنکی بقاے نسل کا ذریعہ ہوتا ہی۔

اس امر کی مثال کہ جو چیزین تنہا علی الدر بار آوری کی قوت نہین رکھتی ہین۔ وہ دوسری بعض چیزونسے ملکر یہ قوت پیدا کرلیتی ہین ایسڈ اور سوڈے کے پانی مین ملانے سے ملتی ہی جو پانی مین ملنے سے ایک دوسرے پر عمل کرتے ہین اور اُنکے ملنے سے ایک تیسری خاصیت کی چیز بنجاتی ہی جو اثر اور خاصیت کے لحاظ سے ان دونون۔ سے علیحدہ ہوتی ہی جس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ ان دونون کے ملنے سے اِن دونون کے جوہر مین ایک قسم کا تغیر ہوجاتا ہی۔

مادۂ منوی کا یہی اثر جو دوسرے کے ملنے سے ہوتا ہی یون بھی سمجھ مین آسکتا ہی کہ تخم کو زمین مین بوئے تو تخم کے وہ اجزا جنمین ہاتھ پاؤن نکالنے کی صلاحیت ہوتی ہو زمین مین بوئے جانے کے ساتھ ہی پھیلنا اور بڑھنا شروع ہوتے ہین۔ انکھوا پھوٹتا ہی۔ اُس تخم کے اوپر کی کھال شگاف ہوتی ہی۔ وہ انکھوا بالیدگی اختیار کرتا ہی اور رفتہ رفتہ ایک پودھا تیار ہوجاتا ہی۔ بعینہ یہی کیفیت انسان کی خلقت کی ہی کہ مرد کا نطفہ یا تخم منوی مادہ کے ذریعے سے عورت کے صلب مین پہونچا۔ بالیدگی اختیار کی جسم پیدا کیا۔ ہاتھ پاؤن نکالے۔ صلب سے خارج ہوا جس جسم نے پرورش کیا تھا اُس سے علیحدگی اختیار کی اور ایک آزاد ذیروح مخلوق دُنیا مین ظاہر ہوگیا۔ طائر کے انڈے مین نطفے کے کل تغیرات جب وہ مختلف مدارج طے کرتا ہی اور بھی اچھی طرح نظر آتے ہین۔

انسان اور دیگر اُن ذیروح مخلوقات مین جو بچہ دیتے ہین نطفہ پہلے بلکہ اُس مخلوق کی پیدایش کے وقت تک مان کے جسم سے بالکل ملحق رہتا ہی بلکہ مثل اُسکے اور اعضا کے اُسی کے خون سے پرورش پاتا رہتا ہی۔ لیکن جب بچہ پیدا ہوتا ہی یعنے نطفہ اُس جسم سے علیحدہ ہوتا ہی جس نے اُسے پرورش کیا تو وہی اولاد ہوجاتا ہی اور اب مان کے جسم کا محتاج نہین رہتا بلکہ اُسوقت سے اُس سے مان کے جسم کو ویسی ہی مغائرت ہوجاتی ہی جیسے دیگر کسی مخلوق کے جسم کو۔ بعض جانورونکے بچے پیدائش کے بعد بھی اپنی پرورش کے واسطے مان کے جسم کے محتاج رہتے ہین یعنے مان کا دودھ پیکر پرورش پایا کرتے ہین۔

آنکھین نطفے کے جسم مین سب اعضا سے پیشتر پیدا ہوتی ہین بلکہ اُسی وقت سے بننا شروع ہوجاتی ہین جسوقت سے نطفے مین روح پڑتی ہی اور روح کے ساتھ ہی ساتھ بڑھتی

حسن و عشق

عالم محسوسات مین جتنی چیزین ہین (اُنکا وجود ذہنی ہو یا خارجی) طبیعت انسانی کے حق مین دو قسم کی ہین۔ بعض موافق بعض ناموافق۔ جو شئے خود بخود موافق ہوتی ہے بلکہ تقاضاے طبیعت اُس جانب ہوتا ہو اُس شئے کو خوشگوار کہتے ہین۔ جو شئے ناموافق و ناسازگار اور تقاضاے طبیعت کے خلاف ہوتی ہو اُسے ناگوار کہتے ہین۔ ان دونون کیفیتون کے مابین ایک کیفیت اور بھی ہوتی ہو جو نہ موافق طبیعت ہوتی ہو نہ مخالف اُسے مساوی کہتے ہین۔

عموماً کوئی شئے خوشگوار یا ناگوار نہین ہوتی جب تک اُس شئے کا علم پیشتر سے نہ ہولے۔ علم اشیا بذریعۂ حواس ہوتا ہو اور اُنکی حقیقت بذریعۂ عقل دریافت ہوتی ہو جسطرح انسان کو حواس پانچ ہین اُسی طرح ہر ایک حس کیلیے لذات بھی جدا جدا مقرر ہین۔ اُسی لذت کی وجہ سے ابتداءً کوئی شئے انسان کو مرغوب ہوتی ہو تا اینکہ رفتہ رفتہ طبیعت کا میلان اُس جانب ہونے لگتا ہو۔

لذت حس بصر۔ خوشنما چیزون دلکش منظرون کے دیکھنے مین ہو۔

لذت حس سمع۔ اچھی اور موزون سُریلی آوازون۔ باجون کے سُننے مین ہو۔

لذت حس شم۔ خوشبودار چیزونکے سونگھنے بھینی بھینی پھولون کی لپٹون مین ہو۔

لذت حس ذوق۔ خوش ذائقہ اور مزیدار غذاؤن کے کھانے مین ہو۔

لذت حس لمس۔ گدگدے اور نرم بچھونے پر لیٹنے ملائم چیزونکے مس کرنے مین ہو۔

جسطرح انسان ان چیزون سے رغبت کرتا اور اپنے حواسون کے ذریعے سے حظ اُٹھاتا ہو اُسی طرح یہ سب اشیا حیوان کی طبیعت کو بھی مرغوب ہین۔ ہان حیوانون کی قوت ممیزہ اور ادراک اتنے قوی نہین ہوتے کہ وہ بخوبی مثل انسانون کے اپنے حواسون کے ذریعے سو اشیا کے حُسن و قبح کو پہچان سکین۔ پس تمیز اُنکی اسقدر خفیف ہو کہ بمنزلہ نہونے کے ہو۔ انسان اور حیوان مین ممیزہ اور ادراک ہی کا ایسا فرق بیّن ہو کہ اُسکو درجہ حیوانیت سے انسانیت پر فائز اور خطاب اشرف المخلوقات پر مفتخر و ممتاز کردیا ہو۔ یہی سبب ہو کہ بیچارے بے تمیز حیوان موجودات عالم سے جیسا کہ انسان لطف اُٹھاتے ہین نہین اُٹھا سکتے۔ وہ دیکھتے سُنتے

ان سب امور کے لحاظ سے یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ بچہ باپ سے روح پاتا ہو نہ کہ ماں سے۔ روح تخم یا نطفے مین ابتدا ہی سے ہوتی ہو اور وہ اُسی وقت سے جبسے نطفہ بڑھنا شروع ہوتا ہو اُسمین رہتی ہو اور اُسکے کل افعال کی باعث ہوتی ہو۔ یہ بھی خلاف قیاس نہین کہ جسطرح نطفہ کا جسم ماں کے جسم سے پرورش پاتا ہو اُسی طرح اُسکی روح کی پرورش ماں کی روح کرتی ہو۔

اولاد مین باپ کی روح ہونے کا ایک اور بھی ثبوت ہو۔ مرغی جب تک مرغ کے ساتھ جوڑا نہین کھاتی اُسکے انڈے سے بچہ نہین پیدا ہوتا۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہو کہ بچے کی روح باپ کی روح کا حصہ ہوتی ہو۔ گو کہ بچے مین روح باپ کی ہوتی ہو لیکن اُسکا جسم خاصکر ماں کے جسم سے بنتا ہو۔ لہذا باپ تو وہ درخت ہو جس سے روح کا تخم لیا جاتا ہو اور ماں وہ زمین ہو جسمین وہ بویا جاتا ہو۔ اگرچہ تخم کا جوہر یا روح باپ کی روح کی ایسی ہوتی ہو لیکن اُسپر اُس زمین کا بھی بہت اثر پڑتا ہو جسمین سے وہ اُگتا ہو۔ لہذا ہمین عقل و فہم تو باپ سے ملتے ہین اور اخلاقی اور دیگر صلاحیتین ماں سے۔

گو کہ ان مباحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ مرد کے تخم مین روح ہوتی ہو تاہم یہ بھی خلاف قیاس نہین ہو سکتا کہ جسوقت زن و مرد مین یکجائی ہوتی ہو اور دونون کا منوی مادہ باہم ملتا ہو اُسی وقت تخم مین جو دونون کے مادے کے ملنے سے بنتا ہو روح پڑتی ہو۔ چونکہ زن و مرد کسیکے تخم مین تنہا بارآور ہونیکی صلاحیت نہین ہوتی لہذا تنہا روح پیدا کرنے یا اپنے جسم مین لینے کے بھی دونون مین سے کسی کے تخم مین صلاحیت نہین ہوتی۔ روح اُسیوقت پڑتی ہو جب دونون کے تخم ملتے ہین اور یکجائی کے ذریعے سے اُنمین اشتعال پیدا ہوتا ہو۔ جب منوی مادہ اسطرحپر ملجاتا اور ملحق ہوجاتا ہو اُسوقت وہ کامل ہوتا ہو اور اُسمین باروری کی صلاحیت پیدا ہوتی ہو اور اُسیوقت وہ اِس قابل ہوتا ہو کہ روح کو اپنی ذات مین لے یا مثل بتی کے اُس لو کو قبول کرے جو اُسمین لگائی جاتی ہو اور جو روح باپ کی روح سے نکلتی ہو۔ غور کرنے سے یہی سلسلہ خدا کی ذات تک پہونچتا ہو اور معلوم ہوتا ہو کہ روح اصل مین خدا ہی کی ذات سے نکلی ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ روح کو فنا نہین ہو بلکہ وہ آیندہ بھی اسی طرح باقی اور موجود رہے گی جسطرح اسوقت تک رہی۔ فقط

ایڈیٹر

بھی جدا جدا ہین -

دل شناسد کہ چیست جوہر عشق عقل راز ہرۂ بصارت نیست

بہت سے حکما اس امر کے قائل ہین کہ عشق بھی اقسام مالیخولیا مین سے ایک قسم ہو اور اسکا منبع وہ قواے شہوانیہ کو قرار دیتے ہین اُنکی راے ہو کہ قوت بہیمی جب اعتدال سے بڑھجاتی ہو تو اس قسم کے حرکات انسان سے سرزد ہوتے ہین جنکو کوئی باشعور اور ہوش وحواس والا انسان جائز نہین رکھ سکتا۔ انھین لوگونکا یہ بھی قول ہو کہ عشق عموماً جوانی ہی مین پیدا ہوتا ہو اور اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ جوانی ہی مین قواے بہیمی زیادہ زور پر ہوتے ہین - اسی جنون کے متعلق حدیث مین آیا ہو "الشباب شعبۃٌ من الجنون"۔ بوڑھے آدمی کو کسی بشر سے عشق ہونا از قسم محالات ہو اور جس شئے کا واقع ہونا عقلاً محال اُسکا واقع ہونا غیر ممکن ہو- جسطرح حکما عشق کے مخالف ہین اُسیطرح شعراء عشق کے موافق بلکہ حامی ہین - ایک شاعر اسکی تعریف اور کیفیت کے بیان مین یون رطب اللسان ہو -

وہ دل ہی کیا ہو جسمین گذر عشق کا نہو کس کام کی وہ آنکھ کہ جو آشنا نہو
عاشق نہین ہو وہ جسے خوئے وفا نہو معشوق وہ نہین جسے شوقِ جفا نہو
وہ بُت نہین ہو جسمین کہ شانِ خدا نہو وہ گُل نہین ہے جسمین کہ بوے وفا نہو
تجھ مین کمال ہو یہ عجب اے خیالِ یار مجھسے الگ الگ رہے دلسے جدا نہو

دیکھو عاشق معشوق کے راز و نیاز کو کِس خوبصورتی سے اور کس رازداری کے لطیف پیرائے مین ادا کرتا ہے۔

باتین مزے کی بلبل وگل مین ہوئین شروع دیکھو ادھر اُدھر کہین بادِ صبا نہو

عشق کیا ہے ؟ اِسکو داغ دہلوی کس انداز سے بیان کرتے ہین -

عشق کیا شئ ہو وہ یہ شئ ہو کہ دلمین شوق وصل خون ہو کر آگیا غم ہو گیا سم ہو گیا

عاشقی کیا ہے ؟ اسکو ایک پُرانا شاعر یون کہ گیا ہے۔

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن دل بدستِ دگرے دادن وحیران بودن

عاشق صادق وہی ہے کہ اگر ایک لحہ مین محبوب اُسکا ہزار بار دار پر کھینچے اور اپنے آپکو اُس سے بیزار بنائے تب بھی وہ بدستور ثابت قدم رہے اور اگر ہزار مرتبہ جسم اُسکا پارہ پارہ کرے تب بھی وہ کچھ الم نہ پائے اور عاشق صادق کی شناخت یہ ہو کہ اُسکی نظر مین

سو نگھتے کھاتے چھوتے ہین مگر یہ نہین جانتے کہ کیون اور کونسی قوت اُنمین ایسی ہی جو اِن
افعال کے صدور کی باعث ہوتی ہو یا کیا وجہ ہی جو وہ اشیا اُنکی طبیعت کو مرغوب ہین۔
قریب قریب یہی حال بعض اوقات جاہل اور غیر تعلیم یافتہ انسانون کا ہوتا ہی۔
کسی خوشگوار چیز کیطرف طبیعت کا میلان رغبت کہلاتا ہی اور جب رغبت بتدریج
ترقی کرجاتی ہی تو شوق کہلاتا ہی۔ طبیعت کا میلان یا شوق صرف بیجان ہی چیزون تک
محدود نہین رہتا بسا اوقات جاندار چیزونکے ساتھ بھی انسان کی وہی کیفیت ذوق وشوق کی
ہوجاتی ہی جو بیجان کے ساتھ ہوتی ہی بلکہ بعض اوقات اُس سے بڑھکر ذوق پیدا ہوجاتا ہی
یہ کیفیت حالت بے اختیاری اور لاعلمی کی ہوتی ہی یعنے ذوق کرنے والے کو اپنے ذوق
اور شوق کا پہلے سے علم نہین ہوتا۔ جو شوق کہ سوچ سمجھکر یا کسی خاص مصلحت سے بالارادہ
پیدا کیا جاوے وہ سچا شوق نہین ہی۔ جب کسی انسان کو اپنے ہمجنس کے ساتھ ذوق کی کیفیت
پیدا ہوجاتی ہی تو یہ اُس سے جُدائی طبیعت نہین چاہتی اور اگر اتفاقاً کبھی جُدا بھی ہوجاتے
ہین تو اُنھین بیحد شاق ہوتا ہی۔ اسی کیفیت کو محبت کہتے ہین۔ دو یا دو سے زائد انسانونمین
باہم ایکدم ہی سے محبت نہین پیدا ہونے لگتی ہی۔ عموماً یہی ہوتا ہی کہ ابتداءً دو انسانونمین
باہم کسی قسم کی طبعی مناسبت یا ظاہری مشابہت ہوتی ہی یا ایک جگہ رہتے رہتے یا کبھی کبھی
دیکھتے دیکھتے اُنس پیدا ہوجاتا ہی اور ایک کو دوسرے سے ملکر ایک قسم کا حظ حاصل ہونے
لگتا ہی رفتہ رفتہ یہ اُنس جب ترقی کرجاتا ہی تو باہم اُنمین محبت پیدا ہوجاتی ہی اور ایک دوسری
کے رنج وراحت سے بغیر ارادہ خود بخود متاثر ہونے لگتے ہین اور آخر کار الم ولذت مین باہم
بخوبی شریک ہوجاتے ہین۔ یہی کیفیت زیادہ ترقی کرتی ہی اور باہم ایک دوسرے کو اشتیاق
پیدا ہوجاتا ہی اور ایک جا ہونے سے دونون کو باہم جُدائی کی بےچینی محسوس ہونے لگتی ہی
فراق کے گھنٹے دنون کے برابر۔ دن مہینونکے برابر۔ مہینے سالونکے برابر معلوم ہوتے ہین۔
فراق کی راتین کالی بلائین معلوم ہوتی ہین۔ آنکھون سے نیند کافور ہوجاتی ہی۔ راتین کاٹے
نہین کٹتی ہین۔ ایسی حالت کو عشق کہتے ہین جسطرح جان بوجھکر سچا شوق بالارادہ نہین
پیدا کیا جاسکتا اُسیطرح جان بوجھکر قصداً سچا عشق نہین پیدا ہوسکتا کیونکہ رغبت ولذت
وغیرہ کیفیات قلب سے متعلق ہین اور فہم وعقل وغیرہ ادراک دماغ سے تعلق رکھتے ہین۔
پس جسطرح کہ دل ودماغ الگ الگ عضو رئیس ہین اُسی طرح ان دونون کی کیفیت وادراک

عزیز رکھتا ہو کہ اُنکو پر وبال اپنے سمجھتا ہو (اور بغیر اُنکی مدد کے اپنا کمال ادھورا سمجھتا ہو) مال کو اسوجہ سے عزیز رکھتا ہو کہ وہ کلید ضروریات وحاجات ہو اور ایک قسم کا اُس سے بھی بقاے نام رہتا ہو۔ پس جس شے کے سبب سے کسی حیثیت سے بھی اپنی بقا سمجھتا ہو اُسے ضرور عزیز رکھتا ہو گویا کہ بالفاظ دیگر اپنی ہی ذات کو عزیز رکھتا ہو۔

دوئم سلوک واحسان ہو کہ جس شخص نے اُسکے ساتھ اچھا سلوک کیا ہو اُسے عزیز رکھتا ہے جیسا کہ مشہور ہو الانسان عبید الاحسان۔ چونکہ انسان تندرستی کو عزیز رکھتا ہو اِسوجہ سے طبیب کو بھی عزیز رکھتا ہو۔ غرض جو شخص کہ پرورش کرتا ہو یا کسی کے ساتھ احسان کرتا ہو تو دوسرا شخص (اگر کچھ بھی شرافت نفس اور عقل سلیم رکھتا ہو) ضرور اپنے آقا و محسن سے محبت رکھے گا اور اداے احسان مین تو لا فعلاً عملاً جو بھلائی اُس سے ممکن ہوگی اُس سے دریغ نرکھے گا انسان تو انسان حیوان سلوک واحسان وخدمت سے متاثر ہوتے ہین اور اپنے آقا اور محسن مخدوم سے محبت کرتے ہین۔ دیکھو سائیس سے گھوڑا فیلبان سے ہاتھی بندر والے سے بندر اور ریچھ والے سے ریچھ بوجہ اُنکی خدمت وپرورش کے کسقدر ہلجاتے ہین۔ دیکھو کُتا اپنے مالک سے کیسا ہلجاتا اور اُسکی آواز پر کسطرح دُم ہلاتا دوڑتا اور اُسکے قدمون سے لپٹ جاتا ہو اور غایت اُلفت کے جوش مین اُسکے قدمون کو چاٹنے لگتا ہو اور مالک کے حق مین کُتّے کی وفاداری ضرب المثل ہو۔ بعض حیوانون کی نسبت دریافت ہوا ہو کہ اپنے مالک کے مرجانے سے اُس کے غم مین کھانا پینا چھوڑ دیتے ہین اور آخر خود بھی شربت فنا چکھ کر اس عالم ناپائدار کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہتے ہین۔

سیوم خوشخو اور خوش اطوار انسان کو ہر شخص پسند کرتا اور اُس سے بالطبع ہر شخص اُنس کرنے لگتا ہو۔ اگرچہ باسباب ظاہر خود اُسکو اُس سے کسیطرح منتفع ہونیکی اُمید نہوا ور نہ خود اُسنے اُسکی ذات سے کوئی فائدہ اُٹھایا ہو۔

چہارم مناسبت طبعی مابین دو شخصون کے (ایسا بھی ہوتا ہو کہ انسان خود بخود بغیر کسی ظاہری وجہ کے کسی سے محبت کرنے لگتا ہو نہ خوبصورتی نہ نیکی نہ خوش اطواری نہ کسی ذاتی منفعت سے) یہ مناسبت کبھی ظاہر ہوتی ہو جیسے ایک بچے کو دوسرے بچے سے یا ایک عالم کو دوسرے عالم سے یا ایک اوباش کو دوسرے اوباش سے نہ صرف انسان بلکہ حیوان بھی اپنے اپنے ہم جنس سے رغبت کرتے ہین۔

محبوب کے سوا کوئی نہ سمائے اور سب سے اُسکو تعلق چھوٹ جائے اور کوئی خواہش اُسکے دلمین نہ رہے۔ مراد و مطلوب اُس کا صرف اُسکا محبوب ہو۔ اور زبان قلب سے یون سلسلہ جنبانی کرے۔

گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی ست ایسر بند تو از ہر دو عالم آزاد ست

سچے عاشق کی یہ پہچان ہو کہ اپنے معشوق کے عشق اور اُسکی محبت سے کام رکھے۔ کسی دوسری طرف التفات نہ کرے۔ اگر لطف کرکے اپنے پاس بُلائے تو اُسکی مہربانی ہو اور اگر بہ قہر اُسکو دُور کرے تو اُسکی مرضی ہو بلکہ ہزار مرتبہ معشوق اُسکو نکالے تو اُسکا کوچہ نہ چھوڑے اور ہزار طرح اپنا دامن چھڑائے مگر وہ اُسکا دامن نہ چھوڑے۔ اگر چلے تو اُسی کی طرف اگر بھاگے تو اُسی کی طرف کسیطرح پیچھا نہ چھوڑے۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید
جان برلب ست و در دل حسرت کہ از لبانش نگرفت ہیچ کامے جان از بدن برآید

واضح ہو کہ اسباب انس و رغبت کے پانچ ہین۔

اوّل یہ کہ انسان اپنی ذات کو عزیز رکھتا ہو اور اپنے نام و کمال کی بقا کا دل وجان سے آرزومند رہتا ہو اور اپنی ہلاکت اور اُسکے اسباب سے نفرت کرتا ہو خواہ وہ موجبات و اسباب بیجان و بیحس کیون نہون یہ امر موافق طبیعت ہو کونسی شے انسان کے حق مین اپنی ہستی اور دائمی ہستی (یعنے اپنے کمال وصفات) سے بڑھکر مطابق و موافق ہوسکتی ہو اور کونسی شئے اپنی نیستی و فنا (یعنے فنائے کمال وصفات) سے زیادہ مخالف و مغائر ہوسکتی ہو۔ اسیوجہ سے عموماً لوگ فرزند کو دختر کے مقابلے مین ترجیح دیتے ہین کیونکہ بقا اُنکے نام و کمال کا مثل اپنی بقا کے سمجھتے ہین (اسی اصول سے وراثت کا مسئلہ بھی مستخرج ہو) یا مثلاً عموماً عقلمند انسان لائق اولاد کو نالائق پر ترجیح دیتے ہین کیونکہ لائق اولاد سے بمقابلہ نالائق اولاد کے بقائے نام ونشان کی زیادہ توقع ہوتی ہو۔ انھین وجوہ سے دُنیا کی سلطنتون مین ہمیشہ ایک قاعدہ معین چلا آتا ہو کہ وارث تاج و تخت ایک ہی اولاد ہوتی ہو اور اشخاص خاندان کی محض پرورش کے لیے کچھ جاگیر یا تنخواہ بطور گذارے کے مقرر ہو جایا کرتی ہو اگر سب اولاد کو مساوی طور پر حصص تقسیم کیے جاتے تو ٹکڑے ہوتے ہوتے سلطنت نابود ہو جاتی اور مورث اعلیٰ کا نام اسطرح پر بہت جلد یقیناً مٹ جاتا۔ اقربا کو اسیلیے

اصلاح معاشرت

(نمبر ۳)

دوسرا اہم مسئلہ عقد بیوگان کا ہی جسپر ہر طبقہ اور ہر درجہ - ہر قوم اور ہر ملت کے لوگ بڑا شور مچائے اور ایک مدت سے مختلف مقتدایان مذہبی اور علمار دینی قرآن وحدیث اور وید و دھرم شاستر کو ہاتھ مین لیکر سارے ملک کو سر پر اُٹھائے ہوے ہین - اور انسے بھی بڑھ چڑھکے نمبر اُن ریفارمرون اور مجددون کا ہی جو عقل اور نقل سے اِس رسم کے جاری ہونیکی ضرورت سوسائٹی کے موجودہ قابل نفرت حالت اور بیواؤنکی مصیبت پر رسالون اور اخبارون مین طول طویل مضامین لکھنے اور مجالس عام مین دُھوان دھار تقریرون سے سارے زمانے کی امن و عافیت مین خلل ڈال رہے ہین -

لیکن باوجود اِس غل غپاڑے اور واویلا وامصیبتا کے شور کے اور باوجود اُس تمام دردانگیز اور رقت خیز فریاد وزاری کے جو ہر گوشے سے بلند ہو رہی ہی یہ نہایت حیرت انگیز بات ہی کہ ایسی قبیح اور مذموم رسم جسپر ہر طرف سے اسقدر شدید مخالفت ہو رہی ہی ابھی تلک ملک مین باقی ہی اور گو کہ کوئی گھر اور کوئی خاندان ایسا نہین جو اس قسم کی مصیبت کا شکار نہ ہو چکا ہو اور جسکے اکثر افراد اس مہلک بیماری کے مضر نتائج دیکھ نہ چکے ہون پھر بھی ہر طرف ایک عجب طرحکی افسردگی اور مایوسی طاری ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی جیسے کسی مین اتنا تنتہا نہین کہ وہ اس رسم کو ناپید کر دے - بلکہ بعض مقامات پر اگرچند پُر جوش مصلحان قوم کی زبردستی سے دو ایک بیواؤنکا نکاح بھی کرا دیا گیا - تب بھی ملک مین اُسکا رواج نہو سکا - اور وہ رسم بدستور باقی اور برقرار رہی -

اس مسئلے کی اوپر جیسی کچھ گفت و شنید ہو چکی ہی اور جسقدر جوش وخروش اور سرگرمی سے اسکے ہر پہلو پر بحثین کیگئی ہین اُنسے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہی کہ ملک مین ایک عالمگیر تبدیلی و بے اطمینانی پیدا ہو گئی ہی اور بیواؤنکو بٹھا رکھنے اور اُنکی شادی نہ کرنیکے جیسے دردانگیز نتائج ظاہر ہو چکے ہین اُنھون نے اسکی گنجائش نہین رکھی ہی کہ کوئی سمجھدار شخص عقد ثانی بیوگان کے خلاف کچھ مُنہ سے نکالے - پس ایک طرحپر یہ مسلم الثبوت ہی کہ بیوہ عورتون کو دوبارہ نکاح کرنے کی اجازت نہ دینا عقلاً نہایت مضر اور مذموم اور شرعاً نہایت ممنوع ہی -

کند ہمجنس باہمجنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

اور کبھی یہ مناسبت باطنی ہوتی ہی یعنے اصل فطرت اور اسباب سماوی کہ جو زمانۂ حمل یا پیدایش مین واقع ہوتے ہین اور خاص قسم کی مناسبت پیدا کر دیتے ہین جسکو ہر شخص نہین دریافت کر سکتا۔ ظاہری مناسبت مین کبھی کبھی مشابہت شکل وشمائل بھی بعض اوقات باعث محبت ہوتے ہین۔

پنجم (سب سے بڑی وجہ اور اہم بات جسکا لکھنا سب سے زیادہ ضروری ہی) خوبصورت اور نیک منظر شخص کو عزیز رکھنا ہی نہ کسی ذاتی غرض سے بلکہ محض اُسکے جمال کیوجہ سے کیونکہ طبیعت کو جمال اور خوش منظری مرغوب ہی۔ جائز ہی کہ کوئی شخص اچھی صورت اور اچھا منظر پسند کرے اور اُس جانب طبیعت اُسکی رغبت کرے تاہم اُسکی طبیعت جذبات نفسانی سے بالکل پاک ہو جیسے سبزہ آب روان گلاب کا پھول خوشنما اور سجی ہوئی عمارتین رنگین نقشے خوبصورت تصویرین جنسے کوئی ناجائز غرض نہین متعلق ہوتی ہی۔ محض آنکھونکو نور دل کو سرور ہوتا ہی۔

حسن وجمال کے صحیح معیار مین عموماً بہت اختلاف ہین۔ ہم اس مضمون مین کسیکے طرفدار بنکر اتفاق نہین کرتے نہ خواہ مخواہ اختلاف کرتے ہین مگر ہم اپنی راے جو اس بارے مین اپنے علم وتجربے سے قائم کی ہی مختصر طور پر ظاہر کیے دیتے ہین۔

حسن کے معنے بھلائی کے ہین اور اس لفظ کا اطلاق ظاہری وباطنی ہر بھلائی پر ہو سکتا ہی یعنے جس شئے کا جو کمال ہو وہ اُسمین موجود ہو تو وہ شئے حسین ہی پس جو شئے اپنے کمال مین کامل ہو گی وہی جمال مین کامل ہو گی۔ مثلاً انسان اچھا وہی ہی جسکے اعضا مناسب ہون قد وقامت معتدل ہو رنگ سُرخ ہو۔ یا گھوڑا اچھا وہی ہی جسمین گھوڑے کے صفات اچھے جمع ہون۔ پس انسان مین اگر گھوڑے کے صفات یا گھوڑے مین انسان کے صفات جمع ہون تا وہ اچھا نہین ہو سکتا تا وقتیکہ خود اپنی جنس کے عمدہ صفات اُسمین نہ جمع ہون غرضکہ ہر شئے کا حسن علحدہ علحدہ ہی۔ شکل وصورت ہی پر منحصر نہین بلکہ اُن چیزونکے لیے بھی حسن کا لفظ مستعمل ہو سکتا ہی جو حواس خمسہ کے ادراک سے خارج ہین مثلاً اخلاق نیک جس انسان مین ہین وہ صاحب اخلاق حسنہ کہلائے گا۔ اسلیے جسطرح پر حسن صورت کا سیرت کے کمال پر اطلاق ہوتا ہی اُسی طرح حسن خلق کا سیرت کے کمال پر اطلاق ہوتا ہی۔

ش۔ ع۔ وفا

اور چونکہ انمین سے دو ہی قومین یعنے ہندو اور مسلمان زیادہ ممیز و ممتاز ہین لہذا اُنکے اندرونی اختلافات فریقی سے قطع نظر کرکے ہم صرف ہندوؤن کی مجموعی حیثیت اور مسلمانونکی مجموعی حیثیت سے بحث کرینگے۔

اگرچہ ہمکو ہندوؤنکی مقدس کتابونکے مطالعہ کا فخر حاصل نہین لیکن جہانتک کہ روزانہ معاشرت سے ہمکو ہندو مذہب کے بسیط اصول کا سُراغ لگتا ہے اُس سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ اولاً ہندو لوگ رشتۂ مناکحت کو بالکل مذہبی حیثیت سے قائم کرتے ہین اور اُسکی غرض صرف سلسلۂ توالد وتناسل کا جاری رہنا ہے نہ کہ مرد اور عورت کا عیش وراحت سے بسر کرنا۔ ثانیاً۔ بلحاظ ملک کی گرم آب وہوا۔ اور نیز بخیال اُس افراط وفراوانی کے جو سامان معیشت مین فطرتی طور سے یہان کے باشندونکو نصیب ہوتی ہے اور اُس سے جس قسم کی آسودگی اور بیفکری ہر درجے اور ہر طبقے کے لوگونمین پیدا ہوجاتی ہے۔ یہانکے عالی دماغ سرگروہان ملک وملت نے ہر ایک مان باپ کا سب سے ضروری فرض یہی قرار دے لیا ہے کہ لڑکیونکی شادی مین عجلت کیجائے۔ اسقدر عجلت کہ بلوغ سے پیشتر ہی حتی الامکان وہ کسیکے دامن سے باندھ دیجائین۔ اور جس زمانے مین کہ اُنکو نیک وبد دیکھنے بھالنے کی تمیز آئے اور محبوب ومعشوق بننے کی اُمنگ دلمین پیدا ہو وہ اپنے کو آزاد نہ پائین بلکہ اُنکو بے تلاش وتجسس ایک دلدہی ودلجوئی کرنیوالا اور اُنکی خواہشات نفسانی کو پورا کرنیوالا ملجائے۔ اور بجاے اسکے کہ اُنکی دلچسپی کسی مرنیوالے کے ڈھونڈھنے اور اُسکو اپنے اداے ناز کا شہید بنانے مین ہو اُنکی ساری دلچسپی اُس شخص کی دید واد ید۔ اور اُسکے دل لینے مین محدود ہوجائے جسکی قسمت اُنسے وابستہ ہوچکی ہے اور جسکے ساتھ اُنکو عمر بھر زندگی بسر کرنا ہوگی۔ پھر عین عنفوان شباب مین گونے کی رسم ادا کردیجاتی ہے اور جو معاہدہ پیشتر سے ہوچکا تھا اُسکی تکمیل کردیجاتی ہے۔ اِس بارۂ خاص مین یہانتک اہتمام کیا گیا ہے کہ اُن والدین پر جو اپنی لڑکیونکو سنِ بلوغ سے پیشتر ہی بیاہ نہین دیتے سخت وعید کیگئی ہے اور عذاب آخرت کی بڑی دھمکی دیگئی ہے۔ چنانچہ اسکا یہ نتیجہ ہے کہ مفلس اور نادار لوگ کنیادان مانگنے پر مجبور ہوجاتے ہین پھر اگلے حکما اور دانشمندونکا یہ بھی قول ہے کہ اِس ملک مین سب سے بُرا وقت جسے کلجگ سے موسوم کیا ہے وہ ہوگا جب والدین اپنی کنواری لڑکیونکے اداے فرض مین سُست اور غافل ہونگے اور لڑکیان خود حیا کو بالاے طاق رکھ کے اپنے واسطے شوہر طلب اور تلاش کیا کرینگی۔ اسطرح سے انجام مین لوگون نے جوان جہان لڑکیونکے خیالاتکی

لیکن کیا وجہ ہی کہ باوجود اس بات کے مسلم الثبوت ہوجانے اور ہر شخص کے تسلیم کر لینے کی اس بارۂ خاص مین عملی تحریک کچھ بھی نہین ہوتی اور جب طبیعتین اصلاح کے قبول کر لینے پر آمادہ ہوچکی ہین تو وہ کون سبب مخالف ہی جسنے عملدرآمد مین ڈھیل ڈال رکھی ہی۔ کیون نہین ہر قصبہ اور ہر قریہ مین دس بیس ہمدرد بنی آدم کھڑے ہوجاتے اور اپنے خاندان کو اس آفت روزگار رسم سے گلوخلاصی نہین کر دیتے۔ اور جن مقامات پر کچھ لوگ آمادہ بھی ہوگئے ہین وہان کیون نہین اسکی بسم اللہ شروع ہوجاتی اور روز بروز لوگو نمین اسکا رواج کیون نہین بڑھنے لگتا؟ یہ ایک مسئلہ ہی جسکی تحقیق اسوجہ سے اب ضروری ہوگئی ہی کہ جو لوگ تہِ دل سے چاہتے ہین کہ ملک سے رنڈاپے کی مصیبتین ناپید ہوجائین اُنکو اپنی کوششونکی مشکوری سے اب عوام کی قلبی کیفیت۔ اور اُنکی استعداد قبولیت۔ اور اپنی کوششونکی تاثیر اور نوعیت پر اچھی طرح غور کر لینا چاہیے تاکہ تشخیص ہوجائے کہ یہ ساری مشن جو نامقبول ہورہی ہے تو کیون۔ اور آیندہ مقبول و مشکور ہوسکتی ہی تو کسطرح۔

بیشک ہمارے خیال مین ابتک جو کچھ شور و شغف برپا کیا گیا وہ اچھے اصول پر مبنی نہ تھا۔ اور ملک کی مقامی حالت اور مخصوص طرز معاشرت کو بہت کم ہمارے ریفارمرون نے پیش نظر رکھا ہی۔ اور یہی وجہ ہی کہ صرف بیماری کو جانکر اور اُسکے اسباب و علل کو نہ دریافت کرکے جسطرح کوئی حکیم علاج معالجے مین خطائین کرتا ہی اور ازالۂ مرض پر قادر نہین ہوتا اُسی طرح مصلحان قوم بھی صرف بیوا ؤنکی مصیبت کو دیکھکر متاثر ہوے اور صرف اتنی بات سے مطمئن ہوکے کہ مذہبی قانون کی رو سے عقد ثانی بیوگان جائز ہی پُر اثر تقریرین کرنے اور قرآن و حدیث۔ وید اور شاستر کی سندین دکھانے لگے۔ لیکن۔ ورای شاعری جنتری و گرہست صرف اتنی ہی بات سے ایسا فوری اثر نہین پڑتا کہ وہ رسم جو مختلف رسوم کے بتدریج عملدرآمد سے نتیجتہً پیدا ہوگئی ہی یکایک متروک ہوجائے۔ اب ہم ہندوستان کی مختلف قومونکی معاشرت پر نظر ڈالتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اس رسم کے جاری ہونیکی علت کیا ہی اور کن اسباب و وجوہ سے وہ اسقدر دلنشین ہوگئی ہی کہ نکالے نہین نکلتی۔

واضح ہو کہ اس ملک مین اگرچہ بہت سی قومین بستی ہین اور باہم اُن قومونین بوجہ دور دست انقطاع ملک مین بسنے اور مختلف جغرافیائی حالات سے متاثر ہونے کے بہت کچھ اختلاف معاشرت واقع ہوگیا ہی لیکن قومیت کے کچھ شعائر اور دستورات پھر بھی یکسان ہین

رابعاً۔ چونکہ زن وشو کا تعلق بالکل ایک فریضۂ مذہبی سمجھا گیا تھا اسلیے اس تعلق کا توڑنا فریقین مین سے کسیکے اختیار مین نہین دیا گیا تھا اور بجز اُس صورت کے جبکہ عورت عصمت مآب یا دھرم پر قائم نہ رہے یا مرد ہی بیدین ہوجائے کسی صورت سے دونون کا افتراق ممکن ہی نہ تھا اور اگرچہ باہم کتنی ہی بےلطفی سے زندگی بسر ہوتی ہوا ور آئے دن جوتی پیزار چلا کرتی ہو لیکن اُنکو ہرحالت مین نباہ کرنا ضروری ہوتا تھا۔ گویا ایک دوسرے کے دم سے وابستہ تھے۔

اس ملک کی یہ معاشرت اُسوقت قائم تھی جب مسلمانونکا یہان عملہ دخلہ ہوا۔ لیکن یہ جدید فاتحان ملک اپنے ساتھ ایک نئے تمدن اور نئی تہذیب وشایستگی کو لائے۔ اُنکے شعایر قومی اور ہدایات مذہبی مین یہ باتین ممتاز تھین۔ یہ لوگ نکاح کو نہ صرف ایک دینی فریضہ سمجھتے تھے بلکہ اُسکو دُنیادی معاہدہ بھی جانتے تھے۔ اور اُسکو مثل معاہدۂ بیع وشرا کے برتتے تھے چنانچہ اُنکے یہان جو مہر مقرر کیا جاتا ہو اُسکی بابت فقہا کا اتفاق ہو کہ اسے منافع بضع سمجھنا چاہیے۔ انکے یہان مرد اِس تعلق کو طلاق سے اور عورت خلع سے بآسانی قطع کرسکتی تھی۔ مرد ایک ہی وقت مین دو تین چار بیویان کرسکتا تھا۔ اور عورت بعد مطلقہ یا بیوہ ہونے کے صرف ایام عدّت پورے کرکے دوسرا تیسرا چوتھا نکاح کرسکتی تھی۔

جب اِن دو قومون جنکے تمدن وتہذیب بالکل ضد یکدیگر تھے اختلاط بڑھا۔ اور سلسلۂ مناکحت بھی جاری ہوگیا تو اِس سے ایک جدید تمدن پیدا ہوا جو زمانۂ حال کے مسلمانون مین رواج پائے ہوے ہوا ور جسکا پرتو بہت کچھ ملک کے اصلی باشندون یعنے ہندوُن پر بھی پڑا ہے۔

اب اِس ملک مین عام طور سے نسبتونکی قرارداد بچپن ہی سے بلکہ اکثر صورتون مین بچے کے پیدا ہوتے ہی ہوجاتی ہو اور اُسکے متعلق بہت سے مراسم حفظ مراتب اور رسل رسایل کے برتنا پڑتے ہین۔ اگرچہ اس معاہدہ کا فسخ کرنا چندان دقّت طلب نہین ہوتا پھر بھی اُسکے فسخ کرنے مین بہت کچھ فضیحتا فریقین کا ہوتا ہو اور خاندانی تعلقات مین سخت کشاکش اور تنکر رنجی پیدا ہوجاتی ہو۔ اسوجہ سے بیشتر یہی معاہدہ قائم رہتا ہو اور جوان لڑکون اور لڑکیونکو بالغ ہوتے ہی معلوم ہوجاتا ہو کہ اُنکو کسکے ساتھ عمر بسر کرنا ہوگی۔ اب شرعی اجازتون سے قطع نظر کرکے اُس دستور کو دیکھو جو رواج پکڑے ہوے ہو۔

مرد لوگ ایک ہی شادی کرتے ہین۔ اور ایک بیوی کے مرجانے ہی پر دوسری بیوی کی

پرستگی کا سد باب کر دیا ہو اور نہایت جائز عیش و مسرت کا دروازہ کھول دیا ہو۔ ثالثاً مختلف تدبیروں سے اسکی کوشش کیگئی ہو کہ اگرچہ سلسلۂ مناکحت کی اصلی غرض اولاد کا پیدا ہونا ہے (کیونکہ اولاد کے پیدا ہونے سے والدین کی نجات آخری وابستہ ہو) لیکن تدبیر منزل کے لحاظ سے زن و شوہین بیحد انس و محبت اور دلبستگی ہونا بھی پُرضرور ہو۔ اس غرض کے حاصل کرنیکے واسطے مختلف کوششین کیگئین اور اگر غور سے دیکھا جائے تو مردون کے واسطے عورتونکو لُبھانا۔ اور عورتونکے لیے مردونکو اپنی زلف گرہگیر کا اسیر کرنا ایک ہنر سمجھا گیا۔ اور یہ بھی ایک فن خاص قرار دیدیا گیا۔ چنانچہ کوک شاستر اور نائکہ بھید کے اصول سے یہ عقدہ بخوبی حل ہوتا ہو۔ اس کوشش کا یہ بھی ایک جز تھا کہ مرد کو عمومی حیثیت سے ایک سے زیادہ شادی کرنا اور ایک کے جیتے جی دوسری عورت کا مُنہ دیکھنا ناجائز کر دیا گیا تاکہ پورے جوش طبیعت اور اُمنگ کے ساتھ وہ اپنی گھر بسی کے ساتھ محبت کر سکے اور اُسکے دلمین سوا اپنی بیوی کے غیر کی محبت کا خیال بھی نہ آسکے۔ البتہ پہلی بیوی کے مرنے پر دوسری اور دوسری کے مرنے پر تیسری بیوی کرنیکی اجازت دیدیگئی کیونکہ اگر یہ اجازت نہ دیجاتی تو طرح طرح کی قباحتین پیدا ہوجاتین اور سوسائٹی کا قوام بگڑ جاتا۔ لیکن عورتونکی کمزوری اور ناقص الخلقتی کی وجہ سے اُنکو عقد ثانی کرنے کی اجازت کسی حال مین نہ دیگئی اور اُنکے واسطے حد سے زیادہ معصیت اسمین سمجھی گئی کہ وہ کسی حال مین دوسرے مرد سے کوئی تعلق قائم کرین حتیٰ کہ اُنکے واسطے شوہر کے مرنے پر ستی ہوجانا اور اپنی جوانی کو خاک مین ملا دینا ایک ہُنر سمجھا گیا۔ اور اسطور پر عورت کے دلمین شوہر کی محبت کا وہ بیج بویا گیا جسنے ہندوستانی عورتونکی عصمت و پاکدامنی کا آوازہ چاردانگ عالم مین بجا دیا۔ اُنکو بچپن ہی سے اس قسم کے خیالات کی تعلیم ہونے لگی کہ وہ شوہر کو اپنا محافظ آبرو۔ اپنا عاشق زار۔ اپنا سہاگ قائم رکھنے والا۔ بلکہ اپنا دیوتا سمجھین۔ اور اُسی کی محبت بلکہ پرستش کو اپنا دین و ایمان جانین اور اُسکے مرنے پر نہ زندگی کو جینے کے لائق نہ دنیا کو آنکھ اُٹھاکے دیکھنے کے قابل سمجھین۔ بلکہ اپنی نجات اور بخشش اسمین سمجھین کہ اُسی کے ساتھ اپنی بھی عزت و آبرو سے مٹی ٹھکانے لگائین اور حق وفاداری ادا کرین۔ ایک مُدت دراز تک اس رسم کے جاری رہنے سے اس ملک مین عورت کی وفاشعاری کا معیار بہت بلند اور شوہر کے ساتھ اُسکی محبت کا نباہ ضرب المثل ہوگیا۔ اور عقد ثانی کا خیال دلسے اسطرح نکل گیا جیسے یہ کوئی بڑی معصیت ہو جس سے دونون جہان مین روسیاہی کے سوا کچھ حاصل ہی نہین

حتیٰ کہ میر انیس صاحب نے ہندوستان کی عورتونکے خیالات کی بنا پر عربی عورت کی زبان سے لکھدیا ہی کہ۔ عورت کی موت خوب ہی شوہر کے سامنے۔

پس بلا لحاظ اس بات کے کہ ہم کس معاشرت کو اچھا سمجھتے ہین اب صرف یہ دیکھنا ہی کہ ہندوؤن اور مسلمانون کی اصلی معاشرت جسکی ہدایت دونونکے مذہب نے کی تھی۔ موجودہ زمانے کے ہندؤن اور مسلمانون مین اُسکا رواج اُٹھ گیا ہی۔ اور یہ ایک نئی طرز کی معاشرت قائم ہوگئی ہی جسکو وقتی ضرورتون نے رفتہ رفتہ کرکے موجودہ حالت پر پہونچایا ہے اور تا وقتیکہ ویسی ہی ضرورتین زمانہ پیدا نہ کرے اُنمین کا یا پلٹ ہوجانا محالات سے ہی۔

بیشک جب سے اِس ملک مین علوم و فنون کا چرچا ہوا ہی اور باشندگان ملک نے آنکھین کھولکر اُس پر عظمت اور حکمران قوم کے تمدن اور معاشرت کو دیکھا ہی جسنے اپنی علمی فضیلت اور ملکی کارنامونسے ہمارے دلون تک کو مسخر اور مسحور کرلیا ہی تب سے لوگون مین خود اپنی عیب بینی کا ایک خیال پیدا ہوگیا ہی اور عام طور سے لوگ یہی یقین کرلینے لگے ہین کہ ہماری معاشرت مین کچھ ایسے سخت عیوب و نقایص ہین جنسے قوم اور ملک پر اسقدر تباہی آگئی ہی کہ دُنیا بھر کے مقابلے مین ہم سب سے زیادہ حقیر اور نالائق۔ نکمے اور اپاہج۔ بداخلاق اور بداطوار معلوم ہورہے ہین۔ لیکن صرف اس یقین کرلینے سے ہمنے کسی صفت مین ترقی نہین کی ہی۔ اگر ہمکو درحقیقت اپنے آپ کو کچھ بنانا منظور ہی تو وقتی ضرورتون کا انتظار نہین کرنا چاہیے بلکہ مسلسل کوشش کرنا چاہیے کہ لوگونمین عقل اور حکمت کی راہ پر چلنے اور اپنی شریعتون پر عمل کرنیکی توفیق ہو۔ ورنہ خالی بکواس سے نہ کچھ نتیجہ نکل سکتا ہی نہ سوال از آسمان جواب از ریسمان سے ملک و قوم ترقی کرسکتے ہین۔

اب اُن مشکلات پر نظر کرنا چاہیے جو فی الحال عقد ثانی بیوگان کی رسم کے جاری ہونے مین حایل ہین اور جنسے عملاً نہایت سخت رُکاوٹ پیش آتی ہی۔ مین نے ابتک جو کچھ لکھا ہے وہ اُسی طبقے کی بابت لکھا ہی جو اپنے کو شریف سمجھتا ہی اور اپنی معاشرت مین چند اصول کا پابند ہی اور جسکے حرکات و سکنات خودرو اور مذبذب نہین ہین اور جو اپنے خاندانی سلسلہ اور آبا و اجداد کی سُنت سے واقف ہی اور یقین رکھتا ہی کہ جو نسلین آگے آئینگی وہ بھی اسی جادہ پر چلین گی اور ہماریطرح دنیا بسر کرینگی۔ مین اس مقام پر ایک چھوٹے سے قصبے کی معاشرت کا ذکر کرونگا جسکی معاشرت سے واقف ہونیکا مجھے کسیقدر زیادہ موقع ملا ہے۔ اور چونکہ

صورت دیکھتے ہین - اور جو لوگ ایک بیوی پر قانع نہین ہوتے وہ اپنے جوش شباب کو یا تو بازاری عورتون یا اور ناجائز صورتون سے فرو کرتے ہین لیکن اکثر دوسرا نکاح نہین کرتے - عورتین شوہر کے مرنے پر ستی نہین ہوتین لیکن تجرّد مین بسر کرتی ہین اور اکثر حالتون مین عصمت مآب رہتی ہین - لیکن بعض صورتون مین بے ضبط ہو کر چوری چھپے بدکار بھی ہو جاتی ہین - طلاق اور خلع کی رسمین زن و شو کے مجلسانہ برتاؤ کے منافی سمجھ کے متروک ہو گئی ہین اور اگر کوئی مرد اپنی عورت سے راضی بھی نہین ہوتا تو وہ بجاے اسکے کہ عورت کو طلاق دیکر اُسے عزت کے ساتھ آزاد اور خود مختار کردے صرف اسیقدر کرتا ہو کہ خود اُس سے لاپروا اور بیخبر ہو جاتا ہو - اور اپنے دلکا شوق اور ذریعون سے پورا کرتا رہتا ہو - اور اگر عورت اپنے شوہر سے رضامند نہین ہوتی تو وہ خلع لینے کو اپنی بیعزتی سمجھتی ہو مگر ایڑیان رگڑ کے زندگی گذار دینے اور اُف نہ کرنے کو اپنے لیے قابل فخر جانتی ہو اور بُرے حالون یا بھلے حالون عمر کی کڑی منزلین طے کرتی ہو - انمین سے جنکے اخلاق اچھے نہین ہوتے وہ بدراہ بھی ہو جاتی ہین - مگر وہ بھی اپنے واسطے مطلقہ ہونا عیب جانتی ہین - اسی طرح بیوہ ہونے پر بھی عورتین اکثر اوقات اپنے دلکو مار مار کے رکھنا مقتضاے شرافت سمجھتی ہین اور بقیہ حصۂ عمر کوفت کھا کھا کے بسر کرتی ہین مگر دوسرا نکاح کرنا اپنے لیے باعث ننگ جانتی ہین - لیکن بعض ایسی بھی ہوتی ہین جو اپنے تقاضاے نفس سے مجبور ہو کے بدراہ ہو جاتی ہین اور مخفی طور سے اپنی پیاس شبنم ہی سے بجھا لیتی ہین - مرد کے حق مین اُس اختیار کے محدود کرنے کے واسطے جو طلاق کے جواز سے اُسکو حاصل ہو گیا ہو جب اور کچھ بس نہ چل سکا تو مہر کی مقدار کے زیادہ اور حد سے زیادہ کر دینے کی رسم قرار پا گئی اور اب مہر کی کمی و بیشی صرف شان اور مرتبے کے متناسب ہوتی ہو نہ کہ موجودہ استطاعت یا آیندہ امید و نیز - لیکن مقصود اصلی صرف وہی رہتا ہو - اسیکے ساتھ عورت کی وفاداری کے زیادہ مستحکم اور پایدار بنانے کیواسطے کوشش کیگئی کہ وہ اپنی عیش و راحت - زینت اور سہاگ کو صرف شوہر کے وجود سے وابستہ سمجھے اور یقین رکھے کہ اُسکی زندگی مین صرف ایک ہی بار بہار آسکتی ہو دوبارہ نہین آسکتی - یہ خیالات عورتون مین اب اسقدر دلنشین ہو گئے ہین کہ عموماً انمین شوہر سے پہلے ہی دُنیا سے اُٹھ جانے کی ایک تمنا پیدا ہو جاتی ہو اور وہ شب و روز رنڈاپے کی مصیبت سے محفوظ رہنے کیواسطے اب اسکو خوش نصیبی سمجھنے لگی ہین کہ شوہر اُنکو عزت اور آبرو کے ساتھ مٹی کے نیچے دبا دے -

نہ بنائیگا۔ اچھا۔ اب وہ لوگ جنکے گھر مین ایک بیوی موجود ہی نہ دوسرے نکاح کی جرأت
کرسکتے ہین نہ وہ بیوہ یا اُسکے اعزا اِسکو جائز رکھین گے۔ کیونکہ اپنے کفو مین دو شادیان
ایک ہی وقت مین کرنیکا دستور نہین ہی اور نہ کوئی عورت نہ اُسکا ولی وسرپرست اس بات
کو جائز رکھے گا کہ کسی ایسے شخص سے اُسکو وابستہ کردے جسکی جان کی رونیوالی ایک موجود ہی۔
اب صرف وہ لوگ رہے جو رنڈوے رہے۔ لیکن جو تجرّد کی حالت مین ہوگئے ہین۔ اور جنکے
پیچھے کوئی بلا نہین لگی ہوئی ہی۔ اِن لوگونکا حال یہ ہی کہ انکو بھی کنواری لڑکیون سے عقد
کرنے کی ہوس ہوتی ہی اور چونکہ عموماً اِس ملک مین عورتونکی پیدایش مردون سے نسبتاً
زیادہ ہی اسلیے ہر مقام پر اکثر اوقات بعض بعض مردونکو دو دو تین تین کنواری لڑکیان
مختلف اوقات مین گھر بسانے کو ملجاتی ہین اور کمی نہین پڑتی یعنے یہ نہین ہوتا کہ اسکی وجہ سی
کچھ لڑکے بن بیاہے محض اِسوجہ سے رہجاتے ہون کہ اُنکے واسطے کنواری لڑکیان موجود
نہین ہوتین۔ پس جب یہ حالت ہی تو انکو بھی کنواری لڑکی چھوڑ کے بیوہ عورت کیطرف
التفات کرنیکی کوئی وجہ نہین۔

اِن حالات واسباب مین اگر زبردستی کرکے عقد ثانی بیوگان کا رواج قائم بھی کردیا
گیا اور لوگون نے سلسلے سے اُسپر عملدرآمد بھی شروع کردیا تو اندیشہ ہی کہ جو شور وغوغا آج
بیواؤن کی مصیبت اور بیکسی اور خانہ خرابی کی بابت بلند ہی اسکے عوض اس سے کہین
زیادہ دردانگیز اور قابل رحم آہ وزاری کنواری لڑکیون کی کس مپرسی اور اُنکی جوانی
کی بربادی کی بابت بلند ہوگی۔

پس ایسی حالت مین عقد ثانی بیوگان کی رسم جو مسلمانون کی شریعت نے جائز اور
مستحسن قرار دی ہی صرف اُسیوقت جاری ہوسکتی ہی جب وہ دروازے بھی کھول دیے
جائین جنسے شریعت مصطفوی نے اُسکا عملدرآمد آسان کردیا تھا۔ یعنے مردون مین ایک
دو تین چار بیویان کرنے کی عملی آزادی کا رواج ہوجائے۔ طلاق اور خلع کے رسم پر
عملدرآمد ہونے لگی۔ اور وصال و فراق دونون مین آسانی پیدا ہوجائے۔ اُسوقت اور صرف
اُسیوقت عقد ثانی بیوگان کا بھی دروازہ کھُل جائیگا۔ اور خود بخود لوگ مطلقہ اور بیوہ عورتون
سے مناکحت شروع کردیجائیگی۔

لیکن چونکہ زمانۂ موجودہ مین جو مشترک خاندان کی رسم عموماً زیر عمل ہی اُسکی وجہ سے

قصبات ہی مین شریف اور خاندانی لوگونکی آبادی زیادہ ہو اور انھین لوگونکی معاشرت کا پرتو ہمیشہ کم درجہ والے لوگونپر زیادہ پڑتا ہو اور عموماً ہندوستان کے قصبات مین جہان شریف اور خاندانی لوگ بستے ہین سب جگہہ یکسان طرز معاشرت قائم ہو اسلیے میرے خیال مین راے قائم کرنے کے واسطے قصبات کی زندگی سے بہتر کوئی اور موقع مل نہین سکتا۔

اِس قصبے کے باشندے اوسط درجے کے تعلیم یافتہ ہین۔ شرع اور قانون سے واقف ہین۔ مردون اور عورتونکے حقوق و فرائض جانتے ہین اور دور دراز مقامات پر سفر کرتے رہنے کی وجہ سے زمانے کا رنگ پہچانتے ہین اور اتنی عقل رکھتے ہین کہ مصالح وقت پر نظر رکھکے اور عاقبت اندیشی صرف کر کے کام کر سکتے ہین۔ یہان عقد ثانی بیوگان کا مسئلہ اگر چھیڑا جائے تو شاید مردونمین کوئی ایک بھی ایسا نہ نکلے گا جو اُس سے جاہلانہ اور متعصبانہ اختلاف کرے۔ اور اسکو شریعت اسلامی کی رو سے مستحسن اور عقلاً ضروری نہ تسلیم کرلے۔ لیکن جسوقت عملدرآمد کی بات چیت ہوگی اُسوقت کوئی ایک متنفس مجھے نظر نہین آتا جو سبقت کرے۔ حالانکہ ایسے مردانہ مزاج اور دلکے بہادر دس بیس ضرور نکلین گے جنکو امر حق کے اظہار مین نہ کوئی باک ہوگا نہ جس بات کو وہ شرعاً مستحسن اور عقلاً ضروری سمجھ لین اُسکے کرنے مین لومتہ لایم کا کچھ خوف ہوگا۔ لیکن اس مسئلہ خاص مین وہ لوگ بھی کچھ نہ کرسکینگے۔

اِسکی وجہ صرف اسیقدر ہی کہ اگر بفرض محال کسی بیوہ عورت کے واسطے شوہر کی تلاش کیجائے تو اُسمین چند در چند دقّتین درپیش ہونگی۔ مثلاً تین حال سے خالی نہین یا تو اُس بیوہ عورت کا نکاح کسی کنوارے لڑکے سے کیا جائے۔ یا ایسے شخص کے ساتھ جسکے ایک بیوی موجود ہو۔ یا ایسے شخص سے جسکی بیوی مرچکی ہو۔ لیکن کنوارا لڑکا ہرگز راضی نہوگا کیونکہ (اگر دولت یا حسن یا تعلیم کی کوئی مستثنےٰ حالت موجود نہو) اُسکو کنواری لڑکی کی تلاش ہوگی اور یقین ہوگا کہ مجھے ایسی لڑکی ضرور ملجائیگی۔ اور وہ کنواری لڑکی کو چھوڑ کے رانڈ بیوہ کی طرف ہرگز ملتفت نہوگا۔ کیونکہ اب ہمارے لٹریچر تک مین رانڈ عورت کی حقارت سرایت کر گئی ہو اور ہر شخص جان گیا ہو کہ۔ زن بیوہ مکن اگرچہ حور ست۔ اور اگر یہ نہ بھی ہوتا تو دُنیا کا عام دستور ہر ملک اور ہر قوم مین یہ ہو کہ رانڈ عورت بمقابلہ کنواری لڑکی کے کم وقعت سمجھی جاتی ہو۔ بہر نوع مستثنےٰ اور شاذ حالت سے قطع نظر کرو تو بطور قاعدہ کلیہ کوئی کنوارا لڑکا ایسی حالت مین کہ اُسے کنواری لڑکی مل رہی ہو رانڈ بیوہ کو اپنی بیوی

الانسان

کائنات عالم مین جتنی چیزین موجود ہین اور جنپر لفظ "ہستی" دلالت کرتا ہے دو طرحکی ہین۔ قدرتی اور مصنوعی۔ قدرتی چیزین دو قسم کی ہین۔بالیدہ وغیر بالیدہ۔ وہ چیزین جنمین بالیدگی ہو تین قسم کی ہین۔ نباتات۔ جمادات۔حیوانات۔نباتات مین چھوٹے بڑے پھل۔پھول کے درخت اور بیلین ساگ پات گھانس پھونس شامل ہین۔ جمادات مین پتھر لوہا کوئلہ سونا چاندی سب شریک ہین۔ حیوانات مین انسان درندے چوپائے چڑیان مچھلیان کیڑے پتنگے وغیرہ جاندار داخل ہین۔آسمان و زمین آفتاب و ماہتاب ستارے بادل بجلی کہرا وغیرہ وہ اشیا ہین جنمین بالیدگی نہین حیوانات مین سب سے ممتاز اور اعلیٰ نوع انسان ہے کیونکہ یہ ایک مانی ہوئی بات ہو کہ تمام مخلوقات مین سب سے اشرف انسان کی ذات ہو۔اسیوجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کہتے ہین۔پس جبکہ انسان اشرف المخلوقات ہو تو ضرور ہو کہ افضل الحیوانات بھی ہو۔

اصطلاح منطق مین انسان کو حیوان ناطق کہتے ہین۔ پہلا جزو (یعنے حیوان) انسان اور دوسرے جانداروں کے درمیان مشترک ہو۔دوسرا جزو (یعنے ناطق) مخصوص انسان کے لیے ہو۔حیوان کے معنی ہین زندہ رہنے والا۔ناطق کے معنی ہین دریا بندۂ معقولات یعنی غور وخوض کرکے بذریعۂ عقل معلومات کو ترتیب دینے والا اور نتائج کو مستخرج کرنے والا۔

عقل کی دو قسمین ہین۔عقل حیوانی۔عقل انسانی۔عقل حیوانی تمام جانداروں کو دیگئی ہو جسکے ذریعے سے وہ اپنا کھانا پینا بہم پہونچاتے ہین اور سردی گرمی اور اپنے دشمنون اور ہلاکت کے سببون سے اپنی حفاظت کرتے ہین۔اسلیے عقل حیوانی مین انسان اور دوسرے جاندار شریک ہین۔عقل انسانی مخصوص انسان کے لیے ہو جس سے وہ بخوبی اپنی معاش و معاد کے معاملات دینوی اُخروی مطالب و مقاصد پر غور وخوض کرتا۔مفید نتائج پیدا کرتا۔اچھی بُری رائے قائم کرتا۔اور عالم کے کاروبار کرتا ہو۔

اِن سب دروازون کا کھولنا قوم کے تمدن مین ایک انقلاب عظیم پیدا اور اُسکی معاشرت کی کایا پلٹ کرنا ہی اور قوم اسکے واسطے ابھی تیار نہین ہی اسیلیے ہمارے نزدیک سردست اس مسئلے کو بھی ملتوی ہی رکھنا چاہیے۔

ہمکو قبل اسکے کہ ایسے جزئی اصلاحات کیطرف توجہ کرین یہ زیادہ ضروری معلوم ہوتا ہی کہ قومی ترقی کے وہ اسباب و وسائل مہیا کرین جنسے ہر فرد بشر اپنی ذات پر بھروسہ کرنے اور اپنے ہاتھ پاؤن کی محنت سے اپنے آزوقہ اور سامان راحت مہیا کرنے کے قابل ہوجائے اور اسکی ضرورت باقی نہ رہے کہ مشترک خاندان کا وہ طریقۂ زندگی قائم رکھا جائے جسکی وجہ سے کنبہ پروری اور باہمی ہمدردی اور صلۂ رحم کی حاجت پیدا ہوگئی ہی اور جسکی وجہ سے شخصی آزادی مین مردون اور عورتون کے یکسان خلل پڑا۔ اور جسکا نتیجہ یہ ہی کہ مرد لوگ اپنے حقوق شرعی سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین نہ عورتین مجبوری اور بیکسی سے نکل سکتی ہین۔ باقی آیندہ

محمد احمد علی بی۔ اے

شکریہ

اپریل کے نمبر مین ہمنے ہر سہ حصص کے معزز خریدار حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوے اپنے ناظرین سے اعانت کی درخواست کی تھی۔ الحمدللہ کہ اس ماہ مین ذیل کے معزز اصحاب نے ہمین شکرگزاری کا موقع دیا اور ہم احسانمندانہ جوش کے ساتھ اُنکا شکریہ ادا کرتے ہین۔ اسکے ساتھ ہی جناب منشی موسی حسین صاحب اختر جلال آبادی کا بھی خاص شکریہ ادا کیا جاتا ہی جنکی ہمدردانہ عنایتون سے خدنگ نظر کو کئی معزز قدردان دستیاب ہوے ہین "شکر منت ہاے تو چندانکہ منت ہاے تو" ایڈیٹر

جناب مولوی محمد اکرام اللہ صاحب اکرام رئیس قصبۂ گنیش پور	سے ر
جناب نواب سید کاظم حسین خانصاحب رئیس عظیم آباد	سنے ر
جناب شیخ حفظ الکریم صاحب حفیظ از ریاست ریوان	سے ر
جناب سیٹھ یوسف عیسیٰ صاحب از بمبئی	سے ر
جناب سیٹھ سلیمان جی لقمان جی سوداگر بندوق از بمبئی	سے ر
جناب مولوی محمد مبین الدین صاحب و مولوی محمد متین الدین صاحب رئیس عظیم آباد	سے ر
جناب بابو جینتی پرشاد صاحب شاد سپروائزر ریاست ریوان	سے ر

اسی پر سزا اسی پر جزا۔ اسی کیلیے (درصورت نافرمانی حق) دوزخ ہی۔اسی کیلیے (درصورت اطاعت حق) جنت ہی۔اپنے نفس کی معرفت عالم کی معرفت بلکہ معرفت حق اور اُسکی حکمت بالغہ کی معرفت اُسی کیلیے ہی عنقاے عشق آلہی کو شکار کرنا اُسیکا کام ہی۔

واضح ہو کہ خواہش وغصہ اور حواس ظاہری و باطنی سب حیوانون کو بھی حاصل ہین۔ دیکھو جب بکری بھیڑیے کو آنکھ سے دیکھتی ہی تو اُسکی عداوت اپنے دلسے معلوم کرتی ہی اور فوراً بھاگتی ہی۔ اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ حیوان کو بھی ادراک باطنی حاصل ہی۔ پس اب ہم وہ امور بیان کرتے ہین جو خاصکر انسان ہی کی ذات مین پائے جاتے ہین۔ اور جسکے باعث اُسکو شرف اور تقرب الی اللہ کی لیاقت ہی اور وہ تین چیزین ہین۔ اول علم۔ دوسرے قدرت۔ تیسرے ارادہ۔

علم سے یہان ہمارا مقصود امور دنیوی واخروی کا دریافت کرنا اور حقائق عقلی کا معلوم کرنا ہی۔کہ یہ امور نہ محسوسات کی حد مین داخل ہین اور نہ حیوانات کو انمین انسان کے ساتھ مشارکت ہی بلکہ علوم کلیہ بدیہی بھی خواص عقل انسانی سے ہین مثلاً انسان یہ حکم کرتا ہی کہ ایک شخص کا دو مکانون مین ایک ہی وقت اور حالت مین ہونا غیر ممکن ہی پس یہ حکم ہر شخص کے واسطے ہی گو اُسنے دنیا کے بعض ہی اشخاص دیکھے ہون۔ اسصورت مین اُسکا حکم کردینا جمیع اشخاص پر اُسکے حس کے ادراک سے زائد ہی اور جب علم ظاہر بدیہی مین یہ امر سمجھ چکے تو اور تمام نظریات مین اور بھی ظاہر ہی۔ علم کی وجہ سے انسان کی افضلیت کی دو قسمین ہین۔ ایک کو تمام خلق جان سکتی ہی دوسری نہایت پوشیدہ اور عمدہ ہی اور اُسے ہر شخص نہین دریافت کرسکتا۔ وہ فضلیت جو ظاہر ہے تمام علمون اور صنعتون کی معرفت کی قوت ہی اور اسی قوت کی وجہ سے انسان تمام صنعتین پہچانتا ہی اور جو کچھ کتابون مین ہی اُسے پڑھتا اور جانتا ہی۔

قدرت کا یہ حال ہی کہ بڑے بڑے قد و قامت کے حیوانون اور درندون کو گرفتار کرتا اور قید و بند کرتا ہی۔ بیل گھوڑے وغیرہ جانورون سے اپنی تابعداری کراتا اور خدمت لیتا ہی۔ مچھلی کو دریا کی تہ سے باہر نکالتا۔ اور پرندون کو ہوا سے زمین پر (حیلہ سے) بُلاتا اور پکڑ لیتا ہی۔ باوجودیکہ خود زمین پر ہی۔ تمام آسمان کی پیمایش کرتا ہی اور سب ستارونکو ناپکر جانتا ہی کہ اتنے اتنے فاصلے پر ہین۔

ایک اور چیز ہے جسمین حیوان اور انسان دونون مشترک ہین یعنی حواس۔ حواس دُو طرح کے ہین۔ ایک ظاہری۔ دوسرے باطنی۔ دیکھنا۔ سُننا۔ سونگھنا۔ چکھنا۔ چھونا۔ ظاہری حواس ہین۔ وہم۔ خیال (یعنے مصورہ) فکر۔ حافظہ۔ حس مشترک (یعنے متصرفہ) حواس باطنی ہین۔

حیوان اور انسان سبکی حیات و بقا روح پر منحصر ہے۔ روح کی اصلی حقیقت کا دریافت کرنا اور سمجھنا طاقت بشری سے باہر ہے اسوجہ سے ایک مرتبہ جب حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفار نے روح کی حقیقت دریافت کی تو وحی آئی۔ یسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی۔ ترجمہ۔ سوال کرتے ہین تم سے روح کی بابت۔ کہہ روح حکم رب ہے۔ ہان اطبا و فلاسفہ اور علماے اسلام وصوفیۂ کرام نے اپنی اپنی سمجھ اور تحقیقات کے مطابق روح کی حقیقت اور ماہیت بیان کی ہو۔ ہم بھی اُنھین کے نقش قدم پر چلتے ہین اور اپنی سمجھ مین جو کچھ آیا ہو وہ حوالۂ قلم کرتے ہین۔ آیندہ خدا کو علم ہو کہ کہانتک ہمارا بیان اور خیال سچا ہو۔

واضح ہو کہ باری تعالیٰ نے انسان کو تین روحین عطا فرمائی ہین۔ روح نباتی[۱] (یعنے روح طبعی) روح حیوانی[۲]۔ روح انسانی[۳]۔

روح نباتی[۱] موجب نمو اور پرورش جسم ہو۔ اور یہ بذریعۂ شریانون کے تمام جسم مین پھیلی ہے اور اسکا بدن مین پھیلنا ایسا ہو جیسے ایک چراغ کسی گھر مین رکھدیا جاے اور اُس سے چارون طرف روشنی پھیل جاے۔ اور گھر کے اندر جس جگہ یہ روشنی ہو اُسجگہ اُجالا ہو جائے۔ پس روح بمنزلۂ چراغ ہو اور حیات بمنزلہ نور۔ اور روح کا باطن مین حرکت کرنا اور بدن مین ساری ہونا ایسا ہو جیسے چراغ اطراف گھر مین پھرایا جائے۔ حکمانے اسی روح کو نفس ناطقہ سے تعبیر کیا ہو۔

روح[۲] حیوانی جسکا منبع قلب صنوبری کا خلو ہو (جو کہ جانب پہلوے چپ واقع ہے) بینائی و شنوائی بلکہ جملہ حواس اور قواء اسی روح حیوانی سے بقدرت قادر مطلق ظاہر و ہویدا ہین۔

روح[۳] انسانی۔ ایک لطیفۂ روحانی ربّانی ہو اور مخصوص انسان ہی کو عطا فرمائی گئی ہو۔ اور یہی موجب افضلیت انسان ہو۔ اسی سے بازپرس ہو اسی پر عذاب ہو اسی پر ثواب

چاند اور ستارے

ذیل کا مضمون کسی انگریزی مضمون کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے جو ہماری نظر سے نہین گزرا لیکن چونکہ یہ مضمون اپنی اخلاقی دلچسپی کی انتہائی حدود سے تجاوز کر گیا ہے لہذا ہم اسے مشہور رسالہ "مخزن" سے نقل کرتے ہین۔ ایڈیٹر

دُنیا کی پیدایش کا چوتھا دن جب ختم ہوا اور آفتاب عالم تنہائی مین اپنا پورا جاہ و جلال دکھا کر غروب ہو گیا اور روئے زمین پر جسکو ابھی تک آبادی کا شرف نہین حاصل ہوا تھا تاریکی پھیلنے لگی۔ تو ایک اکیلا مگر خوبصورت ستارہ آسمان پر نمودار ہوا۔ اپنے نئے خلعت وجود مین حیرت اور خوشی کے ساتھ کانپتے ہوے اُسنے اپنے چارون طرف نظر جو دوڑائی تو دیکھا کہ نہ آسمان پر اُسکا کوئی ثانی ہے نہ زمین پر۔ لیکن بہت زیادہ زمانے تک وہ اکیلا نہ رہا۔ ابھی ایک پھر دوسرا پھر تیسرا چمکیلا ہمچشم اُس سے آملا یہانتک کہ ایک گھنٹے مین سارا آسمان سیارات اور ثوابت سے جگمگا اُٹھا جنمین ایک عظیم الشان دُمدار ستارہ بھی تھا جو سمت الراس پر چمک رہا تھا۔

ان اجرام فلکی نے کچھ دیر تک اپنی حالت اور ایک دوسرے کی حالت پر غور کی اور انمین سے ہر ایک نے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا دلمین خیال کیا کہ تمام عالم کا نورانی مرکز مین ہی ہون۔ اُنکو اپنی نسبت جو یہ مغالطہ واقع ہوا تھا وہ رفع نہ ہوا اگرچہ سب کے سب اپنے ہمچشمون کے قد و قامت مین اختلاف اپنی آنکھون سے دیکھ رہے تھے (وجہ یہ کہ اپنی ذات کا علم چاہے آسمان پر ہو یا زمین پر سب سے اخیر مین حاصل ہوتا ہے) تاوقتیکہ اُنھون نے جھانک کر سمندر کے آئینے مین اپنی اپنی صورتین دیکھ نہ لین جو ٹھیک ٹھیک اُنکا خط و خال اور محل و مقام دکھاتا تھا۔ توجہ کے ساتھ اس آئینے مین اپنا ذاتی خط و خال دیکھتے دیکھتے سبکو بتدریج عاجزی اور انکسار کا سبق یاد ہو گیا۔ نہ ہوا تو ایک دُمدار ستارے کو جو اپنی آفتاب تک پھیلی ہوئی چمکیلی دُم پر ایسا بھولا ہوا تھا کہ اب بھی اپنے آپ کو آسمان کا بادشاہ ہی خیال کرتا تھا۔

جب وہ اسطرح اپنے آپ کو اور ایک دوسرے کو غور سے دیکھ رہے تھے اُنکی توجہ ایکبار ایک نورانی ناخن نما مقیش کے تار کیطرف منعطف ہوئی جو تھوڑی دیر تک اُفق سے کچھ اوپر چمک کر نظرون سے غائب ہو گیا۔ یہ چاند تھا۔ پہلی تاریخ کا نیا چاند۔ خوف زدہ ادا سے اُسنے

ارادہ سے یہ غرض ہو کہ جب انسان عقل سے انجام کار کو سوچتا ہو اور اُسمین بھلائی معلوم ہوتی ہو تو اُسکی طبیعت مین ایک شوق اُس بہتری کا اور اُسکے لوازم کے حاصل کرنے کا پیدا ہوتا ہو اسکو ارادہ کہتے ہین۔ اور یہ ارادہ وہ نہین جو ارادہ شہوت وحظ نفس کا ہوتا ہو (کیونکہ وہ حیوانات کے بھی ہوتا ہو) بلکہ یہ ارادہ شہوت کی ارادہ کی ضد ہو مثلاً طبیعت مسہل فصد اور پچھنے سے نفرت کرتی ہو مگر عقل اُسکا ارادہ کرتی ہو بلکہ اُسکے لیے مال خرچ کرتی ہو۔ یا بیماری کی حالت مین نفس کا میلان لذیذ کھانون کیطرف ہوتا ہو اور عقلمند انسان اپنی عقل کو اسکا مانع پاتا ہو ظاہر ہو کہ یہ مانع نفس کیطرف سے نہین۔ اگر خداوند تعالیٰ عقل کو تو پیدا کرتا جس سے انجام کار سوجھتا ہو اور اِس ارادہ کو پیدا نہ فرماتا جسکے باعث حرکت اعضا موافق حکم عقل کے ہوتی ہو تو حکم عقل کا بیفائدہ محض ہوتا۔

جب انسان سے کوئی فعل صادر ہونیوالا ہوتا ہو تو سب سے پہلے اُسکے دماغ مین اُس فعل کا تصور پیدا ہوتا ہو بعدازان اُس فعل کے کرنیکا ارادہ دلمین پیدا ہوتا ہو اور دل سے ایک بخار لطیف اُٹھتا ہو اور اُس سے دماغ مین پہلے ایک قسم کی تحریک پیدا ہوکر طبیعت مین استقلال پیدا ہوتا ہو اُسکے بعد ارادہ مین تصمیم پیدا ہوتی ہو اگر فوری ارادہ ہوا تو جس عضو سے کہ وہ فعل صادر ہونیوالا ہوتا ہو اُسکے پٹھون کو سب سے پہلے جنبش ہوتی ہو۔ آخر جن اعضا سے کہ وہ کام نکلتا ہو اُن سبکو دفعتاً حرکت ہوتی ہو اور وہ کام معرض وقوع مین آتا ہو پس کوئی ارادہ بغیر (ابتدا ے) تصور کے نہین پیدا ہوتا اور نہ ظاہر ہوتا ہو۔ باقی آیندہ

محمد شفاعت علی وفاؔ

اور یہ خوف تمام مین عام طور پر پھیل گیا کہ چاند جون جون بڑھتا جائیگا ہم سبکو نگلتا چلا جائے گا یہانتک کہ ہم مین کا ایک فرد بھی باقی نہ رہیگا۔

اگرچہ چاند ہر شب اسی طرح بڑھتا اور روز بروز خوبصورت ہوتا جاتا تھا مگر پھر بھی وہ اپنا انکسار و تواضع نہ چھوڑتا تھا یہانتک کہ اُسکا ہلال بڑھتے بڑھتے شکل بدر مین آگیا۔ تب کسیقدر وہ اپنی فوقیت پر نازان نظر آیا۔ اُسکی شعاعین بھی ایسی تابان درخشان ہو چلین کہ بہت ہی کم ستارے اُسکے جلوے کی تاب لا سکتے تھے۔ دُمدار ستارہ بھی اُسکے آگے پھیکا پڑ گیا۔ اپنے کمال کی شب کو وہ نہایت جاہ و جلال کے ساتھ وسط آسمان مین کرسی حکومت پر جلوہ گر ہوا۔ اور زمین کو دن کا سا ایک خاص نازک اطلسی خلعت عنایت کیا۔ آئینۂ بحر مین جو اُسنے اپنی صورت دیکھی تو اپنے عالم حسن پر گھنٹون محو حیرت رہا۔ کچھ ستارے جو ابھی بھی سے آسمان پر چمکے جاتے تھے آخر کی زیادہ نیلگون گہرائی مین جا چھپے کہ ایک محفوظ فاصلے سے اُسکے سب پر غالب آجانے والے حسن تابان کا نظارہ کرین۔

چاند بھی خود اس خیال سے کچھ کم متحیر نہ تھا کہ دیکھو تو دیکھتے دیکھتے قد اور روشنی مین مین کسقدر بڑھ گیا اور نہین معلوم ابھی اور کہانتک بڑھونگا۔ اُسکی خود بینی نے اُسے یہ سمجھایا کہ اگرچہ شکل تو میری پوری ہو گئی ہو لیکن قد ابھی اور بڑھیگا۔ کیا مین بڑھتے بڑھتے اتنا بڑا نہین ہو جا سکتا کہ آدم اور اُسکی ہمخوابہ حوا باغ عدن کے کسی گوشے سے جھانک کر دیکھین تو اُنھین بھی آسمان مین چاند ہی چاند نظر آئے؟ لیکن وہ اسی دل خوش کن خیال مین مست تھا کہ یکایک اُسپر ایک سیاہ جھائین نمودار ہوئی جو ایک کنارے سے بڑھتے بڑھتے بیچ مین آئی اور پھر دوسرے کنارے تک چھا گئی جس سے اُسکا سارا چہرہ گہنا گیا اور لوح آسمان پر ایک بدنما داغ سے زیادہ اُسکا رتبہ نہ رہا۔ اس مصیبت کو آتے دیکھکر ستارے اپنے اپنے گوشے سے چاند کی ذلت کا تماشا دیکھنے کو نکل آئے لیکن اُنکی خوشی اور چاند کی ذلت کچھ بہت دیر تک نہ رہی۔ جھائین جسطرح بڑھی تھی اُسیطرح رفتہ رفتہ گھٹ بھی گئی اور اب چاند مقابلے سے زیادہ خوبصورت اور چمکدار نظر آنے لگا۔

دوسرا دن گزر گیا اور دوسری رات آئی اور اپنے معمول کے مطابق چاند پھر نکلا مگر کسیقدر دیر کو۔ جبکہ وہ زمین کے اوپر چل رہا تھا اُسوقت بھی یہ خوف اُسکے دلمین گزرا تھا کہ میری چمک جتنی کل تھی اُتنی آج نہین۔ مگر جب اُسنے اپنا چہرہ دریا مین دیکھ لیا تو پھر تو

اُس چمکیلے گروہ پر نظر کی اور جب اُسنے دلمین خیال کیا کہ میرا لاغر اور بے کینڈے جسم اُنکے کامل تناسب اعضا کے مقابل مین کیسا ذلیل اور بے حقیقت ہی تو سمندر کے دوستانہ دامن مین اُنکی نظروںسے اپنا مُنہ چھپا لینا اُسے ایک خوشی کی بات معلوم ہوئی۔ جب وہ نظروںسے غائب ہوگیا تو ستارے ایک دوسرے کو متفحصانہ حیرت سے دیکھنے لگے گویا زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ سُبحان اللہ کیا صورت تھی۔ صدقے اِس صورت کے ! اور وہ پھر جلد آزادی کے ساتھ اُسکے باب مین گفتگو کرنے لگے۔ لیکن جس حال مین کہ وہ اُسکی خمیدہ پشت اور اُسکی نادیدہ ادا کی ہنسی اُڑا رہے تھے یکایک اُنھین معلوم ہوا کہ خود اُنکی روشنی بھی مدھم پڑتی جاتی ہی۔ پورب طرف پَو پھٹنے لگی اور بڑی حیرت کے ساتھ سب نے دیکھا کہ مدھم پڑتے پڑتے آنکھوںسے غائب ہوے جاتے ہین بلکہ انھین ڈر ہوا کہ کہین سرے سے بالکل غائب ہی نہو جائین۔

یہ خواب عدم مین پڑے ہوے اجرام فلکی دوسری شام کو آنکھین ملتے ہوے بتدریج پھر پیدا ہوے اور آنکھین کھولکر جب اُنھون نے دیکھا کہ کل کی رات کی انجمن پھر جون کی تون موجود ہی تو دلمین بہت ہی خوش ہوے۔ وہ چھوٹی چمکیلی شاخ بھی پھر نظر آئی جو مغربی پہاڑونکے سلسلے پر نیچے کو جھکی ہوئی تھی۔ لیکن اگرچہ پہلی دفعہ سے اب کسیقدر زیادہ چمکیلی تھی وہ پھر بھی جلد دامنِ اُفق مین غائب ہوگئی اور دُمدار ستارے کو سارے آسمانپر مغرورانہ ادا سے قابض چھوڑ گئی۔

تیسری شام کو چاند قد اور روشنی مین اسقدر بدیہی طور پر بڑھ گیا تھا اور پہلے دنکی نسبت آسمان مین اسقدر اوج گرا تھا کہ اگرچہ وہ اب بھی جلدی نظرون سے غائب ہوگیا مگر کہکشان کی دونون جانب شروع سے اخیر تک مضمون گفتگو وہی تھا۔ یہانتک کہ نوپیدا شدہ آدمی کو اُسکی پہلی میٹھی نیند سے جسمین وہ پڑا بہشت مین سوتا تھا جس نسیم نے آکر جگایا اُسنے ستارون کو آکر اطلاع دی کہ اب میدان خالی کرو آفتاب اپنے جاہ وجلال کے ساتھ آتا ہی اور دُنیا کی پیدائش کا پہلا سبت ایسے جاہ وجلال کے ساتھ لاتا ہی جسکے دیکھنے کو دُنیا کے انحطاط کی زمانے مین لوگونکی آنکھین ترسین گی۔ اگلی رات کو چاند نے اپنی کرسی اور بھی بلند کردی اور پہلے سے کہین زیادہ چمکدار دکھائی دیا یہانتک کہ اُسکے آس پاس جتنے چھوٹے ستارے تھے اُنکو سب نے دیکھا کہ زرد پڑ گئے تھے اور بعض تو نظر بھی نہ آتے تھے۔ چونکہ اُنکے رفقا اُسکی توجیہ معقول نہ کرسکتے تھے اُنھون نے قیاس کیا اور ایسا قیاس اُنھین کرنا ہی چاہیے تھا کہ چاند کی روشنی جو بڑھ رہی ہی تو اُنھین کی روشنی سے۔ گویا چاند ایک ایک کرکے سبکو نگل رہا ہی

بڑا تھا۔ چاند اُسکے زیر قدم ہی تھا۔ نیچے زمین جہانتک نگاہ کام کرتی تھی فرش زمردین بچھا رہی تھی۔ اوپر آسمان برج برج مین چراغان کر رہا تھا۔ وہ آن کی آن ٹھہر گیا اور پھر اُس زبان مین جسمین صبح کے ستارون نے ملکر گایا تھا اور بندگان خدا نے خوشی کے نعرے مارے تھی اسطرح زمزمہ سنج حمد و ثنا ہوا۔

"اے صانع مطلق۔ اے حکیم برحق تیری صنعتین بڑی اور حیرت مین ڈالنے والی ہین جس چیز کو دیکھتا ہون تیری حکمت اُس سے آشکارا ہی" اتنا کہکر وہ تو خاموش ہو گیا مگر وہ زمزمہ آسمانکے گنبد مین اُسوقت سے آجتک برابر گونج رہا ہی۔

ختائی ڈاکٹری

منجملہ دیگر علوم و فنون کے اہل ختا قدیم الایام سے علم طب کے بھی والہ و شیدا رہی ہین بلکہ بعض خاص اعتبارات سے کہہ سکتے ہین کہ اس علم کو بھی اُنھون نے معراج الکمال پر پہونچا دیا ہی دُنیا مین ہر طبقے کے حکماء نے ملک کی آب و ہوا اور قوم کے مزاج کی جانچ پڑتال کرکے ضخیم ضخیم جلدون مین قوانین طب مدون کئے۔ اسکے علاوہ دوسرے ممالک مین اِس فن کے متعلق جو مفید اور کارآمد دقیقے پیدا ہوے اُنھین بھی ایک دوسرے نے انتخاب کرکے اپنے دستور العمل مین داخل کیا اور ترقی کا جزو اعظم یہی پچھلی بات ہوئی۔ قدیم زمانے مین مصریون ہندوستانیون۔ اور یونانیون نے اس خاص علم مین بہت ترقی کی تھی۔ بلکہ قدامت کے اعتبار سے کہہ سکتے ہین کہ اِن ممالک نے جو شہرت اور نمود حاصل کی تھی وہ (باستثنائے ختا کے) قدیم زمانے مین کسی اور ملک کو حاصل نہین ہوئی۔ البتہ موجودہ زمانے مین اہل فرنگ نے آلات دواسازی اور تشریح اجسام مین جو ترقی کی ہی وہ اگر ہماری آنکھونکے سامنے موجود نہوتی اور ہمارے زمانے سے پیشتر گزر چکے ہوتے تو اُسکے حالات تاریخون مین پڑھنے یا پُرانے لوگونکی زبانی روایتین سننے سے ضرور ہمین ایک خیالی افسانہ معلوم ہوتین۔ اور اُنکی تصدیق ہمارے نزدیک ضرور مشکوک رہتی۔ فی زمانہ علم تشریح مین اہل یورپ بیحد کوشش و جانفشانی اور تحقیق و تلاش کرکے جو ترقی حاصل کر چکے یا روز بروز کرتے جاتے ہین وہ ہمین طلسمات کا عالم آنکھونسے دکھا رہی ہی۔ آج طب یا ڈاکٹری مین یورپ اور بالخصوص فرنگ نے کل ممالک کے

یہ نامبارک نقص اُسکے دلپر آئینے کیطرح روشن ہوگیا۔ موسم شورانگیز تھا ہوا مین یکایک تیزی پیدا ہوئی۔ اور موجین اُٹھکر مُنہ مین جھاگ بھر لاین شاید جو اِپہلے ہی پہل چاند کی ہمدردی کو اُٹھا تھا اور جو بات پہلے کبھی نہ ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ ایک خوفناک طوفان نے بجلی سے آسمان کو دہلادیا اور مینھ سے زمین کو نہلا دیا۔ چاند نہایت گھنگھور بجلیون والی گھٹا کی جھپیٹ مین آگیا۔ حالت اضطراب مین جس سے چاند کی ذلت ڈھکی رہی اُسکے خوش ہونے والے حریف بھی نہین معلوم کہان جا چھپے۔

دوسری شام کو اور اسی طرح بعد مین بھی کئی شامون تک چاند دیر کو نکلتا رہا اور روز بروز ڈھندلا ہی ہوتا جاتا تھا؛ اور اُدھر حال یہ تھا کہ ہر موقع پر وہ چھوٹے ستارے جو اُسکے آگے پہلے غائب ہوگئے تھے زیادہ نکلتے آتے تھے اور اُسکے زوال پذیر عزت وجلال اور نقصان پذیر حُسن وکمال کو دیکھ دیکھ کر خوشی سے جامے مین پھولے نہ سماتے تھے۔ کامیابی نے چاند کو خود بین اور مغرور بنادیا تھا مصیبت نے اُسکے خیالات کی اصلاح کی اور عجز وانکسار کی نرم نرم دلفریبیون سے پھر وہ جگہ دلونمین حاصل ہوئی جو غرور کے ہاتھون چھن گئی تھی۔ کیونکہ جبکہ اُسکی بدری شکل گھٹکر اخیر حصۂ ماہ مین خمیدہ ناخن کی شکل رہگئی تو سارے آسمان والونکی نظر مین سب دنون سے وہ زیادہ ڈھنگ کا نظر آیا۔

آخر کار ایک رات ایسی بھی آئی جبکہ چاند کا کہین پتہ نہ تھا۔ دُمدار ستارہ بھی کسی غیر معلوم حصّے مین چلا گیا تھا۔ اُس شب کو ساری رات آسمان پر سناٹا رہا۔ مہینے کے انقلاب پر اطمینان کے ساتھ غور کرتے ہوے ستارون نے غروب آفتاب سے طلوع فجر تک اپنا سفر طے کیا۔ اور تجربے سے عقل حاصل کرکے متواضع اور راضی برضا رہے اور ہر ایک اپنی تقدیر پر شاکر تھا۔ چمکی ہوئی تھی جب بھی اور نہ چمکی ہوئی تھی جب بھی۔

دوسری شام کو چاند نئے ہلال کی صورت مطلع مغرب سے پھر نمودار ہوا جس سے سبکو حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ فوراً آسمان کے ہر حصّے سے اُسکو سبھون نے اِس پھر جی اُٹھنے پر دل سے مبارکباد دی۔ کہتے ہین کہ ٹھیک اُسوقت جبکہ وہ غروب ہو رہا تھا اور جب کہ اُسکی کمان دُھندلے بیگنی اُفق پر ابھی لٹک ہی رہی تھی۔ ایک فرشتہ نمودار ہوا جو اُسکے دونون سرون کے بیچ مین خاص ادا سے کھڑا تھا۔ جب اُسنے مڑکر دیکھا تو اُسکی آنکھ جلدی سے اِس سرے سے اُس سرے تک تمام دُنیا پر پھر گئی۔ آفتاب تو نہین معلوم کہان کتنا پیچھے ڈوبا

اگر انصاف کیا جائے تو اِس ذہانت سلیم کے مقابلے مین اور ممالک کے اطبا مشکل سے ٹھہر سکین گے۔ اگرچہ ختائیون مین علم تشریح نہین ہو لیکن خون کا ہر عضو پر محیط ہونا اور جسم مین ہر جگہ گردش کرنا سب سے پہلے ختائیون نے معلوم کیا (باوجودیکہ **بقراط** ایسا حکیم اِس مشکل کو حل نہ کرسکا اور اسی شُبہے مین مرگیا) اور اُنسے بہت مدت کے بعد انگلستان مین ڈاکٹر ہاربی صاحب نے اِس امر کو ثابت کیا۔

باوجود اِس کمال حکمت و ہوشیاری کے پھر بھی یہ کہنا پڑتا ہو کہ جرّاحی مین ختائیون کا نمبر فرنگستان سے بہت گھٹا ہوا ہو۔ اور اسکا اصلی سبب وہی تشریح کی لاعلمی ہو۔ کیونکہ علم تشریح جبتک کامل طور پر نہ جانین۔ رگون پٹھون توڑ جوڑ اور وجع مفاصل کی ترکیب سے کما حقہٗ آگاہی پانا ناممکن ہو۔ گو وہ معمولی کام کاج مین بند نہین ہین۔ کُولا۔ کلائی۔ اور شانہ وغیرہ اُتر جائے تو فوراً درست کر دیتے ہین مگر جب کوئی پیچدار واقعہ معمول کے خلاف پیش آتا ہو تو وہان بہت پیچھے رہجاتے ہین۔

• **لارڈ مکارٹنی** سفیر انگلستان جب ختا مین پہونچے تو اُنکے ہمراہی انگریز ڈاکٹرون نے ختائی مریضون کا جراحی معالجہ اِس خوبی سے کیا کہ ختائی اُنکی مشق۔ قابلیت اور علاجون کی نئی نئی ترکیبون کو دیکھکر حیران رہ گئی اور بے اختیار عمدہ الفاظ مین اُنکے کمال کی داد دی۔

ختائی مرہم پٹی بھی اچھی طرح کر لیتے ہین اور دوائین ایسی کھلاتے ہین کہ زخم یا چوٹ ریم یا ورم نہ پیدا کرے اور اِس تدبیر سے اکثر مریض اچھے بھی ہوجاتے ہین۔ ختائی اطبا جڑی بوٹیون کے سوا معدنیات کا استعمال مطلق نہین کرتے۔ بلکہ دوا کی جگہ دھاتون کا کام مین لانا اُنکے نزدیک نہایت خطرناک ہو۔

اب ہم مضمون کے خاتمے پر ختائی حکما کے وہ نازک اور نہایت عجیب اختراع بیان کرتے ہین کہ جس سے اُنکی خداداد ذکاوت کے جوہر کھُلتے ہین اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ واقعی خداوند قدیر نے ان لوگون مین عقل و دانائی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہو۔

انگریزی ڈاکٹرونکا عام قاعدہ ہو کہ مُردے کی لاش چیر پھاڑ کے موت کا اصلی سبب تحقیق کر لیتے ہین اور اگر کوئی لاش اتنے عرصے کی ہو کہ سوائے ہڈیونکے اُسمین اور کچھ باقی نرہا ہو تو وہان اُنکی بھی کوئی تدبیر نہین چلتی۔ بلکہ صاف لفظون مین یہ کہنا چاہیے کہ حکمت کا خاتمہ ہوجاتا ہو اور اُنکی طائر عقل کی پرواز اِس میدان سے آگے نہین بڑھتی۔ لیکن اطبا نے

علم طب کو شکست دیدی۔ ہان اگر تلاش کیا جائے تو بعض خاص اعتبارات سے فرنگ کی مقابلے کیلیے ملک ختا کو انتخاب کر سکتے ہین۔ اگرچہ اکثر امور مین حکمائے ختا اہل فرنگ سے بہت پیچھے ہین لیکن بعض خاص امور مین وہ فوقیت کا دعویٰ بھی کر سکتے ہین۔

اہل فرنگ نے جملہ نامور ممالک کے علم کا لب لباب یا خلاصہ لیا ہو۔ اور اُسپر اپنے مکرر تجربون ذکاوت اور ذہانت سے مفید مفید نکتے اور کار آمد دقیقے اضافہ کیے۔ لیکن ختائی علم طب کو دُنیا کے کسی قوم کے علم طب کے تتبع کی ہوا تک نہین لگی۔ وہ اپنی طب کے خود ہی موجد ہین اور خود ہی ترقی کی انتہائی سرحد تک پہو نچگئے ہین۔

اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ حکمائے ختائی مین ہندوستانیون مصریون اور یونانیون کیطرح تشریح کی عدم واقفیت کا عیب ضرور باقی ہو اور اُسکا بڑا سبب یہ ہو کہ یونانی اور مصری لاشونکی ایسی قدر کرتے تھے کہ زندہ شخص کو مجروح کرنے کی اُنکے یہان وہ سزا نہ تھی جو مُردے کو اذیت دینے سے تصور کیجاتی تھی۔

علیٰ ہذا القیاس ختائی بھی مُردونکو اس احترام سے رکھتے ہین کہ اُنکو چیرنے پھاڑنے کا کبھی خیال بھی نہین گزر سکتا۔ لیکن تعجب اور سخت تعجب ہو کہ باوجود تشریح کی لاعلمی کے تجربے اور قیافے مین ان لوگون نے وہ کمال بہم پہونچایا ہو کہ اُنکی تشخیص دیکھکر فرنگستان کے ڈاکٹر حیرت زدہ رہجاتے ہین۔

ختا مین قارورہ دیکھنے کا دستور نہین ہو۔ مریض کی صورت۔ جلد کی رنگت۔ آواز اور نبض سے تمام امراض اُنپر منکشف ہوجاتے ہین۔

ختائیون کی نباضی ایسی زبردست ہو کہ جسکا حال سُنکر حیرت ہوتی ہو۔ یہ ایک عام بات ہو کہ طبیب مریض کی صورت دیکھکر بغیر حال دریافت کیے اکثر بتا دیتا ہو کہ یہ مرض ہو اور اسکا سبب یہ ہو۔ مرض جس دن سے شروع ہوا ہو اُسمین روز بروز یہ تغیرات ہوے۔ اب یہ حال ہو اور اتنے عرصے کے بعد مریض کا یہ حال ہوگا۔

یہ بات نہین کہ یہ لوگ اٹکل پچو باتین کر دیتے ہون۔ بیشتر انکا حکم اسقدر صحیح ہوتا ہو کہ سرمو فرق نہین پڑتا۔ حاملہ عورت کی نبض دیکھتے ہی بتا دیتے ہین کہ حمل اتنے دنون کا ہو فلان مہینے مین بیٹا یا بیٹی یا توام اولاد پیدا ہوگی۔ وضع حمل کے وقت (بشرطیکہ کوئی امر ناگہانی واقع نہ ہو) زچا کی یہ صورت ہوگی۔

تاہم الفرڈ اعظم کی تقسیم اوقات نہایت ہی مناسب تصور کیجاتی ہو کہ آٹھ گھنٹے محنت آٹھ گھنٹے دل بہلاؤ اور آٹھ گھنٹے سونا چاہیے۔

اکثر بڑے بڑے لوگ مثل ڈس کروجبیس۔ جرمن ٹیلر۔ بکیسٹر اور وسلی وغیرہ رات دن مین علی الترتیب کل ۲-۳-۴ و ۶ گھنٹے سویا کرتے تھے لیکن ان جداجدا مثالونسے کوئی خاص اصول نہین قایم ہوسکتا جسپر عوام کاربند ہوسکین کیونکہ اسقدر سونا صرف اُنکی ذاتیات سے تعلق رکھتا تھا لہذا ہر حال مین ضرورت ذاتی جسکا موازنہ فطرت خود ہی کردیتی ہو زیادہ تر قابل لحاظ ہوا ور بیشک ہر ایک شخص بخوبی جانتا ہو کہ اسکے دماغی اور جسمانی آرام کیلیے کئی گھنٹے چاہیے ہین لیکن اسقدر بھی بے پروا ہوکر نہ سونا چاہیے کہ جس سے تندرستی مین فرق پڑے جیسا کہ ایک حکیم کہا کرتا تھا کہ چونکہ فطرت سب سے مناسب رہنما ہو اسلیے بیدھڑک اٹھارہ گھنٹے روز سونے لگا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مرض سکتہ مین بیمار ہوکر راہی عدم ہوا۔

بقول حسن کوئی پاتا نہین ؛ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔ بعضون نے نیند کی سخت جدوکد سے اُسپر غلبہ پایا اور اکثر اچھے اچھے کام کیے ہین۔ لارڈ ہیلز اپنی تاریخ اسکاٹ لینڈ کی ایام تصنیف مین اپنا مطالعہ جاری رکھنے کیلیے چرخ کرسی پر بیٹھا کرتا تھا تاکہ جب سونے لگے تو اسکا بوکر اس کرسی کو حیکر دیکر اُسے جگادے اسیطرح ڈاکٹر جانسن کو بھی نیند پر غلبہ پانے کیلیے بڑی جنگجوئی کرنا پڑی تھی۔

اکثر لوگ ایسے ہین کہ اپنی مرضی پر سوتے جاگتے ہین جیسے نپولین بوناپارٹ اور کوائن نقال۔ پارک صاحب کا یہ دستور تھا کہ جب اُسے پیدل چلنے کا اتفاق ہوتا تو میل شروع ہوتے وقت اپنی آنکھین بند کرلیتا اور میل ختم ہونے پر پھر جاگ اُٹھتا تھا مگر اسکو سم غنبولزم (یعنی سوتے سوتے اُٹھکر بیہوشی مین چلنے پھرنے لگنا یا بھاگنا) جو محض بیماری ہی نہ تصور کرنا چاہیے۔

سر والٹر اسکاٹ بیان کرتا ہو کہ شمالی امریکہ کے دیسی باشندے پھانسی پر ذراسی تکلیف کی تخفیف پر سو جاتے ہین تاوقتیکہ پھر آگ لگا کر نہ جگائے جائین کارخانونکے غریب چھوٹے چھوٹے بچے اگر صرف تھکن سے اونگھ جاتے ہین تو اُنکے ہاتھ پاون کی انگلیان پھر بھی چلا کرتی ہین گویا وہ کام کررہے ہین بعضے سپاہی کوچ کرتے وقت سوگئے ہین جیسا کہ سرجان مور کے ساتھ کروہ سے واپسی پر اُنکی حالت بیان کی گئی ہو پھر بعضے چوطرفہ توپونکی کڑک و

ختانے اس موقع کیواسطے ایک ایسا حیرت انگیز طریقہ نکالا ہو جسکے ذریعے سے وہ صرف انسان کی ہڈیون سے چوٹ کے آثار صاف طور پر دریافت کر لیتے ہین۔

فرض کیجیے کہ ایک شخص مرگیا۔ اسکے دفن کو اتنی مدت گزر گئی کہ گوشت پوست سب خاک ہوگیا صرف ہڈیان باقی رہگئین اب اُسکے خون کا دعویدار پیدا ہوا جسنے مدعا علیہ پر ضرب کے ذریعے سے مقتول کے جان تلف کرنے کا دعویٰ کیا۔ فرمائیے ایسے وقت مین بدیہی و یقینی ثبوت کیونکر ملسکتا ہو۔

ہزار آفرین حکمائے ختا کی ذکاوت پر کہ وہ ایسے نازک وقت مین کانٹے کی تول پورا پورا حال بتا دیتے ہین بلکہ زیادہ حیرت تو یہ ہو کہ آنکھون سے دکھا دیتے ہین۔

وہ طریقہ یہ ہو کہ جس حالت مین ہو لاش قبر سے نکالتے ہین۔ اول اُسے سرکے سے خوب نہلاتے ہین۔ پھر ایک غار قد آدم گہرا اور ڈیڑھ ہاتھ چوڑا کھود کر اُسمین گھاس۔ لکڑی۔ اور کوئلہ جلاتے ہین۔ اور جب وہ گڑھا خوب گرم ہوجاتا ہو تو آگ کو چانول یا شہد کے شراب سے بجھا دیتے ہین اور پھر گڑھے کے مُنہ پر درخت کی شاخون کا ٹھاٹھر رکھکے اُسپر لاش کو رکھدیتے ہین اور کپڑے سے لاش اور غار کے مُنہ کو اسطرح بند کرتے ہین کہ بخارات نہین نکلنے پاتے بلکہ لاش مین سرایت کرتے رہتے ہین۔ جب اس عمل کو دو گھنٹے کا عرصہ گزر جاتا ہو تو کپڑا علیحدہ کرکے لاش کو دیکھتے ہین اُسوقت لاش پر چوٹ کے نشان صاف طور پر عیان ہوتے ہین بلکہ یہانتک معلوم ہوجاتا ہو کہ گھونسون سے مارا ہو یا لاٹھی سے یا کسی اور حربے سے اور یہ ترکیب اہل ختانے اس غضب کی موثر نکالی ہو کہ اگر گوشت پوست اور استخوان سب جدا ہو گئے ہون تو وہ فقط ہڈیونکو جمع کرکے یہ عمل کرتے ہین اگر چوٹ یا زخم ایسا کاری لگا ہو کہ اُسکے سبب سے وہ آدمی مرگیا تو چوٹ کے نشان ہڈیون پر ملتے ہین۔

عبدالرشید حیران جرنلسٹ آف گنیش پور

خواب اور بیداری

شائستہ دُنیا مین یہ بات نہایت ہی غور طلب ہو رہی ہو کہ انسان کو کسقدر سونا چاہیے گو اسپر بحید وحساب مختلف رائے دیگئی ہین اور روز بروز نئے نئے اصول قلمبند کیے جاتے ہین

اُسیطرف متوجہ ہوکر سوجایا کرتے ہین ۔

مین بھی اپنی نو دس برس کی عمر مین اکثر ادھر اُدھر کے شعر پڑھتے پڑھتے سوگیا ہون ۔

ہمارے ملک مین کہانیون کا دستور بھی اسیکی تائید مین ہو کہ بوڑھے لوگ سوتے وقت اپنے بچو نسے فرمائش کر کے سُنتے ہین اور سُنتے سُنتے سو جاتے ہین اسما بارہ ماسہ اور دیگر مختلف گیت بھی اکثر لوگ سوتے وقت اپنے گھر ونمین گایا کرتے ہین ۔

سر جان سنکلر سوتے وقت گنتی گنا کرتا تھا اور سر جان رینی اپنے بالون مین مہین دانت کی کنگھی کرتا اور گدّی کو ہتیلی سے سہلاتا تھا ۔

نیند لانے کیلیے پنکھا جھلنا اور پیشانی سہلانا بھی مفید ہے ۔

اہل ہسپانیہ اپنے بچونکو سلانے کیلیے اُنکی ریڑھ سہلاتے ہین جو اُنکے مقصد کو حکمی بر لاتا ہو بیشک یہ سب سے زیادہ عمدہ تدبیر ہے کیونکہ ریڑھ کا تعلق سرو دماغ سے ہو اور جب اسی پر کوئی فعل کیا گیا تو پھر کیا لینے جانا ہو ۔

چونکہ اس موقع پر منشیات اور ادویات نظر انداز کردی گئی ہین اسلیے مسٹر کارڈنر کی تدبیر کو زیادہ پایۂ ثبوت پر پہونچانے کیلیے مڈیکل سائنس سے ثابت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے ۔

داہنی کروٹ پر لیٹنے سے جسم بھی آرام پاتا ہو اور دل بھی اپنا کام بخوبی سرانجام دیتا ہو اور نتھنون سے سانس لینا اسوجہ سے مناسب ہو کہ نیچر نے ایک مخصوص ساخت اسکے واسطے اسلیے پیدا کی ہو کہ ادھر سے ہوا گرم ہوکر پھیپھڑو نمین داخل ہو ۔

گو مذکورۂ بالا عمل کا لحاظ شائستہ قومونمین بہت کم کیا جاتا ہو لیکن امریکہ کو حبشی کی مائین یہ عادت ڈالنے کیلیے شروع ہی سے اپنے بچونکے لب سوتے وقت بند کردیتے ہین ۔

• سب سے پہلے بیداری کی خاص وجہ ہی کو دور کرنا زیادہ تر مناسب ہو کیونکہ اکثر لوگون کو بعض اوقات خفیف وجہون سے نیند نہین آتی جیسے کمرے مین تیز روشنی یا کوئی خلاف معمول آواز یا دو ایک کھٹمل یا دو ایک مچھر یا چند بنولے اسیطرح قبل سونیکے شطرنج چوسر یا اور ایسے مشغلے کھیل کھیلنا یا چاء و قہوہ پینا جنسے دماغ مین غیر معمولی دوران خون قایم رہتا ہے یا سخت سردی جو دوران خون مین خلل انداز ہو یہ سب مذکورہ بالا حالتین نیند لانیکے خلاف ہین اور انسے پرہیز کرنا بھی ہر ایک کے اختیار مین ہو ۔ بھوک کی شدت مین بھی خون کی غیر معمولی

گرج مین بھی سو گئے ہین۔

باوجود اِس اصول کے کہ عدم خواب عرصے تک تندرستی پر بغیر کوئی خلل اندازی کیے نہین رہتا اور گو ہم آگ (سرد ملکونکی تخصیص) غذا اور پانی کی کمی عرصے تک برداشت کر سکتے ہین لیکن نیند کی کمی ہرگز ہرگز برداشت نہین ہو سکتی ہو تاہم شائستہ دُنیا مین اسکی خرابیان بہت عام ہو رہی ہین اور جو دوائیان اسکے لیے تجویز کی گئی ہین اُنکی تحریر کیلیے ایک دفتر چاہیے جو بسا اوقات سب کے سب ایسی غیر مفید اور مریض کو چڑچڑا کرنیوالے ہین جیسا کہ پرہیز۔

ایک مسٹر کارڈنر کی ایجاد جو بہت مشہور اور نہایت پُر اثر تدبیر نیند لانے کیلیے ہے اِس شخص کی بیداری ریڑھ کی چوٹ کی وجہ سے تھی اس صدمے سے وہ برسون سونے کیلیے ترس گیا یہانتک کہ پھر اُسنے ایسا علاج نکالا کہ جس سے اُسے حکمی نیند آتی تھی اُس زمانے مین اُسکی بڑی شہرت ہوئی اور اُس تدبیر پر اکثر بڑے بڑے لوگون نے عمل کیا اور اُسکے پُر اثر ہونے کی سندین دین اور جو تدبیر فی زمانہ بھی ویسی ہی مفید ثابت ہوگی۔

مسٹر کارڈنر کا طریقہ حسب ذیل ہو:۔

داہنی کروٹ پر گردن کو سیدھا کرکے سر کو آرام سے تکیہ پر رکھے تاکہ سانس لینے مین کوئی خلل نہ واقع ہو پھر بھر سانس لیکر لبونکو بند کر لے اور جہانتک ممکن ہو نتھنون سے سانس لیتا رہے کیونکہ جب پوری سانس لیجاتی ہو تب پھیپھڑے اپنا فعل بخوبی انجام دینے لگتے ہین اُسوقت اپنی پوری توجہ تنفس کی طرف مبذول کرے اور یہ خیال کرے کہ گویا وہ اپنی سانس کو مسلسل گزرتے ہوے دیکھ رہا ہو جس سے اُسکا دماغ دیگر افکار سے جدا ہو کر اُس عمل پر متوجہ ہو جاتا ہو اور چند ہی منٹ مین ہوشیاری اُسے خیرباد کہتی ہو جسے ہم اصطلاح مین نیند کہتے ہین اگر یہ طریقہ فی الفور پورا نہو تو بھی اسکے پورا کرنے کی بار بار کوشش کرنا چاہیے کیونکہ اگر پورے طور سے اسپر عملدرآمد کیا گیا تو یقینی ناممکن الخطا ثابت ہوگا۔

اب اصول یہ قائم ہوا کہ دماغ کی یکسوئی یا دماغ پر صرف ایک ہی خیال کا اثر کچھ عرصے تک طاری رہنے سے نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

پس غیر تحریک اور غیر مشتعل کتابونکے پڑھنے سے بعض اوقات نیند آتی ہو اور طلسم افسانہ اور عشقیہ ناولونسے برعکس اثر ہوتا ہے۔

اکثر بچے روتے روتے جنکو اپنے مختلف لہجونمین اپنا بنا بنا کر غن غنانا بھلا معلوم ہوتا ہو

تعداد سر مین چڑھجاتی ہو اس حالت مین کوئی ہلکی غذا یا ایک گلاس پانی پینا چاہیے جو اس خون کو منتشر کر دیگا اور نیند آجائیگی شراب وغیرہ بھی نیند لانے کیلیے غیر مفید ہو اور اسکی عادت ترک کر دینا چاہیے۔

نیند کی کمی نے سر آئزک نیوٹن کی اواخر زندگی کو دھندھلکے مین اور ستّرے کی مخبوط الحواسی مین ڈالدی تھی لیکن اسکی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہو کہ وہ لوگ جنکو اعلیٰ درجہ کے خدا داد دماغ حاصل تھے ورزش سے غفلت کر کے علمی جستجو مین قربان ہو گئے ایسے لوگون کو کم از کم کچھ وقت سیر و شکار مین صرف کرنا چاہیے۔

ورزش بھی نیند لانے کیلیے نہایت مفید ہو کیونکہ بالخصوص پہلوانون کو بلا لحاظ سن و سال زیادہ نیند آتی ہو اور اسلیے مین ہر ایک طالب العلم اور مصنف کو جسم کا بیلنس (پلہ) دماغ کے ساتھ برابر کرنے کیلیے اسکو رکمنڈ کرتا ہون۔ فقط

محمد حنیف ڈپارٹمنٹل سگلر مظفر پور

شکریہ

ذیل مین اُن معززین کے نام نامی شکریہ کے ساتھ شائع کیے جاتے ہین جنھون نے از راہ قدر دانی ہر سہ حصص کی خریداری پسند فرمائی ہو اسکے ساتھ ہی اُن معاونین کا شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہو جنکی عنایت سے خدنگ نظر روز بروز ترقی کر رہا ہو۔ ایڈیٹر

جناب سردار جوہر سنگھ صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈ دادنخان۔ ۳ روپے

جناب سردار میر احمد خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست ہندوباغ۔ ۳ روپے

جناب یوسف عیسیٰ صاحب از بمبئی۔ ۳ روپے

جناب رامچندر رسیدھر راؤ صاحب امیدوار دفتر عدالت جیتور۔ ۳ روپے

جناب محمد یوسف خانصاحب صیغہ دار نمبری تحصیل جیتور۔ ۱۲ شش ماہی

جناب منشی محمد قدرت غنی صاحب جیتور۔ ۱۲ شش ماہی

جناب منشی رگھبیر سنگھ صاحب کلرک آفس علی پور۔ ۳ روپے